نعت نامہ
نعت پر تحقیقی مضامین
الله
رسول
محمد
مؤلف
عابد رشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت نامہ

مؤلف

عابد رشید

ضابطہ

کتاب: نعت نامہ

مؤلف: عابد رشید

رابطہ: Sukhanwarchicago@gmail.com

سرورق و ڈیزائننگ: عمران شناور

کمپوزنگ: سموئیل صادق

اشاعت اوّل: دسمبر 2024ء

ہدیہ: 20.00 $ (امریکہ)

20.00 € (یورپ، دیگر ممالک)

Rs:1500 (پاکستان)

سخنور شکاگو پبلیکیشنز، گلینڈیل ھائٹس، الانائے، امریکہ

انتساب

حریمِ نعت کے رفقا کے نام

جو قدم قدم پر میرے ساتھ رہے جن کی محنتوں اور تعاون کی بدولت

ہم امریکہ کی پہلی اور کامیاب ادبی نعت کانفرنس کا انعقاد کر پائے......

نعت کے اسکالرز کے نام

جنہوں نے میری درخواست پر اپنی تمام تر مصروفیات کو پسِ پشت ڈال

کر تحقیقی مقالہ جات لکھے اور پڑھے......اپنے علمی کام سے اِس کانفرنس

کا وقار بلند کیا......

شکر گزار

عابد رشید

فہرست

نمبر شمار	مضامین		صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	عابد رشید	۶
۲	تمہید	ڈاکٹر ریاض مجید	۸
۳	عہد بہ عہد نعت کا موضوعاتی پھیلاؤ	ڈاکٹر ریاض مجید	۹
۴	آزاد نظم میں نعت	ڈاکٹر عزیز احسن	۱۶
۵	اُردو حمد و نعت میں ہَیئتی تجربے	نسیم سحر	۴۲
۶	اردو نعت اور مابعد جدیدیت	ڈاکٹر شاہد اشرف	۴۸
۷	نعتِ نبی (ﷺ) کا بنیادی تصور اور اِس کی اہمیت	ڈاکٹر توفیق انصاری احمد	۵۵
۸	اردو نعتیہ دیوان کا ارتقا	پروفیسر طاہر صدیقی	۷۱
۹	حقیقتِ محمدیہؐ اور روایتِ نعت	پروفیسر انعام الحق	۸۶
۱۰	دبستانِ سرگودھا کا گلِ سرسبد	ڈاکٹر شاکر کنڈان	۹۴
۱۱	انگریزی نعتیہ ادب کا تعارف (۱۹۸۷ء۔۲۰۲۳ء)	ڈاکٹر سلیم اللہ جندران	۱۲۳
۱۲	صنفِ نعت، چند تاثرات	مامون ایمن	۱۷۱
۱۳	امریکہ میں نعت کا ارتقا اور ترویج	عابد رشید	۱۷۵

پیش لفظ

کتنی خوش نصیبی ہے کہ میری ایک ذہین، سنجیدہ اور عشقِ الٰہی اور حبِّ نبیؐ سے سرشار حلقے تک رسائی ہوئی...... میری درخواست پر اِن حضرات نے نعت کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالہ جات لکھے۔

یہ مقالہ جات، حریمِ نعت کے زیرِاہتمام عالمی ادبی نعت کانفرنس جو 27 اپریل 2024 کو منعقد کی گئی میں پیش کیے گئے...... مجھے توفیقِ خداوندی ہوئی کہ میں نے اِن مقالہ جات کو ایک کتاب کا روپ دے کر ریسرچ سکالرز اور نعت کو سمجھنے اور اور اس کی مختلف جہتوں سے آگاہی کے طالب قارئین کے واسطے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ الحمدللّٰہ

پاک و ہند میں مختلف حلقے ہمیشہ نعت کے فروغ کے لیے کام کرتے رہتے ہیں...... لاہور اور کراچی پاکستان میں حالیہ چند سالوں میں ادبی نعت کانفرنسز کا انعقاد بھی ہوا جو نہایت خوش آئند بات ہے...... نعت کو نعت خوانی سے ہٹ کر سوچنے اور سمجھنے والوں کا حلقہ خدا کے فضل و کرم سے وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے...... نعت کو ایک مضمون کے طور پر پڑھنے والوں اور اِس میں اعلیٰ اسناد حاصل کرنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے...... یہ رجحان یقیناً نعت کو اِن نادان دوستوں کے ہاتھوں سے نکالنے میں مدد کرے گا جو نعت کو محض ایک مجمع کی تحریک کا اور کاروبار کا ذریعہ بنا چکے ہیں۔

نعت پر تحقیقی مقالہ جات بالیقین نعت کی صنف پر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کو اِس کی مختلف جہتوں کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہونگے...... نعت پر تعلیمی اداروں میں کام نعت کا روپ اور

رنگ نکھارنے میں ممدودومعاون ہوگا......اُمید ہےنعت کے سکالرز مستقبلِ قریب میں نعت لکھنے اور نعت کومجلس اور مجمع میں پڑھنے کےقواعدوضوابط پر بھی غور کریں گے تاکہ اس صنف کو جذباتی، بےمہار نعت گویوں اور نعت خوانوں کی گرفت سے آزاد کروایا جاسکے۔

میں خدا کی عطا اور توفیق پر جہاں نازاں وفرحاں ہوں، وہیں شکر کے جزبات سے سرشار بھی ہوں کہ اُس نے مجھے اور میرے رفقا کو ہمت اور طاقت دی کہ ہم امریکہ کی پہلی زمینی نعت کانفرنس شکاگو میں منعقد کرسکیں۔

حریمِ نعت کی نعت کانفرنس میں مقالہ جات، نعتیہ مشاعرہ، نعتیہ کتب کا اجراء، نعت خوانی، پاکستان قونصلیٹ کی شرکت، حلال سرٹیفیکشن کے ادارے افانکا کا تعاون سب کچھ ہی شامل تھا...... یہ یقیناً ایک بھرپور اور کامیاب نعت کانفرنس تھی۔حریمِ نعت کی ٹیم پرعزم ہے کہ ہم اِس مشن کوآگے بڑھائیں گےاور ادبی نعت کانفرنس کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے مستقل توفیق اور استطاعت کا دعا گوہوں۔

ان شاء اللہ اگلی نعت کانفرنس کے مقالہ جات کوبھی کتابی شکل دے کرتعلیمی اداروں میں تقسیم کیا جائے گا۔نعت کے سکالرز سے اِس مشن میں تعاون کی درخواست ہے......اُمید ہے کہ جو سکالرز اِس سال اِس قافلے میں شامل نہ ہوسکے اگلے سال ہمارے ہم قدم ہونگے۔

نعت لکھنے، پڑھنے اور سننے والوں کے لئے اُسوہِ نبیؐ پر چلنے اور قائم رہنے کی بہت سی دعاؤں کے ساتھ آپ کا اپنا

عابد رشید

شکاگو، امریکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

’حریمِ نعت‘ شگاگو کے زیرِ اہتمام یہ سیمینار/ کانفرنس معاصر نعت کی تاریخ میں اِس اعتبار سے نہایت خوش آئند ہے کہ اِس میں نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صنف کے حوالے سے تازہ تر موضوعات زیرِ بحث آ رہے ہیں۔

اردو نعت...... جس کے ابتدائی نمونے صدیوں پہلے مولود ناموں، وفات ناموں، پیغمبر ناموں، معجزات ناموں اور اِسی انداز کے مختلف ’ناموں‘ کی صورت میں ملنا شروع ہو گئے تھے...... اب تک کئی صدیوں کا سفر طے کر چکی ہے دکن میں لکھی جانے والی قدیم مثنویوں میں ملنے والے نعتیہ اشعار اردوئے قدیم کی نعت کا وہ نمونہ ہیں جنھوں نے اردو نعت کو ابتدائی خدوخال فراہم کیے...... ’حریمِ نعت‘ کے پلیٹ فارم سے پڑھے جانے والے مضامین ومقالات نعت کے فکری وفنّی پہلوؤں کو آج کے تناظر میں زیرِ جائزہ لائیں گے اور یوں نعت مستقبل کے امکانات کی طرف نئے ولولوں سے سرگرمِ سفر ہوگی...... ایسی کانفرنسیں جہاں ماضی کے اثاثے کی پرکھ پرچول کرتی ہیں وہاں آتے زمانے کے میلانات، رجحانات اور خیالات کی طرف راہنمائی بھی کرتی ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں سال بہ سال ایسی کانفرنس اور سیمینار منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ برصغیر سے باہر ’حریمِ نعت‘ کی یہ کانفرنس بلاشبہ ایک تاریخ ساز واقعہ کی حیثیت واہمیت رکھتی ہے جس کے انعقاد کے لئے نعت دوست، نعت نگار اور نعت سے دلچسپی رکھنے والے ریسرچ سکالر ’حریمِ نعت‘ کے منتظمین خصوصاً عابد رشید کے ممنون ہیں۔

ریاض مجید، فیصل آباد، پاکستان

عہد بہ عہد نعت کا موضوعاتی پھیلاؤ

ریاض مجید

فیصل آباد ، پاکستان

نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرکزی موضوع......وہ تعریف و تحسین ہے جو خاتم الانبیاءؐ کی سیرت، کردار، فضائل، اخلاق، پیغام، فرمودات اور اثرات کے حوالے سے کی جاتی ہے...... اِس صنف کا موضوعاتی دائرہ اِس مرکزی مضمون (وصفِ رسولؐ) سے نکل کر بتدریج پھیلتا گیا اور پھیلتا جا رہا ہے......آپؐ کے عہد مبارک سے آج تک......گزشتہ چودہ صدیوں میں نعت کے مضامین میں ہمہ جہت وسعت پیدا ہوئی ہے ہر نیا دَور اپنے مسائل و احوال کے حوالے سے اِس صنف مبارک کا حصہ بنا......اگر گزشتہ اَدوار کا صدی بہ صدی جائزہ لیا جائے تو نعت کے افکار میں تین بڑے حوالوں سے وسعت پیدا ہوئی ہے ایک ذاتی (Personal)...... ایک علاقائی (Regional) ...... اور ایک آفاقی (Universal) یعنی ہر نعت نگار نے اپنی ذہنی اپج، تخلیقی استعداد اور صلاحیتِ بیان کے حوالے سے نعتیہ موضوعات کی سطحوں کو چھوا ہے۔

ذاتی سطح کا تعلق جیسا کہ ابھی ابھی نشاندہی کی گئی ہے......نعت نگار کی شعری شخصیت، ذاتی تخلیقی صلاحیت اور قوّتِ اظہار سے ہے ۔شاعر کی توسیعِ شخصیت (enlargement of peronality) اُس کی شعری کارکردگی کا تعین کرتی ہے۔ اِس کا شعری نابغہ (Poetic genius) جتنا بڑا ہوگا اُس کی نعت کا موضوعاتی دائرہ بھی اُسی نسبت سے وسیع، مخترع اور مؤثر ہوگا......نعت کی دوسری سطح علاقائی احوال و واقعات سے اپنے خدوخال ظاہر کرتی ہے...... جب نعت عہدِ صحابہؓ سے آگے بڑھ کر دوسرے اَدوار

ملکوں اور زبانوں میں پھیلی تو ازخود کئی نئے موضوعات و مضامین نعت کا حصہ بن گئے ......مثلاً دُوریِ طیبہ سے وابستہ سینکڑوں افکار اُس وقت نعت کا حصہ بنے جب مدینہ منورہ سے دُور رہنے والے شاعر نعت آشنا ہوئے مثلاً......

نسیما جانب بطحا گزر کُن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن

(مولینا جامیؒ سے منسوب نعتیہ افکار) اور مولینا قاسمؒ نانوتوی کے قصیدہ 'بہاریہ' کے ایسے اشعار

اُڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بَن کے غبار

جیسے خیالات بعد میں نعت کے مضامین میں شامل ہوئے۔

اِسی طرح کسی خاص علاقے یا دَور میں ہونے والے کسی تاریخی واقعہ، سماجی سانحہ (قحط، سیلاب، زلزلہ، جنگ وغیرہ) نے بھی نعت کو متاثر کیا......اور یوں استغاثہ اور استمداد کے مضامین بھی نعت کے دائرے میں شامل ہوئے۔

نعتیہ مضامین کے پھیلاؤ کی تیسری سطح آفاقی ہے......کسی زماں گیر اہم حادثہ اور عہد آشوب واقعہ نے بھی نعت کی موضوعاتی فہرست میں وسعت پیدا کی......معاصر احوال و واقعات نے جہاں انسانوں کو بہت قریب کر دیا ہے وہاں اُن کے خیالات اور سوچنے سمجھنے کی کیفیات و محسوسات نے بھی نعت میں موضوعاتی ہم آہنگی کے تاثر کو نمایاں کیا......یوں ہر سطح پر نعت کے مضامین میں درجہ بہ درجہ اور عہد بہ عہد اضافہ ہُوا۔

ذاتی سطح پر نعت کے فکر وفن میں وسعت پیدا کرنے والے نعت نگاروں میں علامہ اقبال کی ایک مثال ہی کافی ہے جن کی شعری اور تخلیقی صلاحیت نے جہاں اردو اور فارسی شاعری کو مختلف جہتوں سے متاثر کیا وہاں نعت کی صنف کو بھی ایک عالمانہ اور مجہتدانہ شان عطا کی......

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا

والانظم پارہ جو سنائیؒ کے مزار کی یاد میں تخلیق ہُوا......جس کا اختتام اِس شعر پر ہُوا

سنائی کے ادب سے مَیں نے غوّاصی نہ کی ورنہ
ابھی اِس بحر میں باقی ہے کتنے بوئے لالا

اس نظم میں علامہ اقبال نے نعت کو تہذیبی، ثقافتی، عمرانی اور تمدنی افکار سے ہمکنار کیا اِس نظم (جس پر ایک نعتیہ قصیدے کا گماں ہوتا ہے) کے یہ شعر دیکھئے:

غلامی کیا ہے ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا
بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حر کی آنکھ ہے بینا

اِن اشعار کی تہہ میں جو افکار موجزن ہیں اور جس دردمندی سے اِن کا اظہار ہُوا ہے اور اُن اشعار سے آگے آنے والے جن اشعار سے اِن کا تعلق ہے وہ اُردو نعت میں کن کن اور کیسی کیسی معنوی پرتوں کا اضافہ کر رہے ہیں......

علامہ اقبال کے زمانے میں برّصغیر کی سیاسی فضا کے تناظر میں غلام ہندوستان کے ایک حسّاس اور قومی وملی درد رکھنے والے شاعر نے نعت کے فکری آفاق کو کتنا وسیع کر دیا ہے۔

جوابِ شکوہ کا آخری شعر نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا زندہ شعر ہے

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

'پیغامِ محمدؐ کا پاس' اور 'ذاتِ محمدؐ سے وفا'، ملتِ اسلامیہ کے شکوے کا دولفظی جواب ہے اور اِس کے تمام مسائل کا حل ہے۔ ''جوابِ شکوہ'' کا یہ آخری شعر وہ روشن آیت ہے جسے خدا نے زبانِ اقبال سے کہلوایا ہے اور جو اقبال کی تمام تعلیمات کا نچوڑ ہے......اتباعِ رسولؐ کا موضوع وہ مرجعِ مستیز ہے جہاں اقبال کے نہ صرف نعتیہ بلکہ پورے کلام کی تمام کرنیں سمٹ آئی ہیں۔

منصبِ رسولؐ سے آگہی اور اتباعِ رسولؐ کی تلقین کے ساتھ ساتھ جو بالکل نیا زاویۂ نظر اقبال نے اردو نعت کو بخشا وہ حضورؐ کے فیضان کو ملتِ اسلامیہ کے دائرے سے پھیلا کر وسیع تر انسانیت کے حوالے سے دیکھنے کا ہے......حضور اکرمؐ کی ذات سے مسلمانوں کی عقیدت و وابستگی اور ملت اسلامیہ پر آنحضرتؐ کے فیضان و کرم کا اظہار ہر دَور میں نعت کا محوری مضمون رہا ہے مگر رحمت للعالمینؐ کی شخصیت پوری انسانیت کے لئے جن فیوض و برکات کا سر چشمہ بنی اِس کا پہلا واضح احساس اور اظہار ہمیں اقبال ہی کے ہاں نظر آتا ہے۔ یہاں ہمارا اشارہ اِن پچیس اشعار کی طرف ہے جنہیں اقبال نے سنائی کے مزار مقدس کی زیارت کے موقع پر لکھا۔ بقول اقبال

''یہ چند افکارِ پریشاں جن میں حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے اُس روزِ سعید کی یادگار میں سپرد قلم کئے گئے''

یہ اشعار اپنے مضامین اور پیش کش کے اعتبار سے اردو نعت کی تاریخ میں ایک اہم حیثیت کے حامل ہیں۔

اقبال کے نعتیہ کلام کا جائزہ لینے والوں نے اِن اشعار میں سے دو تین نمایاں نعتیہ اشعار کو الگ کر کے ضرور دیکھا ہے......مگر نعت کے حوالے سے اِس فن پارے کے معنوی کُل کی دریافت ابھی تک نہیں ہوسکی......اگر اِس پورے سلسلۂ اشعار کو بغور پڑھا جائے تو اِس پر ایک نعتیہ قصیدے کا گمان گزرتا ہے۔

قصائد کی تاریخ میں بہت سے قصیدے ایسے مل جاتے ہیں جن میں تشبیب کا حصہ غائب اور مدح کا حصہ بہت مختصر ہوتا ہے...... یہ سلسلۂ اشعار بھی اِسی انداز کا ایک قصیدہ ہے۔

اِس نظم کے تین بند ہیں...... ہر بند میں ایک مرکزی خیال پایا جاتا ہے...... پہلے بند میں اِس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ عشق وہ قوت ہے جس کی بدولت عاشق زمان و مکاں کی قید سے بالاتر ہے......دوسرے بند میں اقبال نے مسلمانوں کے اخلاقی و روحانی زوال کا بڑے موثر انداز میں ذکر کیا ہے......نیز اِس تلخ حقیقت کا اظہار ہے کہ دنیا مادیت اور الحاد میں مبتلا ہے لیکن آج کل مسلمانوں کے اندر یہ صلاحیت موجود نہیں کہ وہ اقوامِ عالم کو توحید کا یہ پیغام دے سکیں۔

آخری بند میں اِن کے زوال کا سبب بیان کیا ہے یعنی جب اُنہوں نے اسلام کو ترک کر دیا تو اُن پر غلامی کی لعنت مسلط ہوگئی......پھر اقبال غلامی سے نجات پانے کا نسخہ تجویز کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کی ذاتِ والا صفات سے رجوع کیا جائے...... یہ مقام نعت کی معراج ہے:

؎ عجب کیا گر مہ و پرویں مِرے نخچیر ہوجائیں
کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خودرا

؎ وہ دانائے سبل، مولائے کل، ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

؎ نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اِن اشعار میں اقبال نے عشق و مستی کی نگاہ سے حضورؐ کو اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کے اسمائے مبارک سے یاد کیا ہے......یعنی عاشقانِ رسولؐ کو ذاتِ محمدیؐ میں ذاتِ ایزدی کی صفات کا پَرتو نظر آتا ہے...... بظاہر تو حضور انسان ہی ہیں مگر بہ مرتبہ مظہرِ صفاتِ الٰہی ہیں۔ واضح ہو کہ اوّل آخر اور ظاہر باطن اللہ کے اسمائے صفات ہیں......لیکن اُن کا عکس ذاتِ محمدیؐ میں بھی جلوہ گر ہے...... نیز چونکہ آپ کا قلبِ مطہر مہبطِ وحی ہے اِس لئے آپؐ قرآن (ناطن) بھی ہیں کہ آپؐ کی سیرت بقول عائشہؓ: ''قرآن کی عملی تفسیر ہے۔''

آپؐ کی ذات ستودہ صفات چونکہ معیارِ حق و باطل ہے......اِس لئے آپ کے سیرت نگاروں میں آپؐ کو فرقان بھی کہا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یٰسینا ور طٰہٰ کے نورانی اسماء اور مبارک القابات سے بھی نوازا ہے۔

اِس نظم کے لئے اقبال نے جو زمین اور لب و لہجہ استعمال کیا ہے اُس نے وفورِ جذبات، شدّتِ عشق اور دردمندی کے جذبات کے اظہار کے لئے ایک کشادہ شعری فضا اور موثر ماحول پیدا کر دیا ہے۔

علامہ اقبال نے نعت کے موضوع کو جن تازہ مضامین سے آشنا کیا......اُس کا کچھ سراغ اِس نظم پارے میں ملتا ہے اِس کے کچھ اور مصرعے بھی توجہ طلب ہیں یہ مصرعے دیکھئے:

؎ خودی سے اِس طلسمِ رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں

؎ رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی

؎ زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

؎ محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن واری

اگر اِن مصرعوں کو پورے اشعار کے سیاق وسباق میں پڑھا جائے تو اس سے معانی کی تازہ کاری کے کئی سوتے پھوٹتے ہیں......نیز اِن مصرعوں کے علاوہ ۱۲۵ اشعار کے اِس نظم پارے میں متعدد اشعار توجہ طلب ہیں۔

واضح ہو کہ عظیم شاعری میں ہمیشہ ایک دلاویز شعری خلا اور ابہام (Poeti ambiguity) ہوتی ہے شاعری دو جمع دو کی طرح چار نہیں ہوتی...... اِس میں موجود شعری خلا کو قاری اپنی فکری استعداد کے مطابق پُر کرتا ہے اور یوں شاعر کے الفاظ زیادہ پُرمعنی، بلیغ اور موثر ہو جاتے ہیں علامہ اقبال نے اِن اشعار کے اندر بھی بہت سے فکری امکانات ظاہر کئے ہیں......آج سے نوے سال پہلے جب نعت 'نعت خوانوں' اور 'میلاد نگاروں' کے پسندیدہ موضوعات میں جکڑی ہوئی تھی......علامہ اقبال نعت کو موضوعات کی کن امکانی رفعتوں سے آشنا کر رہے تھے۔

یہ گفتگو نعت کے فکری پہلوؤں سے ہو رہی ہے ورنہ نعت کے فنی پہلوؤں کے لیے علامہ اقبال کی نظمیں خصوصاً حضور رسالت مآبؐ میں، ہلالِ عید، جوابِ شکوہ کے نعتیہ اشعار اور ذوق وشوق ایسے عظیم نمونے پیش کرتی ہیں جو محاسن شعری (تشبیہ، استعارہ، علامات و محاکات، تمثیلی طرز، ڈرامائی امیجز اور تلمیحاتی طرزِ ادا وغیرہ) سے لبریز ہیں۔

بیسویں صدی کے پہلے ربع کے دوسرے نعت نگاروں میں بھی نعتیہ خیالات کی تازہ کاری کہیں کہیں ملتی ہے......مگر علامہ اقبال کا نعتیہ کلام کم ہونے کے باوجود فکر وفن کی تازگی کے حوالے سے زیادہ اہم اور موثر ہے اور اِس نے اردو نعت کے موضوعات میں گراں قدر اضافہ کیا۔

❦

آزاد نظم میں نعت

ڈاکٹر عزیز احسنؔ

کراچی، پاکستان

اردو، دنیائے سخن میں، ایک طویل عرصے تک، کلاسیکی ہیئتی اصناف کی پابندی جاری رہی جس کی وجہ سے تخلیقی ادب کی فضا میں ایک گھٹن محسوس کی جاتی تھی......ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری کی تحقیق کے مطابق اردو کا پہلا شاعر ملاّ داؤود ہے......جس نے مثنوی چندائن، ۷۸۱ھ۔ ۱۳۷۹ء میں بعہد فیروز شاہ تغلق، تصنیف کی تھی......اِس مثنوی میں حمد و نعت کے اشعار تھے۔

(۱) فخر دین نظامی کی مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' کا زمانۂ تصنیف ۸۲۵ھ۔ ۱۴۲۱ء، تا ۸۳۹ھ۔ ۱۴۳۵ء ہے......اِس میں بھی حمد و نعت کے اشعار شامل تھے۔

(۲) اردو شاعری کا تمام سرمایہ مثنوی، قصیدہ، مسدس، مثمن، مسمط، فرد، قطعہ، رباعی، مستزاد، مسبع، مخمس، تخمیس، ترکیب بند، ترجیع بند اور غزل کی ہیئتی اصناف کا مرہونِ منت رہا......اِن تمام اصناف میں قافیہ ردیف کی پابندیوں کے باعث، فکری پرواز کو کوئی بسیط فضا مُیسر نہیں آتی تھی...... غالب جیسے قادرالکلام شاعر کو اِس جکڑ بندی کے تخلیقی ماحول سے شکایت پیدا ہوئی تو وہ کہہ اٹھا:

بہ قدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے

غلام رسول مہرؔ نے اِس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے...... اِس نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے: (غالب کا کہنا ہے):

’’میں جو مضامین اِس زمین میں لانا چاہتا ہوں......انھیں اپنے شوق اور خواہش کے مطابق غزل میں نہیں لاسکتا......مطالب کا تقاضا یہ ہے کہ میرے بیان میں کسی قدر وسعت پیدا ہوجائے‘‘

(۳) ناصر دہلوی نے شرحِ دیوانِ غالب میں لکھا ہے:

’’فرماتے ہیں......میرے ذوقِ شاعری کے لیے غزل کا میدان تنگ ہے۔ میں جو کچھ اور جس قدر کہنا چاہتا ہوں اُس کے لیے بہت بڑی وسیع زمین درکار ہے‘‘

(۴) حالی نے، غالب کے نقطہ ٔنظر کی وضاحت کے لیے مقدمہ ٔشعروشاعری میں لکھا تھا:

’’یورپ میں آج کل بلینک ورس یعنی غیر مقفیٰ نظم کا بہ نسبت مقفیٰ کا زیادہ رواج ہے......قافیہ اور خاص کر ایسا جیسا کہ شعرائے عجم نے اِس کو نہایت سخت قیدوں سے جکڑ بند کردیا ہے اور پھر ردیف اضافہ فرمائی ہے......شاعر کو بلاشبہ اُس کے فرائض ادا کرنے سے باز رکھتا ہے......جس طرح صنائع لفظی کی پابندی معنی کا خون کردیتی ہے......اِسی طرح بلکہ اِس سے بہت زیادہ قافیہ کی قید ادائے مطلب میں خلل انداز ہوتی ہے......شاعر کو بجائے اِس کے کہ اوّل اپنے ذہن میں ایک خیال کو ترتیب دے کر اُس کے لیے الفاظ مہیا کرے......سب سے پہلے قافیہ تجویز کرنا پڑتا ہے اور پھر اُس کے مناسب کوئی خیال ترتیب دے کر اُس کے ادا کرنے کے لیے ایسے الفاظ مہیا کیے جاتے ہیں جن کا سب سے اخیر جزو، قافیۂ مجوزہ قرار پائے‘‘

(۵) ایڈورڈ اسٹورر(Edward Storer..1880-1944) اور ٹی۔ای۔ ہیوم (T.E. Hulme..1883-1917) دونوں انگریز لکھاری ہیں......آزاد نظم کی وکالت کرتے ہوئے ان دونوں نے حالی سے ملتی جلتی رائے دی تھی:

’’عروضی اوزان جیسی چیزیں محض ذریعہ ہیں مقصد نہیں......جو بچکانہ غیر معقولیت اور غیر ضروری تکرار کی حامل ہوتی ہیں‘‘(ایڈورڈ اسٹورر Edward Storer

(۶) ''عروضی شاعری پر میرا اعتراض یہ ہے کہ وہ لوگ جنہیں نہ تو شعری فیضان حاصل ہے اور نہ جن کے دماغ میں نئے پیکروں کا ذخیرہ ہوتا ہے وہ بھی شاعری کرنے کے مجاز ہوتے ہیں''(Hulme)

(۷) پروفیسر عتیق اللہ لکھتے ہیں:

''گویا ہیوم اور اسٹورر، نظم کی آزاد ہیئت پر اِس لیے زور دیتے ہیں کہ پابند ہیئت محض ایک منصوبے کی حامل ہوتی ہے......جس نے تقطیع اور عروض پر مسلسل مشق کے بعد مہارت حاصل کرلی ہو......وہ بھی چند خیالات اور موضوعات کو کسی تکنیکی ڈھانچے میں ڈھال سکتا ہے......خواہ وہ مناسب خلاّقانہ صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو یا نہ ہو''۔

(۸) انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتداء میں فرانس کے شاعر والٹ وہائٹ مان (Walt Whitman) نے آزاد نظم لکھی...... یہ نظم، کسی عروضی پیمانے کی پابند نہیں ہوتی ...... خیال کی رَو کے ساتھ ساتھ اپنا اظہاری ڈھانچہ خود بناتی ہے...... اِس طرح شاعر، قافیہ اور ردیف کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے۔

شعری اصناف کے ظرف کی تنگی کے احساس نے جہاں حالی سے مقدمہ لکھوایا، وہیں بعد کے تجربہ پسند شعراء نے مغرب کی پیروی میں وزن و قافیہ کی قید سے آزاد شعری مرقعے تیار کرنا شروع کر دیے......نظمِ معرا اور آزاد نظموں میں اپنے فکری متون کو شعری پیکر دینے کا رواج ہوا......آزاد نظم لکھی جانے لگی تو اِس کی نزاکتوں کا بھی ذکر ہوا...... چنانچہ آلِ احمد سرور نے لکھا:

''ڈی۔ایچ۔لارنس نے کہا ہے کہ آزاد نظم، پابند نظم سے زیادہ مشکل ہے اور مکمل طور پر آزاد بھی نہیں ہے...... اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں ارتکازِ خیال کی وجہ سے زبان میں بھرتی کے لفظوں کی گنجائش نہیں ہے...... اِسی وجہ سے فن کار کو اونگھنے کا موقع نہیں اور ہر وقت ذہنی طور پر بیدار رہنا اِس کے لیے اشد ضروری ہے......آزاد نظم میں ہر لفظ کا جواز ہونا چاہیے۔''

(۹) محققین کے بقول ڈاکٹر تصدق حسین خالد نے ۱۹۲۶ء میں (۱۴۳۵ءتا۱۹۲۶ءتقریباً پانچ صدیوں بعد) آزاد نظم کو بطورفن ،اردو میں متعارف کروایا تھا...... ۱۹۳۰ء میں ن۔م۔راشد نے اِس ہیئت کو اپنایا...... پھر میراجی نے آزاد نظم لکھ کر اِس کی ہیئت میں دلکشی پیدا کردی۔

ڈاکٹر حنیف کیفی لکھتے ہیں:

''انگریزی شاعری میں "Verse Libre" یا اِس کے لفظی ترجمہ "Free Verse" کا اطلاق نظم کی اُس قسم پر کیا جاتا ہے جس کی تشکیل عروض کے قدیم اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسے غیر مساوی مصرعوں سے کی جاتی ہے جن میں یا تو مختلف اوزان کا امتزاج پایا جاتا ہے یا جو وزن و بحر سے یکسر عاری ہوتے ہیں اور یہ مصرعے عموماً بے قافیہ ہوتے ہیں''۔

(۱۰) نظم کا ایک معتبر اور مشاق شاعر اختر الایمان ایک جگہ لکھتا ہے:

''نظم لفظوں تک تو محدود نہیں ہوتی ...... اِس سے کہیں آگے تک ہوتی ہے......لغوی اور اصطلاحی معنوں کے علاوہ لفظوں کی تہہ داری ایسا پھیلا ہوا عمل ہے...... اِس کی وضاحت کرو تو بچکانہ پن محسوس ہونے لگتا ہے......اور پڑھنے والے کا ذہن وہاں تک نہ پہنچے تو نظم اپنا بھرپور مفہوم گنوا دیتی ہے......ایمائیت، علامیّہ، لفظی تصویر میں داستانوں سے ربط اور پھر اِن داستانوں کا پھیلاؤ ہفت خواں طے کرنے والی بات ہوتی ہے۔''

(۱۰۔الف)

کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مرتب ابوالاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں:

''یہ سوچنا غلط ہوگا کہ نظمِ معرا یا نظمِ آزاد ...... پابندیوں سے بچنے کے لیے سہل انگیز شعرا کی سہولت طلبی کے سوا کچھ نہیں...... کیونکہ نظمِ آزاد اور نظمِ معرا لکھنے والے شعرا نے اگر ایک طرف بعض پابندیوں سے انحراف کر کے کچھ سہولتیں حاصل کر لی ہیں......تو دوسری

طرف اُنہوں نے اِس قسم کی نئی شاعری کا وقار بلند کرنے (اور اِس کا جواز ثابت کرنے) کے لیے شعر کے بعض ایسے پہلوؤں پر زور بھی دیا ہے جن کی جانب قدیم اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شاعر کم توجہ دیتے تھے''

(۱۰۔ب)۔

فی الوقت، چوں کہ نعت کا ذکر مقصود ہے...... اِس لیے اِس مقالے میں، آزاد نظم میں نعتیہ متون (Texts) پیش کیے جائیں گے۔

نعت میں زیادہ تر روایتی ہیئتوں میں شاعری ہوتی رہی ہے......شروع شروع میں، جدید اصناف کو اپنانے والے شعراء کی بڑی تعداد، تقدیسی متون سے گریزاں تھی......ترقی پسند شعراء کا بیشتر تخلیقی ادب سیکولر (Secular) اساس تھا...... بہرحال پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اِنہیں تقدیسی ادب گریز روش پر، پشیمانی ہوئی اور اُنہوں نے زبانِ حال سے کہا:

سوچا تو ہم ہیں کب سے اساطیر کے اسیر اِک عمر سے ہے جہل پہ اپنے گمانِ علم

(حمایت علی شاعر)

(۱۱) چنا چہ ہم دیکھتے ہیں کہ احمد ندیم قاسمی، عارف عبدالمتین، حمایت علی شاعر، سرشار صدیقی اور جمیل ملک جیسے شعراء کے تو نعتیہ مجموعے بھی منظرِ عام پر آ گئے اور دیگر ترقی پسند شعراء نے نعتیہ شاعری میں بڑے خوبصورت اضافے کیے......فیض احمد فیض نے، بقول اُنہی کے، اپنی غزلوں میں جا بجا نعتیہ متون تخلیق کیے تھے......پھر بھی اردو میں کوئی نعت نہیں کہی تھی......تاہم آخری عمر میں فارسی کی ایک شاہکار نعت کہہ کر وہ امر ہو گئے......فراق گورکھپوری، بیدل حیدری، عرش صدیقی، فارغ بخاری، احمد فراز، سبط علی صبا، سحر انصاری ، جوش ملیح آبادی اور ظہور نظر نے بھی نعتیہ متون سے اپنے اپنے شعری نگار خانے سجائے۔

شروع شروع میں تقدیسی ادب کی طرف مائل شعراء کی شاعری میں جذبے کی سچائی،

اظہار کی سادگی اور کسی حد تک شرعی وقوف کی جھلک تو نظر آتی تھی لیکن اِن کی تخلیقات میں فنی لوازم کا فقدان تھا......

تاہم جب شعراء نے فنی تقاضوں کی روشنی میں نعتیہ شاعری کی ......اور جدید ہیئتی اصناف اپنانے کا میلان عام ہوا......تو آزاد نظم میں بھی نعتیہ متون (Texts) کی بنت کے انداز سامنے آنے لگے......ہم یہاں آزاد نظم میں نعت کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:

تو کہ موضوعِ مزامیرِ زبور............تری توصیف کا کس ابنِ بشر کو مقدور؟

عجزِ اظہار و بیاں کا کرے اقرار زباں............جو تری شان کے شایاں ہوں وہ الفاظ کہاں؟

تری تصویر کشی سے معذور............فانی انسان کا فن............اے خداوندِ سخن!

ہوا دا جس سے ترا زمزمہ وہ ساز کہاں؟............طلع البدرُ علینا کی وہ آواز کہاں؟

کعب و حسان کا وہ سرمدی انداز کہاں؟............نطق کا قافیہ سر منزلِ معنی میں ہے تنگ

کوئی محرومی سی محرومی ہے؟............ترے دربار میں دارائی بھی محکومی ہے

آستانے پہ ترے خاک بسر، برہنہ تن............کج کلاہانِ اقالیم و سلاطینِ زمن

اس سراپردہء وحشت میں مرا کیا مذکور؟............میں مدائن تو مدینہ، میں خرابہ تو چمن

میں اندھیرا تو اجالا، تو امیں میں ایمن............میں تشکک تو تیقن، تو موحد میں شمن

تو طمانیت و تسکیں میں مباہات و محن............تو مبین و متبسم میں عَبوس واَلکن

مرا افلاسِ تخیل، مری ناداریءِ فن......ترے دربار میں کس منہ سے کرے عرضِ سخن؟

یہ مرے دل کی لگن یہ مرے سینے کی امنگ......اُترے کیسے مرے نغمے میں ترا لحنِ

قشنگ ترے کردار کی خوشبو، تری گفتار کا رنگ؟......بم وزیر اِس کا ہے کاذب، غلط

اِس کا آہنگ ترے اوصاف و شمائل کے تنوع پہ ہوں دنگ......جو مرے دل میں ہے

کیوں کر ہو بیاں؟

پیکرِ حرف میں کس طور ڈھلے جذبِ نہاں؟......
اب بتائے گی تجھے صبحِ ابد ہی تنہا
اے حبیبِ دلجو......کتنا محبوب ہے تو......
کی گئی تیری ستائش، تری مدحت
کتنی آیتِ گلبدنی......اے رسولِ مدنی!

(۱۲) عبدالعزیز خالد نے اِس طویل نظم میں آزاد اور پابند مصرعے لگا کر خیال وفکر کو تخلیقی اسلوب میں نظمانے کا قابلِ تحسین تجربہ کیا ہے......اِس ایک نظم سے ہی یہ حقیقت روشن ہوگئی، کہ نعتیہ شاعری کو ادبی اسلوب میں لکھنے سے موضوع کی تقدیسی شان کے ساتھ ساتھ ادبی کشش کا سامان بھی ہوجاتا ہے......چند مزید نمونے ملاحظہ ہوں:

تمام دنیاؤں، سب جہانوں میں آپؐ سے بڑھ کر......
کوئی پیارا نہیں خدا کا کوئی دلارا نہیں خدا کا......
خدا سے کہیے!......خدارا،
اپنے بزرگ و برتر خدا سے کہیے!
کہ ہم کو پھر سے آپؐ کے دین پہ......
آپؐ کے نقش پا پہ چلنے کی استقامت دے......حوصلہ دے!

(ظہور نظر)

(۱۳)

جس نے دیکھا اُنہیںؐ......اُس کی بینائی کے واہمے ڈھل گئے......
اُس پہ آفاق کے سب ورق کھل گئے
جس نے مانا اُنہیںؐ......اپنے پیکر میں شہرِ یقیں ہوگیا......
جس نے جانا اُنہیںؐ جہل بھی اُس کا علم آفریں ہوگیا......

جس نے چاہا اُنہیں ﷺ......اُس کی چاہت بقا کی نگارش بنی
اُس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی......
جس نے چاہا اُنہیں ﷺ اُس کو چاہا گیا......
اُس کی دہلیز تک ہر دوراہا گیا

(حرفِ نسبت، شبنم رومانی)

(۱۴)

تیری آواز تھی روشنی کا سفر...... برف پگھلی تو سورج چمکنے لگا......
تو نے صحرا کی اُڑتی ہوئی ریت کے درمیاں بے چراغاں زمینوں پہ گھر رکھ دیئے......
تیری چھاؤں میں زخمی بدن آگئے تو نے دریا میں پیاسے شجر رکھ دیئے......
(لوحِ جاں......جاذب قریشی)

(۱۵)

اُس ﷺ کا پیغام......قل العفو
کہ سب بانٹ کے کھائیں، پہنیں کوئی بھوکا نہ رہے،
کوئی برہنہ بھی نہ ہو......
ایک بھائی سے کسی بھائی کو ایذا نہ ملے
آج میں سوچتا ہوں، دیکھتا ہوں، سوچتا ہوں......
روشنی پاس ہے، ہم پھر بھی ہیں ظلمت کے اسیر
ہم ترا نام تو لیتے ہیں مگر تیرا پیام......
کس قدر پیار سے طاقوں پہ سجا رکھا ہے

(شام......محمود شام)

(۱۶)

سبھی زمانوں پہ تیری رحمت کے ابر پارے
تمام رستوں پہ تیرے لفظوں کے دیپ روشن
ہر ایک لمحے میں تیرے لہجے کا لوچ نکھرے
تجھی سے نسبت بشارتوں کا جواز ٹھہری
تری شبوں کا گداز نور سحر کا ضامن
تری دعائیں اداس لمحوں میں زرد بچوں کو گود لیتی
شفیق مائیں۔

(شفیق آقاؐ......محمد فیروز شاہ)

(۱۷)

رسول اکرمؐ کا نامِ نامی
وہ کلکِ فطرت کا حرفِ اول
بنا جو عنواں کتابِ کُن کا
حضور کی ہستیِ گرامی
ہے ممکناتِ جہاں کا جوہر
جوازِ لوح و قلم اُنہی سے
وجود اُنہی سے عدم اُنہی سے
اگر نہ ہوتے مرے پیمبرؐ
تو نقشِ امکاں اُبھر نہ سکتا
نہ یہ عناصر کا میل ہوتا
نہ کھیل ہوتا یہ روز و شب کا

سلام اُس آیہءِ مبیں پر

(حفیظ تائب)

(۱۸) بقولِ جابر،

کہا یہ پیغمبرِ خدا نے ...... کہ نور میرا ہی سب سے پہلے

خدائے قدوس نے بنایا

نہ جانے کب تک وہ نورِ اوّل رہا ہمکتا

جہانِ بالا میں ...... اپنے خلاّق کی رضا سے

کوئی بھی شے اُس گھڑی نہیں تھی ...... نہ لوحِ محفوظ تھی، نہ کرسی

نہ عرش تھا اور نہ بحر و بر تھے

نہ تھی بہشتِ بریں، نہ دوزخ ...... نہ تھے فرشتے، نہ جن و آدم

وہ نورِ رحمت ظہور سے پہلے ضوفشاں تھا

سلام اُس نورِ اولیں پر

(حفیظ تائب)

(۱۹)

بروزِ میثاق ...... ذاتِ باری نے ...... عہد نبیوں سے یہ لیا تھا

کریں گے تائید وہ سب اُن کی

جو سب سے آخر میں آنے والے ہیں اِس جہاں میں

وہی جو مصداقِ آرزوئے خلیل بھی ہیں

کلیم جن کے بنے منادی ......

مسیح جن کے بنے مبشر ...... سلام مبعوثِ آخریں پر

(حفیظ تائب)

(۲۰)

ساکت وصامت ہے نبضِ کائنات......ذرّہ وسیّارہ وماہ ونجوم
ساری مخلوقاتِ عالم کا ہجوم
ہے تغیر جن کی فطرت......اُن کو ہے حکمِ ثبات
دم بخود ہیں......آب وآتش، خاک وباد
سب عناصر، سارے اجزا......بے نیازِ امتداد
وقت تھم کر رہ گیا ہے......لمحہء موجود میں
فاصلے کم ہو گئے ہیں......عبد اور معبود میں
اِک طرف ہے خالقِ کون ومکاں......ایک جانب حاصلِ کونین ہے
درمیاں، بس پردۂ قوسین ہے
بہرِ استقبالِ یارِ خوش خرام......خیر مقدم کا عجب ہے اہتمام
سب فرشتے صف بہ صف......سارے ملائک باادب
گونجتی ہے ہر طرف بس اِک صدا......مرحبا، صد مرحبا، صلی علیٰ
نازشِ اہلِ عجم، فخرِ عرب اشرف الانسان
پیغمبر نسب......محرمِ اسرارِ کُن، اُمّیِ لقب
رُک گیا ہے......دل کی دھڑکن کی طرح......سارا نظام
اور اِسی خلوت گہہِ انوار میں......روشنی ہے، روشنی سے ہم کلام

(سرشار صدیقی)

(۲۱)

وہ میرا آقاؐ......عظیم وبرتر......نہ اس کا ثانی......نہ اِس کا ہم سر
میں اُس کی مدحت کروں تو کیسے کہ اُس کی عظمت کو چھونے والا

نہ لفظ کوئی......نہ حرف کوئی......کہاں سے لاؤں وہ حرف ایسے
کہ جن کو جوڑوں تو لفظ ایسا وجود پائے
جو میرے آقاؐ کی رفعتوں کی طرف ذرا سا اشارہ کر دے
جو میرے دامانِ شاعری کو کرن کرن روشنی سے بھر دے
کہاں سے لاؤں میں لفظ ایسے جو اُس کی مدح و ثنا میں لکھوں
مرے خدایا!......میں تجھ سے الفاظ مانگتا ہوں۔ مرے خدایا!
مری عقیدت کے واسطے سے......مجھے وہ الفاظ بخش دے تو
جو میرے آقاؐ کی نعت بھی ہوں......جو میری وجہِ نجات بھی ہوں

(اطہر نفیس)

(۲۲)

کم سِنوں میں......سب سے پہلے......ایک بچے نے کہا
آپ کے دامن میں گلزارِ رسالت کے ہیں پھول
عورتوں میں سب سے پہلے......ایک بی بی نے کہا
آپ کا اعلانِ حق ہے دیدۂ و دِل سے قبول
اور بزرگوں کی صفوں میں سب سے پہلے اِک بزرگ
آپ پر ایمان لائے اور کہا یا محمدؐ! آپ ہیں بے شک رسولؐ
آپ پر ایمان لائے ابتداء میں صرف تین
اِن گواہوں کی طرح......دے رہے ہیں جو گواہی آپ کی
وہ بھی ہیں گنتی میں تین
آسماں، جبریل، قرآنِ مبین

(صہبا اختر، تین گواہ)

(۲۳)

اے شفیع المذنبیں ......آپ ہی ہیں مرکزِ دنیا و دیں
ہم جہاں پیدا ہوئے ہیں اِس بساطِ خاک پر
وہ ہمارے واسطے ہے صرف جسموں کا وطن
پھر بھی روحوں کا ہماری مسکنِ اعلیٰ حضورؐ
اُس مدینے کے سوا کوئی نہیں
جس کی کنجِ خاک میں
آپ ہیں گوشہ نشیں

(صہبا اختر)

(۲۴)

جب کبھی دشت طلب، شہر اسیران وفا......ابرِ کرم کو ترسا
اے سمندر کے سکوں تو بھی گواہی دے گا
کہ سرابوں کو نہ تھا......تشنہ لبی کا شکوہ
اِس طرح اُن کی عنایات کا یہ بادل برسا

(دشت طلب......سعید وارثی)

(۲۵)

آسماں رنگوں کی آمیزش بدلتا جا رہا ہے
پہاڑوں کے بہت سے سلسلوں کے بیچ لمبے راستے پر
ہوا نے ہلکی بارش سے وہ چھڑکاؤ کیا ہے
کہ ذہن و دل ابھی سے
خوش بوئے خاک مدینہ سے معطر ہو گئے ہیں

ابھی تو وہ مقام آیا نہیں ہے
جہاں میرے نبیؐ کا جسمِ اطہر
سراپا نور و نکہت بن کے صدیوں سے ابھی تک
دو عالم پر کرم فرما رہا ہے

(اذنِ سفر......وضاحت نسیم)

(۲۶)

اور یہ خوش بو بکھرتی رہی قریہ قریہ
اور افق تا بہ افق
سیلِ صدا، موجِ صبا بن کے بڑھا
اُسؐ کے ہونٹوں سے کھلے لفظ......شعاؤں جیسے
جاگتی، بولتی، زندہ سوچیں
ذہنِ انساں میں اُٹھانے لگیں طوفان نئے
ایسے طوفان......کہ بت سارے زمیں بوس ہوئے

(احمد صغیر صدیقی)

(۲۷)

برہنہ پا قافلے بیابانِ بے اماں میں
بھٹک رہے تھے، بھٹک رہے تھے
نہ کوئی چشمہ، نہ کوئی سایہ نہ کوئی زادِ سفر رہا تھا
بشر کہ مر مر کے جی رہا تھا......بشر کہ جی جی کے مر رہا تھا
عجیب آشوبِ حشر آثار چھا رہا تھا
بشر خود اپنی ہی آگ میں کسمسا رہا تھا

کہ دفعتاً پو پھٹی کہ شہر بطحا کی ریگ در ریگ سرزمیں پر
بسیط فاراں کی چوٹیوں سے
طلوعِ مہرِ منیر وانور کے ساتھ ہی
تابشوں کے سیل ہزار پہلو نکل کے لپکے۔

(میلادِ حضورؐ...... تحسین فراقی)

(۲۸)

وہ اِک مشعل کہ جس نے آندھیوں میں روشنی کی ہے
وہی آنکھوں میں بجھتے آنسوؤں کی شبنمی چادر
لبوں سے پھوٹتی روشن پھواریں نرم حرفوں کی
گلیمِ درد پوش ایسی...... کہ جس میں تہہ بہ تہہ محراب زخموں کے
وہ جس کے نام...... ہر موسم چمکتے جگنوؤں کے ساتھ اُڑنے کا لگن
اِن پانیوں پر تیرتے روشن دریچوں کی
مصائب کے سمندر میں بھی جس کے اپنے لوگوں کے
یقینوں میں جزیرے سے اُمنگوں کے
مہمات اُس کے ہاں تقدیر کے الواح پہ سرمے کی تحریریں
وہ سینہ جس میں روشن آہیں ہیں پاسداری کی
ہمیں ہر دم اُسی مینار کی ضوافگنی سے راستے لینا
ہر اِک گدلائے موسم میں...... اُسی عرض البلد کو بادلوں سے جھکتے جاتے آسماں میں
اپنی قسمت کے اُسی تارے کو تکنا دیکھتے رہنا
اُسی کی دید سے تقویم ہوتے ہیں بھلے لمحے
اُسی کے نام سے آنکھوں میں ٹھہریں

نقشِ جلوے کے کوئی محراب کا نقشہ پرانے آسمانوں میں
وہ جس سے اِک نئی تہذیب اُبھری ساربانوں میں
وہ طوفاں......جس کی کروٹ سے نئے امکان بنتے ہیں
وہ اِک ترتیب جس سے آدمی انسان بنتے ہیں
ہماری زندگی کا راز جس پر آشکارا ہے
وہی روشن ستارہ تو ہمارا استعارہ ہے۔

(احسان اکبر)

(۲۹)

زمیں سانس لینے سے گھبرا رہی تھی
ستاروں کا تنہائیوں کی مقفل فضاؤں میں دم گھٹ رہا تھا
بہت ہی گھٹن تھی......اچانک سیہ اونگھتے آسماں سے
زمیں پر سنہرا سنہرا بدن آ کے اُترا
کہ جس کی ضیا سے مقدس ترنم کی آواز گونجی
سیہ رات نے اپنی زلفیں سمیٹیں......سہانے مناظر نے انگڑائیاں لیں
درختوں کی شاخوں نے گردن اُٹھا کر مقدس اُجالوں کی دستار چومی
پہاڑوں کی پتھریلی پیشانیوں سے اُترتی ہوئی آبشاروں نے اپنی زباں سے
نئی روشنی کا......کیا خیر مقدم!

(خیر مقدم، انجم نیازی)

(۳۰)

اگر وہ سورج نہ مسکراتا...... جہانِ امکاں میں تیرگی کو خراج ملتا
خموشیوں کا نصاب ہوتا ہر ایک نظّارہ، خواب ہوتا

سحر نکھرتی، نہ پھول کھلتے، نہ عندلیبوں کو راگ ملتے
نہ فاختاؤں کا خون پرواز کی اُمنگوں سے جوش کھاتا جمود ہوتا
اُفق اُفق پر جو روشنی ہے جہت جہت میں یہ رنگ و بو کی جو ساحری ہے
یہ قریہ قریہ و دشت و کوہ و گلشن میں، ساحلوں پر، سمندروں میں جو زندگی ہے
جو بانکپن ہے، جو تازگی ہے، جو سرخوشی ہے
نظر کو اشیاء کی آگہی ہے......اُس ایک سورج کا معجزہ ہے!
(اگر وہ سورج نہ مسکراتا، سیف اللہ خالد)

(۳۱)

ازل سے ہے تو رواں سفر پر......ہبوطِ آدم تری مسافت کا نقشِ اول قرار پایا
کبھی تو طوفانِ نوحؑ بن کر جہاں کی تطہیر کی نہایت میں ڈھل گیا ہے
کبھی براہیم کے حوالے سے تجھ پہ بیتِ خدا کی تعمیر کا حسیں مرحلہ بھی گزرا
کبھی تو فرزندیوں کے آدابِ روح فرسا کی ایسی منزل سے ہنس کے آگے نکل گیا ہے
جسے زمانہ ذبیحہء بے مثال کہہ کر پکارتا ہے
کبھی تو پدرانہ شفقتوں کے مراحلِ دل گداز پر یوں ہوا ہے حاوی
کہ تیرے صبرِ جمیل نے
اِس پسر کی مرگِ مہیب کی بے اماں خبر کا عذاب جھیلا
کہ جس کے پیکر کا حسن بازارِ مصر میں
تیرے روپ کا اِک کرشمہ بن کر بکا تو پھر
تیری مسافرت نے نئی طرح کا فروغ پایا
صلیب کی رفعتوں کو چھو کر

کبھی تجھے اپنی جادہ پیمائیوں کا وہ اوج ہاتھ آیا
کہ جس نے مریم کی بے گناہی کے رابطے سے بشر کی تقدیس کو بڑھایا
کبھی حرا کا قیامِ سیال تجھ سے وہ گیان دھیان منسوب کر گیا ہے
جو ہر مسافر کے واسطے زادِ راہ ہے اور جس کی خاطر
ازل سے ہے تو رواں سفر پر
سفر کہ جس کی نہایتِ بیکراں ابد ہے!

(ابد کا سفر، عارف عبدالمتین)

(۳۲)

آپؐ سے ہے محبتوں کا ثبات......ایسے میں آپ ہی کا روشن ہاتھ
میری انگلی کو تھام لیتا ہے کتنی شفقت سے میرے کانوں میں
کوئی میرا بھی نام لیتا ہے
کرنیں رم جھم برسنے لگتی ہیں
منزلیں راستوں سے جھانکتی ہیں......حوصلے مور بن کے ناچتے ہیں

(ناہید قاسمی، شفقت)

(۳۳)

اُداسی کے سفر میں جب ہوا رک رک کے چلتی ہے
سوادِ ہجر میں ہر آرزو چپ چاپ جلتی ہے
کسی نادیدہ غم کا کہر میں لپٹا ہوا سایہ
زمیں تا آسماں پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے
گزرتا وقت بھی ٹھہرا ہوا محسوس ہوتا ہے

تو ایسے میں تری خوشبو محمد مصطفیٰ صلی علیٰ کے نام کی خوشبو
دل وحشت زدہ کے ہاتھ پر یوں ہاتھ رکھتی ہے
تھکن کا کوہ غم ہٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے
سفر کا راستہ کٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے

(امجد اسلام امجد)

(۳۴)

مجھے یقیں ہے......وہ سن رہے ہیں نگاہ خاموش کی صدائیں
دکھوں سے بوجھل مری نوائیں وہ جانتے ہیں
ہزار ہا درد و غم کی شمعیں......فسردہ سینوں میں جل رہی ہیں
یہ جسم و جاں جو شکست خوردہ ہیں سوچتے ہیں
غم و اَلم کی جو دھوپ پھیلی ہوئی ہے اِس میں
کرم کے بادل سروں پہ اِک سائباں بنانے
دیارِ رحمت سے کیوں نہیں اُٹھ سکے ابھی تک
مجھے یقیں ہے......اور اِس یقیں پر حیات امروز کا تسلسل
حیات فردا کی خوش دلی کی طرف رواں ہے
یہ دور جبر و ستم بہت جلد دور ہوگا......محبتوں کا ظہور ہوگا......
کرم نبی کا ضرور ہوگا۔

(دھوپ میں تلاش سائباں......صبیح رحمانی)

(۳۵)

عبودیت نشاں سجدہ گہہِ ختم الرسلؐ ہے
دوسرے کلمے کی نصف آخر......شہادت کی

امیں محرابِ نوریں
زبانِ حال سے یہ کہہ رہی ہے
کہ تاحینِ ابد سارا زمانہ آپ ؐ کا ہے
نسلِ فردا، مقتدی ہے

(مصلائے نبویؐ پر......شرف الدین شامی)

(۳۶)

مرے اطراف......عہدِ رحمت للعالمینی کی
ہوائیں چل رہی ہیں
اور مناظر جاگتے ہیں یوں کہ جیسے
عہدِ ماضی کے سب اکنافِ مدینہ
حال کی مسجد میں شامل ہو گئے ہیں
آنے والے اور سب کے سب زمانے
اُسی دھارے میں آ کر مل گئے ہیں

(بازآمد......شرف الدین شامی)

(۳۷)

خدمتِ اقدس میں اذنِ باریابی چاہیے
میرے دو ہمدم بھی میرے ساتھ ہیں
چشمِ گریاں اور قلبِ ناصبور
اے فروغِ بزمِ اعصار و ظہور
الاماں یہ فتنہ ہائے افتراق
یہ ہوائے زہر آگینِ نفاق

کتنے فرقوں میں بٹی ہے آپ کی امت حضورؐ
کوئی اسم ایسا نہیں دنیا میں آقا جس قدر
اتحاد آموز ہے اسمِ گرامی آپ کا
ہونٹ بھی آپس میں مل جاتے ہیں جس کے ورد سے
کیوں نہیں آپس میں ملتے نام لیوا آپؐ کے

(انور مسعود)

(۳۸)

سوچ کا محور......وہ اِک سراپا......کہ جس کو سوچوں
تو دھندلی راہوں کے پار......اِک روشنی کا منبع
اور اُس کی کرنوں کی طشتری سے
ہر ایک بھٹکی نگاہ پالے......اَزل سے تابہ ابد کا رشتہ
وہ اِک سراپا کہ جس کو سوچوں......تو رنگ و خوشبو بکھر سے جائیں
کنول کھلیں اور گلاب مہکیں ہوائیں مدحت کے گیت گائیں
مجھے بتائیں......دوردسے لم یزل کا رشتہ

(ڈاکٹر شگفتہ شیریں)

(۳۹)

شریکِ سفر، تیز رفتا ناقہ سوارو!......مُہاروں کو روکو!......کجاوؤں سے اُترو!
کھجوروں کے یہ جھنڈ دیکھو یہاں سرد پانی کا چشمہ رواں ہے
یہاں چھاؤں ہے اور مسلسل بہاؤ......
کناروں کی مٹی کو نمناک کرتا خدا جانے کن منزلوں کی طرف جارہا ہے
یہاں خوب جی بھر کے سیراب ہو لو سبھی خالی مشکیزے پانے سے بھرلو

یہاں سے چلو گے......تو رستے میں اِک خشک صحرا پڑے گا تو پھر کیا کرو گے
کھجوروں کے اِس جھنڈ سے
اُس طرف' وہ بہت دُور روشن منارہ منارے کے پہلو میں وہ سبز گنبد
ابھی تک نظر آ رہا ہے!......وہ ہر لحظہ تبدیل ہوتا ہوا
خضری رنگ نورِ سماوات کا مستقر ہے!
فضا میں فرشتوں کی پرواز کی سرسراہٹ......عجب نغمۂ سرمدی ہے!
کہ جیسے یہاں......وقت بھی سانس روکے ہوئے چل رہا ہو!
یہ تصویر دل میں سجا لو! اِن انوار سے اپنے سینے کو بھر لو
یہاں سے چلو گے......تو رستے میں اِک دشتِ ظلمت پڑے گا
تو پھر کیا کرو گے؟

(مُراجعت، توصیف تبسم)

(۴۰)

آزاد نظموں کے درجِ بالا، نعتیہ متون میں، اظہار کی ترفّگی، احساس کی شدت اور فکر و خیال کی غیر مبہم ترسیل کا منظر نامہ بنتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ نظمیں، خیال کی ترسیل کے فلسفیانہ آہنگ ، احساسات کی شدت، تخلیقی جذبات کے وفور اور بیان کے رواں دواں اسلوب کی عکاس ہیں......تقریباً ہر نظم، آمدِ سخن کے بہاؤ میں پیکر تراشی کے عمل کی مظہر ہے۔ اِس مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوئی کہ آزاد نظم میں، شعریاتی رفنکارانہ حسّیت (Poetic/artistic sensibility) بڑی خوبی سے اُجاگر ہوسکتی ہے......نعت کو زندگی سے قریب کرنے اور ادبی لطافتوں کے دھنک رنگوں سے اعتبار دینے کی غرض سے آزاد نظم کو تخلیقی دانش کا حصہ بنانے سے نعتیہ متون کو زیادہ جلا مل سکتی ہے۔

منابع و مآخذ:

۱۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، اردو شاعری میں نعت، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، اشاعتِ دوم: ۲۰۱۸ء، ص ۲۸)

۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، مثنوی نظامی دکنی، انجمنِ ترقیِ اردو، کراچی، ۱۹۷۳ء

۳۔ غلام رسول مہرؔ، نوائے سروش، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س۔ن۔ ص ۳۹۷

۴۔ ناصر دہلوی، شرحِ دیوانِ غالب، علم و عرفان پبلیشرز، لاہور، اپریل ۲۰۰۷ء، ص ۴۵۰

۵۔ خواجہ الطاف حسین حالیؔ، مقدمہء شعر و شاعری، کتب خانہء علم و ادب، دہلی، س۔ن، ص ۳۸

۶۔ پروفیسر عتیق اللہ، تنقید کی جمالیات، جلد ۷، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۵۳

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ پروفیسر آلِ احمد سرور، پیش لفظ، اُردو میں نظمِ معرا اور آزاد نظم، ڈاکٹر حنیف کیفی، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۱۴

۱۰۔ ڈاکٹر حنیف کیفی، اُردو میں نظمِ معرا اور آزاد نظم، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۱۶۹

۱۰، الف۔ اختر الایمان، کلیاتِ اختر الایمان، آج کی کتابیں، کراچی 74400، پہلی پاکستانی اشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۰

۱۰، ب۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، نظرِ ثانی آفتاب احمد خاں، کشاف تنقیدی اصطلاحات،

مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جولائی ۱۹۸۵ء،

۱۱۔ حمایت علی شاعر، مشمولہ: نعت رنگ، ۳، ستمبر ۱۹۹۶ء، ص ۲۹۹

۱۲۔ عبدالعزیز خالد، ماذ ماذٌ، ارمغان اکادمی، لاہور، دسمبر ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۸......۱۳۹

۱۳۔ ظہور نظر، مشمولہ: نعت کائنات، ترتیب و تقدیم: راجا رشید محمود، جنگ پبلیشرز، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۳ء، ص 475

۱۴۔ شبنم رومانی، عطرِ خیال، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، 2017ء، ص 48

۱۵۔ جاذب قریشی، نعت کے جدید رنگ، بھوپال انٹرنیشنل فورم، کراچی، س۔ن، ص 8

۱۶۔ محمود شام، مشمولہ: نعت کائنات، ص 463

۱۷۔ محمد فیروز شاہ، مشمولہ: ماہنامہ نعت (آزاد نظمیں) ایڈیٹر: راجا رشید محمود، لاہور، اگست ۱۹۹۲ء، ص ۴۹

۱۸۔ کلیاتِ حفیظ تائب، مرتبہ: محمد نعمان تائب، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ستمبر: ۲۰۱۷ء، ص ۲۶۰

۱۹۔ کلیاتِ حفیظ تائب، ص ۲۶۱

۲۰۔ کلیاتِ حفیظ تائب، ص ۲۶۳

۲۱۔ سرشار صدیقی، معراج، میثاق، حرا فاؤنڈیشن پاکستان، کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷

۲۲۔ اطہر نفیس، مشمولہ: صلی علیٰ محمد، مرتبہ میر واصف علی، شکیل برادرس، کراچی، جنوری ۱۹۸۱ء، ص ۶۶

۲۳۔ صہبا اختر، اقراء، مکتبہ ندیم، کورنگی، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۳۶

۲۴۔ صہبا اختر، اقراء، ص۵۰

۲۵۔ سعید وارثی، ورثہ، بزمِ وارث، شاہ فیصل کالونی، کراچی، ۱۵/جنوری ۱۹۸۷ء، ص۴۴

۲۶۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، جولائی ۲۰۱۴ء، ص221

۲۷۔ پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، ص222

۲۸۔ تحسین فراقی، میلادِ حضور، مشمولہ نعت کائنات، ص447

۲۹۔ احسان اکبر، نعت کائنات، ص438

۳۰۔ خیر مقدم، انجم نیازی، نعت کائنات، ص444

۲۳۱۔ سیف اللہ خالد، نعت کائنات ص454

۳۲۔ عارف عبدالمتین، نعت کائنات، ص468

۳۳۔ شفقت، نعت کائنات، ص475

۳۴۔ امجد اسلام امجد، مشمولہ: ماہنامہ ''نعت''، لاہور، آزاد نعتیہ نظم نمبر، اگست ۱۹۹۲ء، ص۴

۳۵۔ صبیح رحمانی، خوابوں میں سنہری جالی ہے، مرتبہ: عزیز احسن، فضلی سنز، اردو بازار، کراچی، اشاعتِ دوم: نومبر ۱۹۹۷ء، ص۶۸

۳۶۔ شرف الدین شامی، مقامات، میٹرکس پبلی کیشنز، راولپنڈی، جنوری: 2013ء، ص174

۳۷۔ شرف الدین شامی، مقامات، ص190

۳۸۔ انور مسعود، نعت رنگ، شمارہ ۳، ستمبر ۱۹۹۶ء، ص۳۰۰

۳۹۔ نعت رنگ، شمارہ ۵، فروری ۱۹۹۸ء، ص ۳۲۶
۴۰۔ توصیف تبسم، سلسبیل، عکاس پبلی کیشنز اسلام آباد، 2011ء، صفحہ ۸۷
۴۱۔ توصیف تبسم، سلسبیل، عکاس پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2011ء، ص ۴۰ ص ۲۰۰
۴۲۔ سید محمد ابوالخیر کشفی، نسبت، مرتبہ: عاطف معین، اقلیمِ نعت، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۶۸
۴۳۔ وہ نور پھوٹا، حنیف نازش، مشمولہ: نعت کائنات، جنگ پبلیشرز، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۳ء، ص ۴۷۴
۴۴۔ ظفر اقبال ظفر، حضور! آپ ﷺ، ثاقب پبلی کیشنز، شجاع آباد، مکتبہ حسینیہ، شجاع آباد۔ ۲۰۲۱ء، ص ۶۹
۴۵۔ ایضاً ص ۷۵
۴۶۔ ایضاً ص ۸۵
۴۷۔ کون ہے وہُ! سید قمر ہاشمی، مشمولہ نعت، لاہور، شمارہ، اگست ۱۹۹۲ء، ص ۴۵
۴۸۔ نبیوں کا سرتاج، ضمیر اظہر، مشمولہ: نعت لاہور، شمارہ اگست ۱۹۹۲ء، ص ۵۰
۴۹۔ دینِ حق کا ضمیر، سلیم شہزاد، مشمولہ: نعت لاہور، شمارہ، اگست ۱۹۹۲ء، ص ۹۰
۵۰۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، کلیاتِ عزیز احسن، مرتبہ: صبیح رحمانی، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۱۷۷

❀❀❀❀

اُردو حمد و نعت میں ہیئتی تجربے

نسیمِ سحرؔ
اسلام آباد ، پاکستان

اُردو کی مختلف اصنافِ شعری میں جس طرح ہمیشہ سے ہیئتی تجربے ہوتے رہے ہیں اِسی طرح حمد و نعت میں بھی ہوتے رہے ہیں کہ یہ کسی زبان کے ارتقائی عمل سے وابستگی کی سمت نمائی کرتے ہیں اور بعض اوقات تو نئے موضوعات بھی نئے ہیئتی تجربات ہی کی بدولت میسّر آتے ہیں۔معروف محقّق اور نقّاد اکرم کنجاہی کے بقول:

''نعت کا لفظ شاعری کی کسی مخصوص ہیئت کے لیے نہیں ہے ...... بلکہ یہ موضوع کا معاملہ ہے......یعنی نبی ﷺ کی ثناء شاعری کی کسی بھی ہیئت میں بیان کی جا سکتی ہے، مثلاً غزل، نظم، آزاد نظم، نظمِ معرّیٰ، سانیٹ، ہائیکو، قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعہ مسدس، مخمس اور دوہے وغیرہ''۔

جناب اکرم کنجاہی کی اِس فہرست میں کچھ دیگر ہیئتی تجربے بھی شامل کیے جا سکتے ہیں مثلاً قصیدہ، ثلاثی، ماہیا، سہ سطری، تروینی، جو کچھ عرصے سے حمد و نعت میں ایسے تجربے کے ساتھ استعمال ہو رہے ہیں جنہیں قبولیت کا درجہ مل چکا ہے...... ماضی قریب میں اِن ہیئتوں میں اِکائی نظم، چوکھمبی، اور عشرہ جیسی نئی ہیئتوں کا اضافہ بھی ہوا ہے...... اِکائی نظم ایک قادر الکلام اور سینئیر شاعر جناب ریاض حسین چودھری نے متعارف کرائی ہے جو ویسے تو نظمِ معرّیٰ کی ہیئت ہی میں لکھی جاتی ہے تاہم نظم کا ہر مصرع کسی ایک 'عنوان' کے تابع ہو کر کسی خیال کا شعری متن بنتا ہے جس سے یہ ''اکائی نظمیں'' مروجّہ ہیئتی اسالیب میں ایک نیا تخلیقی پیکر لے کر آئی ہیں...... اِسی طرح سابقہ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے اور اب کراچی میں مقیم شاعر یوسف راہی چاٹگامی نے ایک نئی ہیئت ''چوکھمبی'' ایجاد کی ہے...... جو روایتی

قطعے سے قریب ہو کر بھی اپنی واضح سرحدیں قائم رکھتی ہے...... روایتی قطعے اور چوکھمبی میں فرق یہ ہے کہ چوکھمبی کے چاروں مصرعے مقفّع ہوتے ہیں...... چاہیں تو چوکھمبی میں ردیف کا اہتمام بھی کر سکتے ہیں...... اور دوسری خصوصیت یہ کہ چوکھمبی کی ایک بحر متعیّن کر دی گئی ہے...... یعنی اسے بحرِ متقارب مثمّن سالم یا محذوف میں ہونا چاہیے۔...... قطعے کے برعکس چوکھمبی پر ایک عنوان بھی دیا جاتا ہے۔ اِن نسبتاً قبولیت پانے والی ہیئتوں کے علاوہ حال ہی میں ''عشرہ'' کے نام سے بھی ایک نئے تخلیقی یا ہیئتی تجربے کی گونج ادبی کائنات میں بلند ہوئی جو دس مصرعوں کی نظم پر مشتمل ہوتی ہے، تاہم نقادانِ فن نے اِسے بے جواز اِس لیے قرار دیا ہے کہ بہت سی نظمیں تو پہلے ہی دس اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں...... گویا دس مصرعوں کی نظم کی قید کے باوجود 'عشرہ' تو نظم کے وجود کا حصہ ہی ہے چنانچہ اُسے بھی ابھی تک کسی اعلیٰ ادبی سطح پر قبولیت نہیں مل سکی...... گویا ''عشرہ'' کا ہیئتی تجربہ تو ابتدا ہی سے رد ہو چکا جبکہ اِکائی اور چوکھمبی کے مقبول ہونے کے واضح امکانات ہیں کہ انہیں مضبوط شعراء کی تخلیقی قوت مل چکی...... ایک اور ہیئتی تجربہ یک مصرعی حمد و نعت کا ہے جس کا انداز حمدیہ اور دعائیہ بھی ہے اور اپنی عبدیت کا اعترافیہ بھی، جیسے کہ نفیس اشعر کا یہ مصرع ''صد شکر تُو نے مجھ کو بنایا ہے آدمی'' یا جیسے ڈاکٹر فرحت عباس کا مصرع ''اپنی شفقت کی گھنی چھاؤں میں ہم کو لے لے''۔ تاہم ابھی اِس یک مصرعی ہیئت کو دوسرے ادیبوں نے پذیرائی نہیں بخشی، جس کا سبب شاید یہ ہو کہ یہ ہیئت پنجابی کی صنفِ شعری ''بولیاں'' میں پہلے ہی استعمال ہو رہی ہے۔

کسی شعری ہیئت میں تبدیلی کے اسباب کیا ہیں...... یہاں جواب میں مرزا غالبؔ کا ایک مصرع پیش کیا جا رہا ہے: ''کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لئے''۔ چنانچہ تاریخِ ادب پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ جب نظمیہ شاعری کی روایت نے پابند نظم سے آزادی پائی تو معرّیٰ نظم کی ساخت وجود میں آئی...... جب معرّیٰ نظم میں شاعر نے پابندی

اور اظہار میں جبر محسوس کیا تو آزاد نظم وجود میں آئی......اور آزاد نظم میں جب وزن کی پابندی نے تخلیقی بہاؤ کا راستہ روکا تو نثری نظم کی صورت میں نظم نے ایک اور اجتہادی راستہ اختیار کیا......گویا ادب میں کوئی بھی ہیئتی تجربہ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اِس سے مشروط ہے کہ وہ تجربہ پہلے سے موجود نہ ہو یا جو کسی پابندی کو توڑنے کے لیے اختیار کیا جائے......اور اِس سے بھی اہم تر سوال ایک بڑے ادبی حلقے میں اِس کی قبولیت یا عدم قبولیت کا بھی ہے...... جس کے تحت درجِ بالا سطور میں بعض ہیئتی تجربوں کی ناکامی کا ذکر کیا گیا ہے۔

ہیئتی تجربوں میں ماضی میں نعتیہ دوہے، تضمین، مسمّط بھی استعمال ہوتے رہے...... مسمّط دراصل آٹھ مختلف ہیئتوں کا مجموعہ ہے......مسمّط شاعری کی کوئی ایک ہیئت یا صنف نہیں بلکہ آٹھ مختلف ہیئتوں کا مجموعہ ہے جن کے ذیلی نام مثلّث، مربّع، مخمّس، مسدّس، مسبّع، مثمّن، متسّع، معشّر ہیں......مسمّط کے لغوی معنی ''پروئی ہوئی چیز یا موتیوں کی لڑی'' ہیں چنانچہ نظم کے بندوں کی تعداد کے مطابق اُسے مثلث، مربع، مسدس وغیرہ کہا جاتا ہے......مسمّط کی مقبول ترین صورت مسدّس ہے...... تاہم مُرورِ زمانہ اور متنوّع ادبی رجحانات و تخلیقی میلانات کے تحت رفتہ رفتہ نئی ہیئتوں نے اِن نسبتاً قدیم اور روایتی ہیئتوں کی جگہ لے لی۔

ہیئتی تجربے کی بات چلی ہے تو پہلے یہ طے کر لیا جائے کہ اس عربی لفظ ''ہیئت'' کے معانی کیا ہیں...... لغات میں اِس کے معانی ہیں ''کسی بھی شے کی حالت، شکل وصورت یا کیفیت''...... مختلف لغات میں اِس کے معانی یہ بھی دیئے گئے ہیں :'' ظاہری بناوٹ، ساخت، صورت، حلیہ، وضع قطع، چہرہ مہرہ وغیرہ''......ظاہر ہے کہ کوئی بھی تخلیق ایک خاص ساخت یا تشکیلی ساخت کی ہوتی ہے اِسی لیے اِسے ہیئت کہا جاتا ہے......ہیئت سے مراد کسی بھی چیز کی ظاہری شکل وصورت ہے جو اِس کی اساسی پہچان کا باعث بنتی ہے......ادبی اصطلاح کے طور پر ہیئت جسے انگلش میں form یا structure کہا جاتا

ہے، کسی بھی شعری سانچے کی انفرادی پہچان ہے اور ہیئت کا یہ نظام عروضی شناخت، قافیہ، ردیف، مصرعوں کی پیمائش (بحر، تقطیع) کے ساتھ ساتھ بعض اوقات مصرعوں کی تعداد پر بھی مبنی ہوتی ہے...... جیسے رباعی صرف چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اِس کا رباعی کے چوبیس تسلیم شدہ اوزان میں سے کسی ایک وزن میں ہونا ضروری ہے ورنہ یہ چار مصرعے رباعی کے بجائے قطعہ کہلائیں گے۔

اِس مقالے کا عنوان ''ہیئتی تجربے'' ہے تو کچھ لفظ تجربہ کی بھی تشریح ہو جائے۔ تجربہ آزمانا اور آزمائش کے معانی میں مستعمل ہے...... تجربہ جانچ، امتحان کے معانی بھی دیتا ہے اور اِسے زندگی اور حقیقت کا وہ حصہ بھی کہا جاتا ہے جو فن کار کے علم و احساس کے دائرے میں آیا...... ادب و فن کے حوالے سے ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کے الفاظ میں ''ادب و فن کی ایک ہی نہج سے ہٹ کر چلنا، ہیئت اور اسلوب میں نئے تجربات کرنا، نئی اصناف کی جستجو کرنا، نئے زاویے تلاش کرنا''...... چنانچہ اِن اصنافِ سخن میں جو اپنے ظاہری لوازم اور اندرونی و باطنی خصوصیات کے پیشِ نظر ایک خاص ساخت کے تحت مخصوص پہچان رکھتی ہیں...... جب کوئی تخلیق کار اپنی تخلیقی اپج کے تحت اِس کی ظاہری اور طے شدہ ساخت میں من پسند تبدیلی کرتا ہے تو اِسے ہیئتی تجربہ کہا جاتا ہے...... یہ کام عروضی سطح پر بھی ہو سکتا ہے،...... مثلاً کوئی نئی شعری بحر یا وزن متعارف کروانا، مختلف اوزان کا من پسند طریقے سے استعمال کرنا، مختلف ہیئتوں کو یکجا کر کے ایک مرکب ہیئت متعارف کرانا وغیرہ...... گویا مختصر الفاظ میں ہیئتی تجربے کا مطلب کسی بھی صنف کے طے شدہ سانچے یا ڈھانچے میں تبدیلی اور من پسند نَو بہ نَو اختراع سے ہے...... یہ عمل پرکھ، جانچ اور تغیّر و تبدّل کا وہ جہان ہے جس میں ادبی اصناف کی ہیئتوں میں تبدیلی کر کے کچھ نیا اور جدید تر سامنے لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

غزلیہ انداز میں آغاز ہونے والی حمد و نعت اپنے فطری ارتقائی عمل کے ذریعے بعد میں دیگر بے شمار اصناف اور ہیئتوں میں لکھی جانے لگی، اور یہ بھی تسلیم کر لیا گیا کہ حمد و نعت کا

لفظ شاعری کی کسی مخصوص ہیئت کے ساتھ جُڑا ہوا نہیں ہے بلکہ حمد ونعت یا تقدیسی شاعری ایک موضوعی معاملہ ہے اور یہ غزلیہ ہیئت کے علاوہ نظم، آزاد نظم، نثری نظم، نظمِ معرّیٰ، سانیٹ، ہائیکو، قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، مسدّس، مخمّس، دوہوں کی ہیئتوں میں بھی لکھی جا سکتی ہے...... بلکہ حالیہ دنوں میں کئی دیگر ہیئتوں میں بھی حمد ونعت کہی جا رہی ہے اگر چہ ابھی اِن ہیئتوں کو قبولِ عام نہیں ملا اور ابھی تک یہ تجرباتی مرحلے پر ہی کیا جا رہا ہے۔ لیکن ماضی میں ایسے بہت سے تجربات کیے گئے جنہیں بعد میں قبول بھی کر لیا گیا اِس لیے حمد ونعت کے حوالے سے یہ ارتقائی عمل مستقبل میں اِس کے پھیلاؤ کی سمت نمائی کر رہا ہے۔

زیادہ تعداد میں ہیئتی تجربوں کے حوالے سے یہاں پاکستان اور ہندوستان کے دو شعراء کا نام لینا ضروری ہے جن میں سے ایک پاکستان کی شاعرہ محترمہ زیب النّسا زیبی ہیں جبکہ دوسرے ہندوستانی صوبے مہاراشٹر سے تعلّق رکھنے والے شاعر جناب ارشد مینا نگری، (جن کا حال ہی میں انتقال ہو چکا ہے)۔ محترمہ زیب النّساء زیبی نے تقریباً ستّر شعری ہیئتوں میں حمد ونعت لکھی ہے۔ جبکہ جناب ارشد مینا نگری نے اپنے حمدیہ مجموعے ''ربِّ کائنات'' میں چھیاسٹھ اصنافِ شعری میں حمدیں کہی ہیں۔ اِن دونوں تخلیق کاروں کی تمام ہیئتی اصناف کے نام لینا بھی تفصیل طلب ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اِن سب کے تو اکثر شعراء نے نام تک نہ سنے ہوں گے...... اِن دونوں شعرائے کرام کے یہ ہیئتی تجربات ابھی ایک خاص ادبی حلقے یا دائرے تک محدود ہیں، اور حمد ونعت کے نقّادوں یا دوسرے اہم شعراء کی نگاہ میں نہیں آئے...... اِن میں کئی ہیئتی تجربے ایسے ہیں جو پہلے ہی دیگر ہیئتی اصناف کے تحت ہو چکے ہیں اور انہیں نئے نام سے متعارف کروانے کی ضرورت بھی نہیں محسوس ہوتی۔ بہرحال ارتقائی اور اختراعی عمل میں یہ تمام کوششیں قابلِ قدر ہیں اور اِن کا ریکارڈ پر رہنا بھی ضروری ہے۔

حرفِ آخر کے طور پر عرض کروں گا کہ عہدِ موجود کی طرح مستقبل میں بھی نظم و نثر کی دیگر تمام اصناف کی مانند عقیدتی شاعری میں بھی نئے ہیئتی تجربات کا سلسلہ جاری رہے گا اور اُن کے ردّ و قبول کا فیصلہ بھی وقت ہی کرے گا۔ اور بقول محشر بدایونی ''جس دیئے میں جان ہوگی وہ دیا رہ جائے گا''۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلاَغ۔

ﮣﮤﮣﮤ

اُردو نعت اور مابعد جدیدیت

ڈاکٹر شاہد اشرف

لاہور، پاکستان

اُردو میں کلاسیکی، رومانی، مارکسی اور حقیقت نگاری کی تحریکوں نے اصنافِ ادب کو نئی جہتوں سے آشنا کیا ہے...... اِن تحریکوں کے پسِ پردہ مغربی ادب کی فسوں کاری کارفرما تھی...... کوئی شک نہیں کہ اصنافِ ادب سے ادبی تحریکوں تک اُردو ادب مغربی خصوصاً انگریزی ادب کا مرہونِ منت ہے...... ایک طویل عرصے تک اِن تحریکوں نے اہلِ قلم کو مسحور کیا...... اس کیا ثرات اب بھی موجود ہیں اور اہلِ قلم کے ہاں جابجا اظہار دیکھنے میں آتا ہے...... جدیدیت کسی تحریک کا نام نہیں ہے...... یہ صورتِ حال کے زمرے میں آتی ہے...... دوسری جنگِ عظیم کے بعد مغربی معاشرے نے کروٹ لی اور اُن کے روایتی اور فرسودہ سماجی ڈھانچے کا تذکرہ ہونے لگا...... ادب میں تنہائی، اجنبیت، خوف اور شکست ذات کے مسائل کا اظہار ہونے لگا۔

سائنسی نقطہ نظر سے زندگی کا مشاہدہ کیا گیا...... ادب میں نئے تصورات ور جحانات کو خوش آمدید کہا گیا...... ماڈرن ازم روایت شکنی کا دوسرا نام قرار دیا جا سکتا ہے...... جلد ہی اِس ماڈرن ازم کے بطن سے پوسٹ ماڈرن ازم تشکیل پانے لگا اور صورتِ حال کو دیکھنے اور جائزہ لینے کا زاویہ بدل گیا...... مابعد کے تناظرات میں مقامیت، ادب کا آفاقی تصور، تخلیقی آزادی، مہابیانیے پر گرفت، انجذاب، وسعت ولامحدودیت، سماجی ولسانی رشتوں کا جائزہ اور ردّ تشکیل شامل ہیں...... اِس اعتبار سے اُردو نعت کا دامن باقی اصناف کی نسبت کشادہ

نہیں ہے...... البتہ جدید شعرا کے ہاں کہیں کہیں مابعد پہلوؤں کی عکاسی ملتی ہے......جن میں ثقافتی، سیاسی، سماجی، نظریاتی ڈسکورس کا تذکرہ ضروری ٹھہرتا ہے...... مابعد جدیدیت کو مابعد الطبیعات کے تناظر میں دیکھنا درست نہیں ہے...... میٹا فزکس تو ازلی ابدی موضوع کی حیثیت رکھتا ہے......یعنی انسان سے خدا اور کائنات کا باہمی تعلق تو صدیوں پرانا ہے اور اِسے حل کرنے میں سائنس، ادب، آرٹ مذہب سمیت کئی زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے...... میٹافزکس کے مسائل تو قبل از یونان کی تاریخ میں ملتے ہیں......جب کہ مابعد جدیدیت بیسویں صدی کی چھٹی دہائی کے بعد انسان کی ثقافتی، سماجی اور ذاتی زندگی کی جستجو سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کا نام ہے......

یوں میں اِس مضمون میں مابعد الطبیعاتی مسائل کو منہا کرنے میں حق بجانب ہوں۔

ہم نعت سے قطعِ نظر اصنافِ نظم و نثر میں مابعد جدیدیت کے نقش تلاش کر سکتے ہیں......مگر نعت میں مابعد کے پہلوؤں کا جائزہ خاصا مشکل امر ہے...... واقعہ معراج کو مابعد کے تناظر میں دیکھنا ہرگز درست نہیں ہے......ایسا کرنا معجزے پر سائنس کو اپلائی کرنے کے مترادف ہے......ویسے بھی مابعد جدیدیت مہابیانے پر سوالیہ نشان لگاتی ہے......وقت کی پُراسراریت کو سائنس کی توجیحات میں دیکھا جا سکتا ہے...... معجزے سائنسی اصول و ضوابط سے مبرا ہوتے ہیں سو اِس اعتبار سے سائنس کو اسلامائزیشن کے عمل سے گزارنا ممکن نہیں ہے...... میں نہیں سمجھتا کہ واقعہ معراج کی طرح دمِ عیسیٰ اور یدِ بیضا کو کسی سائنسی پیمانے پر پرکھنے کی گنجائش موجود ہے...... یہ دائرہ کار ہرگز اِس کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔

اِس بحث کے نتیجے میں اُردو نعت کی مابعد جہات کا تعین کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے......یعنی نعت میں آفاقیت، داخلی و خارجی تخلیقی معاملات، لامحدودیت، سماجی و لسانی روابط اور معنی کی تکثیریت کا جائزہ مابعد جدید نعت کے دائرہ کار میں آتا ہے......خاتم النبیین اور رحمتہ للعالمین کے القاب آفاقی درجہ رکھتے ہیں......دنیا سے آگے کائنات میں جہاں بھی

زندگی کے آثار ہو سکتے ہیں حضورؐ کی ذات بابرکت اُن کے لیے رحمت ہیں......نعت میں نسل ورنگ، وطن و علاقہ، زبان و ثقافت کے بجائے حضورؐ کو سماجی، سیاسی، علاقائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مصلح اور رہبر کا منصب حاصل ہے...... یوں نعت اِس آفاقی پیغام کو بیان کرنے کا موثر ذریعہ ثابت ہوئی ہے...... ثقافتی جڑوں کی تلاش کو نعتیہ تناظر میں دیکھا جائے تو علاقائی ثقافتیں باہم مل کر اسلامی اور عرب ثقافت میں شامل ہو جاتی ہیں...... یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مابعد تو انفرادی سطح پر مقامیت کی سطح پر ثقافت کی جستجو کا بیڑا اُٹھاتی ہے...... جبکہ نعت میں تمام ثقافتوں کا رنگ باہم مل کر سبز رنگ میں ڈھلتا نظر آتا ہے......یہی پہلو باقی اصناف سے نعت کو ممتاز کرتا ہے کہ یہاں علاقائی ثقافت اجتماعی ثقافت میں شامل ہوتی ہے تو ڈسکورس مکمل ہو جاتا ہے......دیگر اصناف کو مذہب سے کوئی علاقہ نہیں ہے جبکہ نعت کا دائرہ ہی مذہب سے مکمل ہوتا ہے۔

ثقافتی شناخت پر اصرار کو اسلامی ثقافتی اصرار کیوں قرار نہیں دیا جا سکتا ہے...... اِس طرح تخلیقی آزادی کو نعت کے دائرے میں رکھنا مشکل سہی مگر تخلیق کار اظہار کی مکمل آزادی کو عقیدت میں رکھنے پر اصرار کرنا حق بجانب سمجھتا ہے تو اغراض کی گنجائش پیدا نہیں ہونی چاہیے...... مابعد ادیب شکستِ ذات، مغائرت، خوف اور تنہائی سے نجات حاصل کر چکا ہے...... اِس اعتبار سے دیکھا جائے تو نعتیہ شعرا کے ہاں جدیدیت کے درجہ بالا مسائل کی کوئی جگہ نہیں ملتی ہے اور اجتماعیت کا تصور ملتا ہے...... یوں جدید نعت سے مابعد جدیدیت کا نعتیہ دور تشکیل پاتا ہے۔

ہر خطے کا کلچر ادب کے ذریعے منعکس ہو کر زندگی کی تصویر کشی کرتا ہے......نتیجتاً خاص ماحول پر حالات اور سماجی سرگرمیاں کسی نکتہ نظر کو پروان چڑھانے میں معاون بنتی ہیں...... نکتہ نظر تغیر و تبدل اور تعمیر و تشکیل کے بعد کسی نظریے یا تھیوری کی شکل میں ترتیب پاتا ہے......مغرب میں سماجی سیاسی اور معاشی سرگرمیاں خاص نہج پہ دکھائی دیتی ہیں اور گزشتہ

صدی سے پہلے یعنی جنگ عظیم دوم سمیت کئی بڑے واقعات نے دانشوروں کے زاویہ نگاہ کو نئی سمت دی ہے۔

تھیوری خاص ماحول اور حالات کے تحت پروان چڑھتی ہے......اِس میں کوئی شک نہیں صنعتی ترقی انسان کو نئے زاویہ نگاہ سے دیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے بہت پہلے یورپ نے روایتی اور موجود تصورات سے نجات حاصل کر کے نئے انداز سے دیکھنا شروع کر دیا ہے...... مابعد جدیدیت سماجی اور سائنسی تصور کے بعد کی صورت حال کو پیش کرتا ہے...... یہ صورت حال اِس بات کی غمازی کرتی ہے کہ نظریات، اشیاء اور موجودات کو نئے سرے سے جانچا جائے۔

ہم جس دنیا میں رہتے ہیں یہ مسلسل تغیر و تبدل سے دوچار ہے اور اِس کے نتیجے میں ہمہ وقت تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں......ابھی ہم ایک تبدیلی کا نظارہ کرتے ہیں تو ایک اور تبدیلی کو اپنا منتظر پاتے ہیں...... بالکل ایسے ہی جیسے ہمارے ذہن میں کوئی خیال اُبھرتا ہے اور وہ ازخود ایک نئے خیال میں ڈھلتا جاتا ہے......سائنسی نظریات کئی بار نئے نظریات کے سانچے میں ڈھلے ہیں...... سائنسی نظریات بھی اٹل نہیں ہیں...... مذید تحقیق اور تجربہ نظریات کو نئی صورت دے دیتا ہے...... اِسی طرح ثقافتی سطح پر نئے امکانات پیدا ہوتے ہیں اور وہ موجود رجحان کو تبدیل کر کے نئی صورت حال سے آشنا کرتے ہیں......کسی ایک فرد کی سطح پر بھی سماج اِس تبدیلی کو بہر حال محسوس ضرورت کرتا ہے اور اگر یہ تبدیلی کسی گروہ یا طبقے کے ذریعے سامنے آتی ہے تو اِس کے اثرات دوررس ہوتے ہیں۔

اقوام عالم کی زندگی پر مذہب اور ثقافت کے گہرے اثرات ہیں اور یہی اثرات اُس کی بوقلمونی اور رنگا رنگی کا سبب بھی ہیں...... مذہب اور ثقافت کے بارے میں نیا ذہن زاویہ بدل بدل کر دیکھتا اور سوچتا ہے اور ممکنہ جوابات کی تشنگی سے اضطراب کا شکار ہوتا ہے......تب وہ سائنس کو سامنے رکھتا ہے اور بہر حال سائنس کا کوئی مذہب نہیں......سائنس کسی ثقافت کی

مرہون منت نہیں۔......نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت سی حدود و قیود کی وجہ سے ذہن فرار کا راستہ ڈھونڈتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جزوی یا کلی طور پر اِس کے اثرات فرد کی ذات اور سماج کی اکثریت پر دکھائی دے رہے ہیں......انسان چوں کہ فطری طور پر آزاد ہے اِس لیے وہ ہر قسم کی پا بندی خواہ اُس کا تعلق ،ثقافت، ادب یا مذہب سے ہو......قبول کرنے کیلئے آسانی سے تیار نہیں ہے......سو ہم دیکھتے ہیں کہ ادب میں مابعد جدیدیت کے تصور سے اصناف ادب کا روایتی فکری ڈھانچہ توڑ دیا گیا ہے...... مقامی ثقافتی سطح پر کھیل تماشے، اُچھل کود اور تفریح کے مختلف ذرائع کو فروغ ملا ہے...... اِسی طرح مذہب انسان کا ذاتی معاملہ قرار دیا جا رہا ہے...... اِس کی وجہ سے کئی سطحوں پر انارکی دکھائی دیتی ہے......لیکن ساتھ ہی ساتھ انسان کی خوبیوں اور صلاحیتوں کا بھر پور استعمال بھی دیکھنے میں آتا ہے اور کارکردگی یا پرفارمنس کو زیا دہ سے زیادہ بڑھانے کی طرف رجحان ملتا ہے...... یوں ہم دیکھتے ہیں کہ مابعد جدیدیت کے اثرات زندگی کی ہمہ جہت صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں اور کئی اعتبار سے ادب کے ذریعے ثقافت کو رد کرنے کا رویہ نظر آتا ہے۔

اِسی لیے اینٹی تھیسس کی صورت حال جنم لیتی ہے چوں کہ یہ رویہ مستقل اور بڑے پیمانے پر مرتب ہو رہا ہے اِس لیے تمام شعبہ زندگی اِس سے متاثر نظر آتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ دراصل خیال کسی بھی سطح پر حتمی اور حقیقی وجود نہیں رکھتا ہے...... اِس کے حتمی اور غیر حقیقی ہونے کی وجہ سے ہر چیز اپنا وجود کھو رہی ہے اور غیر حقیقی دکھائی دے رہی ہے...... اِس طرح ہر شے کثیر جہات کے تحت لامرکزیت کا شکار ہو گئی ہے۔

ادب میں مابعد جدیدیت متن پر زور دیتی ہے اور متن ہی دراصل انسانی تصورات، حسیات اور کیفیات کا موقع ہوتا ہے...... اِس سے مصنف کے ذہن میں موجود خیال تک رسائی کی ممکنہ کوشش کی جاتی ہے یہ کوشش کس حد تک کامیاب ہے اِس سے قطعہ نظر یہ بات

بہر حال قابل توجہ ہے کہ متن خیال کی اکائی کو کھو دیتا ہے اور اِس کی ساخت میں طرح طرح کی پیچیدگیاں در آتی ہیں......یہی پیچیدگیاں انسان کو ہوا میں معلق کر دیتی ہیں اور لا حاصلی کا ذریعہ بنتی ہیں......موجودہ زندگی اِس لا حاصلی کا نمونہ پیش کرتی ہے اِس میں غیر منطقی ترتیب اور غیر منطقی تزئین دکھائی دیتی ہے...... یوں نہ صرف متن کی قرات میں پیچیدگیاں در آتی ہیں بلکہ لفظ کی معنویت بھی اِنتشار سے دوچار ہو جاتی ہے۔نعتیہ شاعری مابعد جدیدیت کے اثرات کو قبول نہیں کرتی ہے...... باقی اصناف سخن میں مابعد تصورات کی صورتیں ملتی ہیں مگر نعتیہ شاعری کا دائرہ کار مرکز گریز نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ عقیدت واحترام کا منبع رہے گا۔

ردتشکیل کے حوالے سے مذہبی کُتب کے متن کی نئے سرے سے تفہیم اعتقاد اور ایمان کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے...... یوں محسوس ہوتا ہے کہ مابعد جدیدیت کا یہ تار و پود دراصل مذہبی متن کو تباہ کرنے کا ایجنڈا ہے...... اِنسانی زندگی پر سب سے بڑا اور گہرا اثر مذہب ہی کا ہوتا ہے اور اِس کے اثرات کو ختم کرنے کیلئے مابعد جدیدیت کے زیر اثر مہا بیانیہ کیلئے سوالیہ نشان کا مقصد یہی دکھائی دیتا ہے کہ یورپ اور امریکا کے دماغ مسلسل فلسفیانہ سطح پر محاذ قائم کر کے نئے نئے فکری نکات کے ذریعے مذہب کے خلاف مصروف عمل ہیں...... یوں محسوس ہوتا ہے کہ متن کی حتمیت کو بالا دست طبقے کی بقا سمجھنے کے پس پردہ مذہب کے خلاف محاذ ہے...... چونکہ بالا دست طبقہ متن کی حتمیت پر زور دیتا ہے...... معنی کی کثیر الجہتی کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں...... اِس لیے دونوں کو فریق تصور کیا جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے یہ دونوں الگ الگ حیثیتوں کے حامل ہیں اور حقیقی مذہبی ذہن بھی دراصل مذہبی متن پر کاربند رہتے ہوئے بھی بالا دست طبقے کی کلی حیثیت کو درست نہیں سمجھتا ہے۔ دنیا کے کئی خطوں میں مذہبی عناصر کے بالا دست طبقے کے خلاف محاذ کی مثالیں موجود ہیں۔ ادب میں مغربی تھیوری کے پس پردہ سیاست کارفرما نظرتی ہے اور جہاں یہ بالا دستی کا غیر محسوس تصور دیتی ہے وہاں مختلف تقاضوں اور مذاہب کو اپنے راستے میں رکاوٹ سمجھ کر

مقامی ذہنوں کوشکوک وشبہات جنم دیتی ہے......ذہن انسانی نئے کے اثرات سے بچ نہیں سکتا ہےاورمغربی تھیوری اپنے مقاصد کوکسی حدتک پوری کرتی دکھائی دیتی ہے......اِس کے موجوداثرات سے لاتعلق رہنا یا خود کومحفوظ رکھنا شاید ممکن نہیں ہے......نعتیہ شاعری مابعد جدیدیت اثرات سے محفوظ دکھائی دیتی ہےاور باقی اصناف سخن سے قطع نظر اپنے دائرہ کار میں ثابت قدم ہے۔

ꕥꕥ

نعتِ نبی (ﷺ) کا بنیادی تصور اور اس کی اہمیت

ڈاکٹر توفیق انصاری احمد

شکاگو، امریکہ

اللہ کے نام سے شروع کر کے، اللہ کی حمد و ثنا کے بعد، حضور اکرم، سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس پر درود و سلام بھیجنے کے بعد جنبشِ قلم کی جسارت، اِس توقع اور دُعا کے ساتھ کی جا رہی ہے کہ توفیق الٰہی و تائید غیبی سے، اور حضور سرور دو عالم ﷺ کی خوشنودی و مرضی سے، نعتؐ کے مبارک و مسعود موضوع پر، اپنے محدود علم و عمل کے مطابق کچھ لکھ کر، خود کو اِس قافلۂ رنگ و بُو سے منسلک کر لینے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ (آمین ثم آمین)

اِس سے قبل کہ نعت سرور کائنات ﷺ کو موضوعِ سخن بنا کر آگے بڑھنے کی جسارت کی جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی شاعری کی چند اصطلاحات کی اولاً وضاحت کر دی جائے تا کہ تعریفات و مدارجات کو پیش نظر رکھنے میں سہولت رہے...... اُردو مذہبی شاعری کی مروجہ اصناف سخن میں حمد، مناجات، نعت، منقبت اور سلام شامل ہیں...... اِن کے علاوہ رباعی اور قطعہ کی صنف میں بھی اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔

''حمد'' وہ صنف سخن ہے جس میں اللہ رب العزت کی بزرگی و بڑائی بیان کی جاتی ہے۔

''مناجات'' وہ منظوم کلام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و پاکی کے ساتھ، اپنی خاکساری و عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کی جاتی ہے۔

''نعت'' کی صنفِ سخن، حضور اکرم ﷺ کی مدح و ثنا کے لیئے مخصوص ہے جس میں سرور دو عالم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے، اپنی دلی کیفیات کے اظہار کے ساتھ، حدِ ادب کو ملحوظ خاطر رکھ کر، آپؐ کی شان میں اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

''منقبت'' وہ شاعرانہ کلام ہے جس میں صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی شخصیات وتعلیمات کو اُجاگر کیا جاتا ہے۔

اور ''سلام'' مذہبی شاعری کی وہ صنف ہے جس میں حضور انور ﷺ کی ذاتِ گرامی کے علاوہ اہل بیعت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی خدمت میں اعترافِ محبت وعقیدت کی صورت، نذرانۂ جان ودل، مودب ہوکر اختتامی طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

اُردو مذہبی شاعری کی اصطلاحات کی، اِس مختصر سی تعریف کے بعد ''نعتؐ'' کے موضوعِ خاص سے رُجوع ہونے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

نعتؐ کیا ہے...... نعتؐ دراصل عربی زبان کا اسم مونث ہے...... نعتؐ کی ابتداء عربی زبان میں ہوئی اور آگے چل کر اِس کی تقلید فارسی، اُردو اور دیگر زبانوں میں کی گئی...... نعتؐ کے لغوی معنی مدح، ثنا، تعریف وتوصیف ہے...... جس کا خصوصی مقصد ومطلب حضور سرکار دوجہاں ﷺ کی شان میں مدحیہ اشعار کہنا ہے...... نعتؐ کی صنفِ سخن صرف اور صرف سرکار دوعالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے مختص ہے...... نعتِ نبی ﷺ کی بلندیوں وگہرائیوں کا اندازہ کرنا ممکن نہیں لیکن مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ نعتؐ کا مقصد آپؐ کی ذات مبارکہ، آپؐ کی صورت وسیرت، آپؐ کی حیات طیبہ، آپؐ کے حُسنِ اخلاق، اور عالم انسانیت کے لیے آپؐ کے پیغام عمل کا مختلف انداز اور مختلف پہلوؤں سے مشاہدہ کر کے اُن کا ذکر کرنا اور آپؐ سے اپنے ذہنی وقلبی لگاؤ اور سچی محبت وعشق کا، اپنی بساط کے مطابق، اقرار واظہار کرنا ہے۔

نعتؐ کا لفظ، تین حروف یعنی ''ن''، ''ع'' اور ''ت'' سے مل کر بنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، آپؐ سے محبت وعشق کی بنا پر، غور وفکر کے بعد، لفظ ''نعت'' کے تجزیاتی مطالعہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ قابل ذکر ہے۔

نعتؐ کے پہلے حرف ''ن'' سے مراد نامِ نامی، اسم گرامی، سرور عالم ﷺ کا آغازِ مبارک مقصود ہے۔

نعتؐ کے دوسرے حرف ''ع'' سے مراد عزت و عظمت رسولﷺ کا اعتراف، لازم و ملزوم ہے۔

نعتؐ کے تیسرے اور آخری حرف ''ت'' سے مراد تعظیم و تکریم کے ساتھ، تعریف توصیفِ سرکار دو عالمﷺ منشا و مقصد ہے۔

لفظ ''نعت'' کا حرفی تجزیہ، ہر صاحبِ نظر کے فکر و فہم میں مختلف ہو سکتا ہے لیکن یہاں جو تجزیہ پیش کیا گیا ہے وہ حضورِ اکرمﷺ کی ذات اقدس سے محبت و عشق اور نعتؐ کی صنفِ سخن سے دیرینہ وابستگی کی بنیاد پر ہے۔ (ماخوذ از خود)

اِس مقام پر نعتؐ کے حوالہ سے ''نعتؐ گوئی'' اور ''نعت خوانی'' کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ نعت گوئی سے مراد نعتؐ کہنا یعنی نعتؐ نظم کرنا اور نعتؐ لکھنا و پیش کرنا ہے اور یہ کام صرف شاعر ہی کر سکتا ہے...... اِس کے برعکس، نعت خوانی وہ ہے جس میں کسی شاعر کی لکھی ہوئی نعتؐ، کوئی غیر شاعر تحت و ترنم میں سناتا ہے...... مختصر یہ کہ ''نعت گو'' شاعر کہلاتا ہے اور ''نعت خواں'' غیر شاعر۔

نعت گوئی عطیۂ خداوندی ہے اور پھر اِس عطیہ کے طفیل نعت کا کوئی شعر، کوئی مصرع، یا کوئی لفظ بھی، بارگاہِ رسالتﷺ میں قبول ہو جائے تو پھر اُس نعت کا کیا کہنا...... خوش نصیب ہے وہ نعت گو جس نے ایسی مقبول نعت گوئی کی اور اُس کے سبب اُس کو امتیاز نصیب ہوا۔ شاعر ہونا ایک الگ بات ہے، مگر شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا اور مقبول نعت گو شاعر ہونا بڑی بات ہے...... یہ دولت جس کے حصہ میں آجائے وہ یقیناً دولت مند ہے۔

سب کو مل سکتی نہیں، نعتِ نبیؐ کی دولت
نعمت خاص ہے مدحِ شہہ ابرارؐ کا شوق

(علامہ قدر عریضیؒ)

نعتِ نبی ﷺ کے شوق کی ابتداء پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شوق ابتداً سرزمین عرب سے شروع ہوا...... حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ عالی سے متاثر ہوکر عربی شعراء کرام نے آپؐ کی محبت میں نعتیہ اشعار وقصائد لکھے جو عہد نبوی ﷺ میں مشہور ومقبول ہوئے...... مدینہ میں آپؐ کی آمد کے موقع پر عورتوں اور بچوں نے خوش ہوکر نعتیہ ترانے گائے اور پھر فتح مکہ کے وقت اِسی طرح اللہ کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کے اعتراف میں حمدیہ ونعتیہ اشعار پڑھے گئے...... عہدِ رسالت ﷺ میں کئی ایک عربی شعراء نے نعتؐ کے میدان میں طبع آزمائی کی اور اُن کو، اُن کے درجات کے مطابق، دربارِ رسالت ﷺ میں باریابی کا شرف حاصل ہوا...... مگر، اِن سب سے بڑھ چڑھ کر، حضرت حسّانؓ بن ثابت کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے آپ کو منبر پر بٹھا کر بنفس نفیس آپ کی لکھی ہوئی نعت سماعت فرمائی...... ایسی خوش نصیبی، شاید ہی کسی نعت گو یا نعت خواں کے حصہ میں آئی ہو...... حضرت حسانؓ کے نقشِ قدم نعتؐ کا راستہ متعین کرتے ہیں۔

رہبر کی راہِ نعتؐ میں گر حاجت ہو

نقشِ قدمِ حضرتِ حسّاں بس ہے

(حضرت فاضل بریلویؒ)

نعت گوئی ایک مشکل فن ہے...... اِس فن میں حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اظہارِ حقیقت کے ساتھ جذبۂ محبت وعشق کی از حد ضرورت ہے...... کامل احتیاط لازم ہے کہ کہیں غلو اور بے ادبی کا پہلو نہ نکل جائے اور کوئی ایسی ویسی بات زبان پر نہ آجائے جو سوءِ ادب ہو۔

رسالت مآب ﷺ کا نامِ مُبارک زبان پر لانے سے پہلے، ہزار بار زبان کی صفائی کے ساتھ، دل کی پاکیزگی اور خیالات کی ہم آہنگی بہت ضروری ہے تاکہ جو لفظ بھی آپؐ کی شان میں زبان سے نکلے وہ آپؐ کے شایان شان ہو...... ورنہ خموشی ہی بہتر ہے...... اِسی

بات کوشاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ناواقفِ مقامِ ادب، بس، خموش رہ!
تیری زبان،اور،رسول خدا کا نام!

(شاہدالیافعیؒ)

نعتؐ، درحقیقت ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس میں طبع آزمائی کرکے،نعت گوئی کا حق ادا کرنا ناممکن ہے......اللہ تعالیٰ نے جب خود اپنے محبوبﷺ کی مدحت کی ہے تو پھر کوئی بندہ بھلا کہاں اُس کی برابری کرسکتا ہے......نعتؐ کی حقیقی معراج، بہرصورت، اللہ اور اللہ کے رسولﷺ کے درمیان مخفی ہے......اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ کیا خوب فرماتے ہیں:

؎ ائے رضاؔ، خود صاحبِ قرآں ہے، مداحِ رسولؐ
تجھ سے کب ممکن ہے پھر،مدحت رسول اللہ کی

ایک اور مقام پر شاعر،حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اعتراف کرتا ہے:

؎ میں نغمہ نعتِ نبیؐ کا گاؤں،زبان ایسی، کہاں سے لاؤں
سُرودِ،ذکرِ رسولؐ چھیڑوں،میں تان ایسی، کہاں سے لاؤں

(عبدالرحمٰن سعیدؔصدیقیؒ)

یقیناً یہ حضورِرحمت للعالمینﷺ کی ذاتِ گرامی کا اعجاز ہے کہ نعتِ نبیﷺ عرب سے ہوتی ہوئی ایران پہنچی، ایران سے ہندوستان آئی، اور پھر ہندوستان سے، سارے عالم میں پھیل گئی......عربی، فارسی، اُردو اور دیگر زبانوں کی نعتیہ شاعری میں نعت گوشعراء نے نئی نئی ترکیبوں کے ساتھ، نئے نئے مضامین باندھے اور سرکار دو عالمﷺ سے اپنی محبت اور اپنے عشق کو کچھ اِس انداز سے پیش کیا کہ نعتیہ اشعار کی صورت، عقیدت واحترام کی سدابہار

خوشبو، ہر طرف، لہکنے مہکنے لگی۔ (سرمایۂ حیات۔ مصنف سید وحید القادری عارفؔ)

اللہ رب العزت اور رسولِ اکرم ﷺ سے سچی محبت اور حقیقی عشق کا اظہار انسان کے علم و عمل سے ظاہر ہوتا ہے......

انسان پر جب اُس کے علم کے مطابق حقیقتیں منکشف ہوتی ہیں تو اُس میں تمیز ظاہری و باطنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اُسی کے مطابق اُس کا اظہار عملی شکل میں، کسی نہ کسی طرح، منظر عام پر آ جاتا ہے۔ یہ بات ایسی ہی ہے کہ آسمان پر بادل گھر آئے، بارش ہوئی، پانی پہاڑ کی چوٹی سے آبشار کی صورت، زمین کی جانب رواں دواں ہوا، پھر چشمۂ حیات بن گیا جو آگے جا کر سوکھی زمینوں کو تر بہ تر اور کھیتوں کو سرسبز و شاداب کرنے لگا۔

بس! ایسی ہی کچھ کیفیت نعت گو شاعر کے دل و دماغ کی ہوتی ہے......علم و عمل کی روشنی ظاہر ہوئی......اندھیرے دور ہوئے......حقیقتیں کھل کر سامنے آ گئیں...... ماحول کی پہچان ہوئی......محبت و عشق کا اجتماع ہوا......دل و دماغ میں ارتباط باہمی کا فروغ ہوا...... اور پھر، جب سلسلہ کچھ آگے بڑھا تو جذبات کی معراج پر ایک ایسا مقام آ گیا جہاں اظہار کی شدید ضرورت محسوس ہونے لگی......بس! یہی وہ مقام ہے جہاں قلم و قرطاس کے ملاپ سے اظہار ظاہری کا عمل شروع ہو گیا......اور پھر عمل کا یہ کارخانہ کچھ اتنا بڑھا کر، آگے چل کر، اِس کو منظر عام پر لانے کی گنجائش نکل آئی......مختصر یہ کہ یہی وہ کیفیت ہے جس کے نتیجہ میں نعتؐ کا بنیادی تصور پیدا ہوتا ہے......(جذب عقیدت۔ مصنف سید وحید القادری عارفؔ)

''ایمان'' شریعتِ اسلامی کی ایک اہم اصطلاح ہے......اِس کے لغوی معنی، تصدیق کرنا، یعنی سچا ماننا ہے۔ ایمان سے مُراد سچّے دل سے اُن تمام باتوں کی تصدیق کرنا ہے جو ضروریاتِ دین سے متعلق ہیں۔ (مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ)

شرعی معنوں میں دل سے یقین، زبان سے اظہار، اور جسمانی طور پر عمل کا نام ایمان ہے...... اطاعت سے ایمان میں اضافہ، اور نافرمانی سے ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصّل میں ارکانِ ایمان کی تعریف کا بیان آتا ہے...... ایمان، دراصل اسلام کی وہ پہلی شرط ہے جس کو قبول کرنے کے بعد ہی انسان، دینِ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے۔

اب ذرا اسلام کے اوّل کلمہ طیب ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ الله'' کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی (عبادت کے لائق) نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔'' یہاں یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ پہلے کلمہ میں اللہ تعالیٰ کے بعد ہی محمد رسول اللہ (ﷺ) کا اسمِ گرامی آتا ہے...... یعنی بالفاظِ دیگر

خدا کے بعد ہی ہے، اُنؐ کا درجہ
وہؐ اونچے ہیں بہت اپنے بھرم سے

(توفیق انصاری احمد)

''دین اسلام'' کے پانچ ارکان ہیں اور اِس کا پہلا رکن، ایمان، شہادت، یعنی اوّل کلمہ طیب ہے...... اِس کے بعد دیگر چار ارکان، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں...... اِس طرح اسلام کے پہلے رکن ایمان میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا اعلان موجود ہے جس سے حمد کے بعد ہی نعتؐ کا جواز پیدا ہو جاتا ہے۔

نعتؐ کے بنیادی تصور کو سمجھنے کے سلسلہ میں پہلے ''محبت'' اور ''عشق'' کو سمجھنا ضروری ہے...... رب ذوالجلال نے کائنات کی مختلف چیزوں کے درمیان ایک مقناطیسیت پیدا کر دی ہے...... یہ کشش جب دو جانداروں کے درمیان ہو تو اُسے میل (میلان) کہتے ہیں...... یہی میلان جب زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ 'محبت' کہلاتا ہے...... محبت کا لفظ حُبَّۃٌ سے

مشتق ہے جس کا مطلب دانہ ہوتا ہے۔...... یہ دانہ جب دل کی زمین پر پڑتا ہے تو نشونما پاتا ہے...... پھر احوال و کیفیات کے پھل پھول اور برگ و بار اِس میں پیدا ہوتے ہیں۔

محبت کی تعریف مشکل ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ محبت کی تعریف خود اِس کا وجود ہے...... لہٰذا محبت ایک جذبہ ہے اور جذبہ کا ادراکِ ذوق و وَجدان سے ہوسکتا ہے نہ کہ عقل وخرد سے۔

محبت، ایک حال ہے جس کی تعبیر الفاظ سے نہیں ہوسکتی...... محبت ایسا حال ہے جو کبھی قال نہیں بن سکتا...... محبت یہ ہے کہ ہر حال میں سب کچھ چھوڑ کر محبوب سے موافقت کرے، اُس کو اختیار کرے...... مختصر یہ کہ محبت ایک ایسی پیاس ہے جو کبھی نہیں بجھتی۔

محبت کی منزل سے گزرنے کے بعد عشق کی منزل آتی ہے...... عشق کے لغوی معنی ہیں کسی شئے کے ساتھ دل کا وابستہ ہوجانا، کسی کے ساتھ دل لگ جانا، کسی کے ساتھ چمٹ جانا...... عشق کا لفظ ماخوذ ہے 'عشقہ' سے اور وہ ایک پودا ہے جو سرسبز و شاداب ہوتا ہے لیکن پھر مرجھا جاتا ہے اور زرد پڑ جاتا ہے۔

قرآن مجید میں عشق کو فرطِ محبت سے تعبیر کیا گیا ہے...... جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔

اہلِ زبان نے کہا ہے کہ محبت جب محویت اور شدت میں ڈھل جائے تو اُسے عشق کا نام دیا جاتا ہے...... عشق کی برکت سے عاشق کو بے پناہ قوت حاصل ہوجاتی ہے...... وہ ابوالوقت اور ابوالحال بن جاتا ہے...... علامہ اقبالؔ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں۔

عشق، دمِ جبریلؑ، عشق، دلِ مصطفیٰ ﷺ

عشق، خدا کا رسولؐ، عشق، خدا کا کلام

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ "عشق ایک اُلفتِ رحمانی اور الہامِ شوقی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہر ذی روح پر واجب کیا ہے تا کہ عشق کی وجہ سے اُن کو بڑی لذت

حاصل ہو۔“

عشق کے تعلق سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ عشق ایک جذبہ ہے جس سے مغلوب ہوکر عاشق، وصل محبوب کا نعرہ لگاتا ہے اور بے قرار ہوکر خود کو گم کر بیٹھتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے دلی محبت اور سچے عشق کے موضوع پر چند اقتباسات پیش ہیں۔

حضور سرور دو عالم ﷺ کو رب العزت نے وہ بلند شان عطا کی کہ ہر خوبی، کمال کی عطا کی گئی...... آپ ﷺ رب العزت کے محبوب ہیں اِس لیے مومن کو آپؐ سے محبت ہوتی ہے......قرآنِ کریم کے علمی اور آپؐ کے عملی عجائبات کی انتہا نہیں ہے۔

آپؐ کی تکریم و تعظیم ہر مومن پر لازم ہے...... اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ کو تعظیمی القابات سے یاد کیا جائے جیسے یا رسول اللہ، یا نبی اللہ...... اگر ذرا سی بھی بے ادبی ہو تو اعمال ضائع ہونے کا خدشہ ہے...... اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کا درجہ عطا کیا۔ چنانچہ فرمایا:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَا عَ اللہَ ج

(جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ کہہ کر آپؐ کا ذکر اتنا بلند فرمایا کہ کلمہ طیب میں آپؐ کا تذکرہ کیا...... اِسی طرح اذاں و نماز میں بھی آپؐ کا ذکر شامل ہے۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ کے مطابق آپؐ سارے عالموں کے لئے رحمت ہیں۔ اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ط يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًاo

ترجمہ: بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں...... اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اِس کلام کی تشریح کچھ اِس طرح بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود یعنی مقام شفاعت عطا کرنا ہے......ملائکہ کے درود بھیجنے کا مطلب نبی اکرم ﷺ کے مراتب کی بلندی میں زیادتی کی دُعا......اور مومنین کے درود و سلام بھیجنے کا مطلب نبی اکرم ﷺ کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ و تعریف کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے حد و حساب نعمتوں سے نوازا ہے......اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ اُن میں اپنے رسول ﷺ کو بھیجا جو اللہ کا خاص انعام ہے......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتیں اور زیادہ عطا کریں گے...... اِس ارشاد کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا انعام حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری ہے جس کی قدر دانی حق القدور کی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس عمل کے بدلے میں بندہ کو اپنی رضا و محبت عطا فرمائیں گے...... بالفاظ دیگر، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو، ہم، تیرے ہیں
یہ جہاں، چیز ہے کیا، لوح و قلم، تیرے ہیں

(علامہ اقبالؒ)

دراصل عشق الٰہی کے حصول کے لیے عشقِ رسول ﷺ ایک وسیلہ، ذریعہ وزینہ ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص بھی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اُس کو میری محبت اپنے ماں باپ، اولاد، اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہوجائے۔'' (بحوالہ عشقِ رسول ﷺ، مصنفہ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی)

ارکانِ دین اسلام اور محبت و عشق کی جامع تشریحات کے بعد یہ اہم نکتہ قابل غور و فکر ہے کہ ''حضور اقدس ﷺ کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت، جزو ایمان و رکن ایمان ہے اور فعلِ تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم ہے۔''

رَبّ عزوجل سورۃ الفتح میں فرماتا ہے ''اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا O لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُO وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًاO ''اے نبیؐ! بے شک ہم نے بھیجا آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے اور ڈرانے والا......تاکہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح شام اللہ کی تسبیح وتقدیس بیان کرو۔

اِس سلسلہ میں یہاں تین باتیں بہت اہم ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ لوگ اللہ ورسول پر ''ایمان'' لائیں۔

(۲) دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ''تعظیم'' کریں

(۳) سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ''عبادت'' میں رہیں۔

اب اِس ترتیب پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ''ایمان'' کا، اور سب سے آخر ''عبادت'' کا اور ان دونوں کے درمیان ''تعظیم'' رسول ﷺ کا درجہ ہے......اِس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر تعظیم کارآمد نہیں......اور جب تک رسول اللہ ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے، سب بیکار و مَردود ہے......رسول اکرم ﷺ، کی تعظیم مدارِ ایمان، مدارِ نجات اور مدارِ قبول اعمال ہے......ایمان کے ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم اور سچی محبت و سچے عشق کے بعد ''عباداتِ اربعہ'' کا درجہ ہے......حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کو نماز و جان پر مقدم رکھنے کے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے عمل سے ثابت ہیں......امام اہل سنت اعلیٰحضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے بطور تتمّہ کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض، فروع ہیں

اصل الاصول، بندگی، اُس تاجور کی ہے

اِس لیے جب حضورﷺ کا ذکر پاک آئے تو بکمال خشوع وخضوع، انکسار و ادب سے سنے......اور نامِ پاک سنتے ہی درود شریف پڑھے کہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

(بحوالہ ''عقائدالاسلام'' مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اُس ذاتِ کریم جل شانہ کا تعارف جس طرح نبی اکرمﷺ نے کرایا ہے، تاریخ عالم میں اِس کی مثال نہیں ملتی اور سرکار دو عالمﷺ کی تعریف وتوصیف جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اُس طرح مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

قرآن سے میں نے، نعتؐ گوئی سیکھی

یعنی رہے ، احکامِ شریعت ، ملحوظ

حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن زہیرؓ سے لے کر آج تک کتنے خوش بختوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی ہے اور کتنے سعید انسانوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیبﷺ کی بارگاہ میں نعتوں کا ہدیۂ فقیرانہ پیش کیا ہے اُن کا شمار نہیں کیا جاسکتا...... اِس بات سے تو کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ فخرِ رُسل سرورِ کائنات جانِ عالمﷺ کی تعریف وتوصیف ایک عظیم سعادت ہے اور اِس طرح نعت گو شعراء کو جو بلند و بالا مقام نصیب ہوا ہے وہ نبیؐ رحمتﷺ کی نعت گوئی کی وجہ سے ہے۔ بقول حضرتِ احسانؓ۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ

وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

یعنی حضور نبی اکرمﷺ کی مدح سرائی میں قصیدہ نظم کرکے حضورﷺ کی شان اقدس میں تو کچھ اضافہ نہ کرسکا (کیونکہ آپؐ پہلے ہی بڑے رفیع الشان ہیں) البتہ حضورﷺ کی شان اقدس میں کہے گئے کلمات اور قصیدے کو پذیرائی نصیب ہوگئی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بڑے قادر الکلام ادبا و شعراء جب حضور اکرم ﷺ کی مدح میں لب کشائی کرتے ہیں اور پھر جب اپنے کلام اور حضور ﷺ کے بلند مقام کو دیکھتے ہیں تو اُن کو اپنی کم مائیگی کا احساس ہوتا ہے اور اِس کا اعتراف کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ

بعد از خدا بزرگ تُوئی، قِصہ مختصر

حضرتِ غالبؔ اپنی بے بسی کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کاں ذاتِ پاک، مرتبہ دانِ محمدؐ است

اور حضرت سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

بلغ　　العلی　　بکمالہ

کشف　　الدجی　　بجمالہ

حسنت　　جمیع　　خصالہ

صلوا　　علیہ　　وآلہ

(بحوالہ ''قصیدہ بُردہ شریف''۔ حضرت شیخ امام محمد شرف الدین ابوصیریؒ)

اِن تمام حقائق و دلائل کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کی حتی المقدور تعظیم کے ساتھ، تعریف و توصیف کرتے ہوئے، ''نعتؐ کا بنیادی تصور اور اُس کی اہمیت'' کا اندازہ کرنا، اُمید ہے کہ حسب توفیق الٰہی، اِن شاءاللہ نسبتاً آسان ہوگا۔

موضوع کی اہمیت اور اُس کی وسعت کے پیشِ نظر کوشش بس اِس بات کی ہے کہ سمندر سے کچھ پانی کوزہ میں بھرلیا جائے تا کہ نعتِ سرکار دوعالم ﷺ پر خامہ فرسائی کی سعادت، حاصلِ دارین ہوجائے۔

منصبِ رسالت ﷺ کی عظمت وتکریم پر، اپنی اثر انگیز کتاب ''انوار احمدی'' میں شیخ الاسلام، حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ خاں فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ واستاذ سلاطین دکن، رقمطراز ہیں کہ ''نعت گوئی بھی زبان وقلم کا ایک جہاد ہے۔'' اِس قول کی تصدیق میں احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) مشہور صحابی رسول ﷺ، حضرت کعب ابن مالکؓ نے ایک دن حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شعروشاعری کی بُرائی میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ○ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اِس سوال کا مدعا یہ تھا کہ اب ایسی صورت میں شعر کہنا کیونکر روا ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمُوْمِنَ یُجَاہِدُ بِسَیْفِہٖ وَلِسَانِہٖ۔ ایمان والے تلوار سے بھی جہاد کرتے ہیں اور زبان سے بھی۔

اِس کے بعد ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کفار کے مقابلے میں تمہارا شعر پڑھنا تیراندازی کی طرح ہے۔

یعنی اسلام اور پیغمبر اسلام کی مدافعت میں تم جو اشعار کہتے ہو وہ تیر کی طرح کفار کے سینوں کو گھائل کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) مواہب لدنیہ اور اُس کی شرح زرقانی میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ عرب کے مشہور شاعر نابغہ جعدیؓ نے حضور اکرم سید عالم ﷺ کی شان میں چند اشعار پڑھے۔ حضور ﷺ نے خوش ہوکر انہیں یہ دُعا دی۔

لاَ یَفْضُضِ اللہُ فَاکَ اَیْ لاَ یُسْقِطُ اَسْنَانَکَ

ترجمہ: اللہ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے۔ یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے (بیہقی)

اِس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں...... باوجود کہ حضرت نابغہ جعدیؓ کی عمر سو برس کی ہوگئی تھی لیکن اُن کے کُل دانت صحیح وسالم اور اولے کی طرح سفید تھے......راویانِ حدیث نے یہاں تک اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ: اِذَا سَقَطَ لَہٗ بَنَتَ لَہٗ اُخْریٰ۔ جب اُن کا کوئی دانت گر جاتا تو بڑھاپے میں بھی اُس کی جگہ نیا دانت نکل آتا۔(دارقطنی)......یہ سرتاسر حضور اکرم ﷺ کی دُعا کی برکت تھی کہ نعتؐ پڑھنے والے کے منہ کی خوبصورتی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہی۔

سرورِ کائنات ﷺ کی عظمت وتکریم قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اِس سلسلہ میں کچھ منتخب حوالے واقتباسات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

(ا) حضور اکرم ﷺ کے وجود سے سارے عالم کا وجود ہے۔

= حاکم نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ کیا جاتا تو نہ حضرت آدمؑ کو پیدا کیا جاتا اور نہ جنت و دوزخ کو۔

= ابن سبع نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: آپ ﷺ ہی کی وجہ سے میں نے زمین کو بچھایا اور لہراتے ہوئے دریا پیدا کئے اور آسمانوں کو بلند کیا اور عذاب وثواب کے ضابطے مقرر کئے۔ (زرقانی علی المواہب)

= حضرت ابن عساکر نے حضرت سلمان سے روایت کی ہے کہ ایک دن سیدنا جبرئیلؑ حضورِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؐ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک آپ ﷺ سے زیادہ بزرگ ہو اور میں نے دُنیا اور دُنیا والوں کو صرف اِس لئے پیدا کیا کہ اُن پر میں ظاہر کردوں کہ میرے نزدیک آپؐ

کا مرتبہ اور آپؐ کی بزرگی کیا ہے اور اگر آپؐ مقصود نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔(المواہب اللدنیہ)

تبصرہ: آفرینش خلق کا مقصود یہ ہے کہ حضرتﷺ کا مرتبہ اور عظمت ظاہر ہو...... جب خداوندِ قدوس نے صرف اظہار فضیلت کے لئے اِس قدر اہتمام کیا ہو تو ضروری ہے کہ تمام عالم آنحضرتﷺ کی مدح و نعتؐ میں دل و جان سے مصروف ہو۔

اختتامیہ: اِس مقالہ کا مقصد و مطلب ''نعتؐ کا بنیادی تصور اور اُس کی اہمیت'' کو حضور سرور عالمﷺ کی ذات اقدس کی نسبت سے اُجاگر کرنا ہے......عنوان کی مناسبت سے، اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے، یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضور اکرمﷺ کی ذاتِ عالی سے سچی محبت اور حد درجہ عشق و لگن کے پیدا ہونے کی وجہ عہد نبویﷺ میں، دلی خیالات و کیفیات کو تکریم و تعظیم کے ساتھ اظہار کا جامہ پہنانے کے لیے، نعت کی باضابطہ صنفِ سخن کا آغاز ہوا......نعت کی اہمیت حضورﷺ کی ذاتِ گرامی سے وابستہ ہے کہ نعتؐ گوئی و نعتؐ خوانی کی یہ وابستگی حاصلِ دو جہاں ہے۔

دراصل نعتؐ کا بنیادی تصور محبت و عشق کے تابع ہے اور نعتؐ کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔

❧❧

اردو نعتیہ دیوان کا ارتقا

طاہر صدیقی
فیصل آباد، پاکستان

اردو شعری ادب کی تصنیفی صورت میں جمع بندی کے لیے عام طور پر تین اصطلاحات دیوان، مجموعہ ہائے کلام اور کلّیات مستعمل ہیں......روایتی طور پر دیوان الف بائی ردیف کی ترتیب کے سبب غزل، قصیدہ یا رباعی پر مشتمل ہوتا ہے......جب کہ مجموعہ ہائے کلام میں نظم، غزل، رباعی، قصیدہ اور مرثیہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں......کلّیات کی اصطلاح کُل سے مشتق ہے یعنی وہ تمام کلام جو کسی شاعر نے مختلف کتابی صورتوں میں تخلیق کیا ہو اور اُسے ایک ہی جگہ اکٹھا کر کے شائع کیا ہو......کلّیات میں کسی شاعر کی دو یا دو سے زیادہ تصانیف شائع ہوتی ہیں...... یہ تصانیف دیوان اور مجموعہ ہائے کلام پر مشتمل ہو سکتی ہیں۔

دیوان کی اصطلاح کثیر الجہت مفاہیم کی حامل ہے۔فرہنگِ آصفیہ کے مطابق دیوان کے چار مفاہیم ہیں:

۱۔ عدالت، کچہری

۲۔ وزیر، وزیرِ مال، محکمہ مال کا بڑا افسر

۳۔ مقام دربار، مقام اجلاس، لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ، دفتر محاسبہ، بادشاہوں کی نشست گاہ

۴۔ غزلوں کی کتاب''

شعری کتب کے حوالے سے ''اردو لغت'' میں دیوان کے درج ذیل معانی شامل کیے گئے ہیں

’’کتاب، رجسٹر۔دیوان بنانا: کلام کو کتابی شکل دینا، اشعار کو یک جا کرنا، شعری مجموعہ مرتب کرنا۔دیوان کرنا: مجموعہ کلام کو کتابی شکل دینا۔

محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں لکھا ہے: ولی کے بعد سینکڑوں صاحبِ طبع دیوان بنانے پر کمر بستہ ہو گئے۔

میر تقی میرؔ لکھتے ہیں:

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

جدید اردو لغت کے مطابق شعری کتب کے حوالے سے دیوان کے معانی ہیں ’’شاعر کی غزلوں و نظموں کا مجموعہ۔‘‘

فرہنگ لغات قافیہ میں دیوان کا معنی ’’دفترِ شعر‘‘ لکھا ہے۔

فرہنگِ عامرہ کے مطابق دیوان کا مفہوم ہے، ’’ایک شاعر کا مجموعہ۔

فرہنگِ تلفّظ میں دیوان کا مفہوم تحریر ہے ’’مجموعۂ کلام‘‘۔

فرہنگِ فارسی کے مطابق دیوان کا مفہوم ہے ’’غزلیات کا مجموعہ جیسے: دیوانِ حافظ، دیوان شمس تبریزی۔‘‘

اردو تھیسارس میں شعری کتاب کے متعلق اصطلاحات ہیں، ’’انتخاب، مجموعہ، گلدستہ، متفرقات، دیوان‘‘

روایتی طور پر دیوان کی ترتیب الف بائی ردیفی حروف کے مطابق دی جاتی ہے...... ولی دکنی سے لے کر اردو ادب کے کلاسیکی عہد تک کے شعرا نے اِسی انداز کے مطابق اپنے دیوان مرتّب کیے......مقدّمین کے دواوین میں چونکہ فہرست درج نہیں کی جاتی تھی اِس لیے اشعار کی تلاش میں آسانی فراہم کرنے کی خاطر الف بائی ردیف کی ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا تھا......اصنافِ شعری کی ہیئت کے لحاظ سے غزل، قصیدہ اور رباعی کی ساخت میں مسلسل ردیف کا اہتمام ہوتا ہے اِس لیے یہی تینوں اصناف ہی دیوان کے متون میں شامل

کی جاتی ہیں۔

''شعری مجموعے اور دیوان کی ترتیب و پیشکش میں تخلیقی رویّوں کا فرق ہے......اردو دیوان عام شعری مجموعوں سے اِس لحاظ سے مختلف ہوتا ہے کہ اِس میں شامل نگارشات کی ردیفوں کے آخری حروف کو حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا جاتا ہے یعنی 'ا' سے 'ی' تک کے حروف پر ختم ہونے والی نعتیہ ردیفوں کی حامل نعتوں کو ترتیب وار شامل مجموعہ کیا جاتا ہے......اِس ترتیب کی بھی دو شکلیں ہوتی ہیں۔

۱۔ شاعر مختلف اوقات میں جو لکھتا رہتا ہے مجموعے کو مرتب کرتے ہوئے اُن کی ترتیب (ردیف کے آخری حرف کے لحاظ سے) الف بائی کر لیتا ہے، اساتذہ کے دیوان اِسی طور پر مرتب ہوتے تھے......واضح رہے کہ پرانے دواوین میں فہرست نگارشات کی طرح کی کوئی چیز نہیں ہوئی تھی، مطلوبہ نگارشات (غزلوں وغیرہ) کو اُن کی ردیفوں کے آخری حرف کے ذریعے سے تلاش کیا جاتا تھا پھر جب شعری مجموعوں کے آغاز میں فہرستیں دینے کا رواج ہوا تو ردیفوں کے آخری حروف کی الف بائی ترتیب کا لحاظ بھی ختم ہو گیا۔ (اردو غزل کے معاصر منظر نامے میں ناصر کاظمی نے اپنے ایک شعری مجموعے کا نام 'دیوان' رکھا جو غزلوں کی الف بائی ترتیب کے روایتی التزام سے عاری ہے اور جس کی ترتیب عام شعری مجموعوں کی طرح سے ہے)

۲۔ دیوان کی دوسری صورت یہ ہے کہ آغاز کار ہی سے شعری مجموعے کی دیوان کی صورت میں منصوبہ بندی کی جائے اور اہتماماً اور التزاماً مختلف حروف تہجی والے حروف کے حامل الفاظ کی ردیفوں پر کلام لکھا جائے......اِس طرز ترتیب میں آرٹ (Art) کے ساتھ ہنر کاری (Craft) کا جذبہ بھی شامل ہو جاتا ہے یعنی پرانی ادبی اصطلاحات میں 'آمد' میں 'آورد' کا عنصر بھی دَر آتا ہے......آورد بھی وہ جس کے ڈانڈے ریاضت، محنت اور کوشش میں سے جا ملتے ہیں...... یوں دیوان خصوصاً نعت کا (حمد کا

بھی)مرتب کرنا نعتیہ مجموعے سے بڑا اور محنت طلب کام ہے......یہی وجہ ہے کہ معاصرِ نعت میں نعتیہ شعری مجموعے تو سینکڑوں کی صورت میں شائع ہوتے ہیں مگر نعتیہ دیوان کم کم نظر آتے ہیں۔

دیوان کی ترتیب میں کچھ مراحل ایسے ہوتے ہیں جہاں تخلیق کار کے 'جذبِ فن' ہونے کی سطح ہموار نہیں رہتی اور کہیں نہ کہیں اِس کی مساعی کا سرسری پن جھانک پڑتا ہے اور بقول غالبؔ:

؎ غالبؔ نہ بود شیوۂ من قافیہ بندی
ظلم است کہ بر کلک و ورق می کنم امشب

غالب قافیہ بندی میرا شیوہ نہیں، یہ جو میں آج مشقِ سخن کر رہا ہے یہ کاغذ اور قلم پر ظلم کر رہا ہوں یعنی یونہی شعر کہنے کی کوشش کر رہا ہوں، محض قافیے جوڑ رہا ہوں......میرا دل اِس میں شامل نہیں ہو رہا (مفہوم)) دوسرے لوگوں کا تو مجھے پتا نہیں لیکن مجھے سیدنا محمدﷺ (نعتیہ دیوان) اور ربنا لک الحمد (حمدیہ دیوان) کی تخلیق و ترتیب میں متعدد بار ایک ایسی ہی سعی سے گزرنا پڑا جس کے بارے میں مرزا غالبؔ نے مذکورہ بالا شعر کہا ہے۔

دیوان کے مطالعہ میں قاری کی توجہ ایسے مقامات کی طرف بطور خاص رہتی ہے کہ شاعر یہاں سے کیسے گزرا ہے......خصوصاً ہکاری آوازوں والے حروف بھ، تھ، جھ، چھ، ڈھ، ڑھ، کھ، گھ وغیرہ......پنجابی زبان میں ہکاری حروف پھ اور مھ بھی ہیں مثلاً پلھ دریا کی موج اور ڈمھ (پانی کی گہرائی) کا اور اضافہ ہو جاتا ہے......اِس کا تجربہ مجھے اپنا پنجابی نعتیہ دیوان ''سیّدنا احمد صلی اللہ علیہ وسلّم'' مرتب کرتے وقت ہُوا......اِن ہکاری حروف کے علاوہ ڈ، ڑ، ز اور ژ کے حروف بھی تخلیق کو مشکل سے گزارتے ہیں خصوصاً جب نعتیہ دیوان کی ترتیب کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو نعت نگار کو اور بھی محتاط ہونا پڑتا ہے......نعتیہ مصرعوں کے اندر 'ڑ' اور 'ڈ' والے لفظ کہیں آ جائیں تو ذوقِ سلیم پر اتنے گراں نہیں گزرتے جتنے ردیف کے

آخری حرف پر آنے سے نعت کی فضا میں ناملائمتی کا تاثر پیدا کرتے ہیں......ایسے مواقع پر اکثر اوقات ایک سچا اور کھرا شاعر بھی محض ایک شاعر ہو جاتا ہے۔خواجہ آتش نے جو کہا تھا:

؎ بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں

شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

ایسے حروف پر مشتمل الفاظ کو شعر خصوصاً نعتیہ شعر میں کھپاتے ہوئے شاعر مرصع ساز نہیں، کبھی کبھار محض کاریگر (Craftsman) یا شاعر (Poetastera) رہ جاتا ہے یا (inferior versifier) یعنی محض تک بند...... یہ لفظ مناسب نہیں لگتے، چلیے لفظ بند شاعر کہ لیں کہ یہ شاعر کو بھی علم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ سے محض مصرعے کا وزن پورا ہوتا ہے جب کہ مصرعے کی شعری اور تخلیقی اقدار (Poetic and Creative Values) اور اِس کی جمالیات نظر انداز ہو جاتی ہیں۔''

پروفیسر منیر ابنِ رزمی دیوان کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں: ''دیوان کی اصلاح، قدیم ترین روایتِ اساتذہ کے مطابق مجموعہ حروفِ تہجی سے ترتیب دیا جاتا ہے جس میں مروّجہ سالم اور کثیر مزاحف بحروں، مختلف قوافی وردیفین میں طبع آزمائی کو رواج دیا......قادر الکلام اور نادر الکلام کی گلکاری کا عنوان ''دیوان'' رکھا گیا، پھر جونہی شعرا نے اِس مروّجہ قاعدے سے انحراف کیا تو اُن میں بعض نامور شعرا کہلائے مگر اساتذہ کی فہرست سے خارج ہو گئے۔'' غلام حسین شاد کی کتاب ''گُلِ سیمیا'' پر تبصرہ کرتے ہوئے خورشید رضوی لکھتے ہیں:

''اِس بار انہوں نے مجموعے کے نام کے ساتھ قوسین میں لفظ ''دیوان'' بھی لکھوایا ہے...... یہ روایت سے پیوستگی کی علامت ہے......ہمارے کلاسیکی معیار کے مطابق دیوان تبھی ''دیوان'' کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جب اُس کے بہرۂ غزل میں ہر حرف کی ردیف اور ہر غزل میں مطلع و مقطع کا التزام موجود ہو...... اِس نوع کی لزومیات شعر کے جوہر سے تو چنداں علاقہ نہیں رکھتیں تسہم قدرتِ کلام کا پیمانہ ضرور ہیں...... کنارے ٹوٹ جائیں تو دریا

پھیل کر پیوندِ زمین ہو جاتا ہے اور قیود اُٹھا دی جائیں تو امکانات کا ارتکاز بکھر کر رہ جاتا ہے مگر التزام کی خوبی یہ ہے کہ شعر کے تخلیقی وفور کو مجروح نہ کرے اور پہلی نظر میں نظر بھی نہ آئے......غلام احمد ساجد نے مخلوط حروف کو چھوڑ کر 'ژالہ' کی ''ژ'' سمیت ہر حرف کی ردیف اور ہر غزل میں مطلع و مقطع کا اہتمام کیا ہے مگر اِس سلیقے سے کہ اگر اُس کا ذکر نہ کیا جائے تو قاری کو شعریت کی فراوانی میں اِس اہتمام کا احساس تک نہیں ہوتا''۔

ڈاکٹر منظر پھلوری لکھتے ہیں:

''اصطلاح میں ''دیوان'' کسی شاعر کی تخلیقات کے اُس مجموعے کو کہتے ہیں جس میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے ردیف وار کلام شامل کیا جاتا ہے۔

گویا ''دیوان'' غزلیات کے اُس مجموعے کو کہا جاتا ہے جس کو بہ لحاظِ ردیف ''الف'' سے ''یے'' تک سلسلہ وار مرتب کیا جائے۔ دیوان تخلیق کرنے کی یہ روایت اردو زبان و ادب میں عرصۂ دراز تک قائم و دائم رہی......بعد ازاں اِس روایت کو نعت گو شعرا نے بھی اپنا لیا۔ ڈاکٹر صابر سنبھلی کا نعتیہ دیوان ''آرزوئے بخشش''، محمد حسین مشاہد رضوی کا ''لمعاتِ بخشش''، مولانا حسن رضا کا ''ذوقِ نعت'' اور ڈاکٹر ریاض مجید کا ''سیدنا محمدؐ'' دیوانِ نعت کی روایت کی بہترین مثالیں ہیں۔''

اردو شاعری میں دیوان مرتب کرنے کی تاریخ بڑی پرانی ہے......گزشتہ تین صدیوں میں اردو کے مختلف دبستانوں سے تعلق رکھنے والے شاعروں کے دواوین کی ایک مستحکم روایت موجود ہے......انیسویں صدی کے وسط تک دیوان عام طور پر صرف مرتب ہوتے تھے اور غیر مطبوعہ صورت میں ملتے تھے......ایسے دواوین کی اشاعت انیسویں صدی کے پہلے عشرے میں خصوصاً فورٹ ولیم کالج کے زمانے میں شروع ہوئی......اِسی دور میں میر تقی میر کا دیوان پہلی بار شائع ہوا...... یہ دیوان بڑے سائز اور پرانی ٹائپ میں کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، کراچی کی لائبریری میں دیکھا جا سکتا ہے......اِس کے بعد دورِ حاضر تک

سینکڑوں شاعروں کے دیوان اور کلیات شائع ہوئے، خصوصاً سرکاری اداروں کی نگرانی میں چلنے والے اشاعتی اداروں نے کلاسیکی شاعروں کے دواوین کو شائع کیا...... پاکستان میں مجلسِ ترقی ادب، لاہور نے بیسیوں شاعروں کے دواوین شائع کیے...... اِن میں سوز، حاتم، میر، سودا، قائم، جرأت، مصحفی، محِب، صفی، ظہیر، عزیز، وزیر، محبت خان، سلیمان شکوہ، غالب اور شہیدی کے دواوین شامل ہیں۔

عہدِ قدیم میں نعت الگ عنوان کے ساتھ نہیں کہی جاتی تھی بلکہ ایسی غزل جس میں نعتیہ مضامین کہے جاتے تھے نعت کہلاتی تھی...... اِسی لیے آج کے عہد تک نعت گوشعراء کی اکثریت غزل کی ہیئت ہی میں نعت کہتے ہیں...... یوں غزل دواوین کے ساتھ ساتھ نعتیہ دواوین مرتّب کرنے رواج بھی عام ہونے لگا......اردو میں نعتیہ دواوین کا آغاز انیسویں صدی کے وسط میں ہُوا۔ اُس وقت سے آج تک سینکڑوں نعتیہ دیوان شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں ''دیوانِ لطف بریلوی''، ''دیوانِ نعت سروری''، ''دیوانِ شاہ نیاز''، ''دیوانِ شہیدی''، ''دیوانِ دیدارعلی''، ''دیوانِ تمنّا''، ''دیوانِ فقیر''، ''دیوانِ نظم طباطبائی''، ''دیوانِ گرامی''، ''دیوانِ اکبر''، ''دیوانِ کافی مراد آبادی''، ''بدرِ کمال''، ''دیوانِ احمد رضا خاں بریلویؒ''، ''دیوانِ محسن کاکوروی''، ''دیوانِ امیر مینائی''، ''شمائمِ بخشش''، ''نسخہ نعتِ محمدؐ''، ''مرقع نعت''، ''دیوانِ اکبرشاہ''، ''دیوانِ امیر''، ''دیوانِ بیدم''، ''دیوان خاکی'' وغیرہ سے لے کراب تک سینکڑوں نعتیہ دیوان شائع ہو چکے ہیں۔

تقسیمِ ہند کے بعد بھی پاکستان، ہندوستان اور دیگر ممالک میں نعتیہ دواوین کی اشاعت کی روایت جاری رہی...... اردو نعت کے کم وبیش تمام بڑے شاعروں کے نعتیہ دیوان اور کلیات چھپ چکے ہیں جن میں نعیم الدین مراد آبادی، نوری بریلوی، ابرار کرتپوری، راغب مرادآبادی، عارف رضوی، فضل محمد طبیب، حیدرآبادی، محمد خدابخش، محمد ریاض الدین سہروردی، محمد محسن ٹھٹھوی، مقصودعلی شاہ، حافظ مظہرالدین، حفیظ تائب، ریاض

سہروردی، ڈاکٹر ریاض مجید، شیخ ابراہیم آزاد، محمد خدا بخش اظہر، اشفاق احمد غوری، سدا معظم سدا، ڈاکٹر اسحاق مہدی، اطیب اعجاز، سید امجد حسین، عبدالقوی، حافظ عبدالغفار اور پاک و ہند کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے متعدد شعرا کے مجموعہ ہائے کلام شامل ہیں۔ بیسویں صدی تک اردو نعت ارتقائی مراحل طے کر رہی تھی مگر اکیسویں صدی کو نعت کی صدی کہا گیا ہے...... گزشتہ کچھ سالوں میں کسی اور صنفِ شاعری میں اتنی ترقی نظر نہیں آتی جتنی مدحتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کی ہے...... پاکستان کے بڑے شہروں میں کراچی اور لاہور کے ساتھ ساتھ بالخصوص شہرِ نعت فیصل آباد میں اِن عشروں میں سینکڑوں نعتیہ کتب شائع ہوئیں ہیں......جن میں ڈاکٹر ریاض مجید، گستاخ بخاری، میاں منیر احمد منیر، پروفیسر محمد طاہر صدیقی، سرفراز زاہد، ریاض پرواز، مسعود بخاری، عرفان علی عرفان کے نعتیہ دیوان بھی شامل ہیں۔

اِن نعتیہ دواوین میں اردو نعت کا ایک ہمہ جہت اثاثہ موجود ہے جس میں کم و بیش اردو نعت کے تمام معروف اسالیب پائے جاتے ہیں...... اردو نعت کا یہ اثاثہ معیار اور مقدار دونوں حوالوں سے بڑی اہمیت کا حامل ہے......شعر و ادب کے تجزیاتی مطالعات میں اِس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اِن دواوین کا مطالعہ کیا جائے اور مؤثر اردو نعت میں نعتیہ دواوین کی جو ضرورت و اہمیت ہے اُس کا جائزہ لیا جائے......موجودہ سالوں میں اُردو نعت اپنی تشکیلی دور سے نکل کر تکمیل کی طرف جس تیزی سے بڑھی ہے، اُس کے شواہد گزشتہ عشروں میں نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں...... اِن عشروں میں چھپنے والے نعتیہ مجموعوں کی تعداد ہزاروں میں ہے...... اِس کے ساتھ ساتھ مختلف شہروں سے نعت کے جداگانہ دیوان بھی شائع ہوئے ہیں......دواوین کی اِس روایت کے تسلسل نے نہ صرف اردو نعت بلکہ اردو شاعری میں بھی بڑے دل پذیر اضافے کیے ہیں......ضرورت اِس امر کی ہے کہ نعت کا وہ سرمایہ جو دواوین کی صورت میں محفوظ ہے اُس کا فکری و فنّی جائزہ لے کر بحیثیت مجموعی اُس

اثاثے کی قدر و قیمت کا تعیّن کیا جائے...... اردو میں نعتیہ دواوین کی روایت کے تجزیاتی مطالعے سے نہ صرف اردو تنقید اور تحقیق کے کئی نئے دَر وا ہوں گے بلکہ تخلیقی رجحانات میں بھی اضافہ ہوگا...... واضح رہے کہ یہ دیوان اپنے اندر تخلیقی تنوع رکھتے ہیں...... اکثر دیوان غزل کی ہئیت میں مرتب ہوئے ہیں اور اِن میں اردو شاعری کے کم و بیش تمام اسالیب اور دبستانوں کے اوصافِ شعری موجود ہیں جن کے سبب اردو نعت بہت ثروت مند ہوگئی ہے۔

نعتیہ دیوان مرتّب کرنے کی روایت نعت کہنے کے لیے نئی زمینوں میں شاعر کی تخلیق کو تحریک دیتی ہے...... شاعر جب حروفِ تہجی الف سے ی تک کے حروف پر ختم ہونے والی ردیفوں کو تلاش کرتا ہے تو شعر گوئی کے لیے نئی نئی زمینیں اُسے سجھائی دیتی ہیں...... نئی زمینوں کی تخلیق نئے تقدیسی مضامین کی تلاش کا سبب بنتی ہے...... یوں نئی نئی نعتیں منظرِ عام پر آتی جاتی ہیں اور نعت کے میدان میں ترقی رونما ہوتی جاتی ہے...... قدیم اور جدید دیوان نگاری میں حروفِ تہجی کے لحاظ سے ایک واضح فرق دیکھنے کو ملا ہے...... قدیم شعرا ہائے ملفوظ اور ہائے مخلوط کو ایک ہی تصوّر کرتے تھے جب کی عہدِ حاضر میں ہائے مخلوط کو مکمل حروفِ تہجی تصور کرلیا گیا...... انہیں ہندی حروف بھی کہا جاتا ہے...... اِن کی تعداد پندرہ ہے...... عہدِ حاضر کے نعت گو شعرا نے اِن تمام حروف پر ختم ہونے والی ساری ردیفوں پر نعت کہنے کی کوشش کی ہے...... ایسے شعرا میں مقصود علی شاہ، میاں منیر احمد منیر، زاہد سرفراز زاہد اور راقم کا نام بھی شامل ہے...... ۲۰۱۲ میں شائع ہونے والے نعتیہ دیوان ''حرف حرف نعت'' سے ہائے مخلوط کی ردیفوں میں چند اشعار درج ذیل ہیں:

ذکرِ سرکارؐ لب پہ لاتی جیبھ
اپنی قسمت کو ہے جگاتی جیبھ

نعت کہتا ہوں انبساط کے ساتھ
دل کی تسکیں ہے اس نشاط کے ساتھ

قاصدِ شہؐ کے انتظار میں بیٹھ
اُن کے الطاف کے حصار میں بیٹھ

اللہ کی جناب میں مقبول ہے ثنا
مدحِ رسولِؐ پاک کو حمدِ خدا سمجھ

کس کا ہنر قبول ہے اُس بارگاہ میں
اچھی ہے کس کی شاعری اُن کے گدا سے پوچھ

اُن کے دربار میں جو لے جائے
طاہؔر اُس راہ کا ارادہ باندھ

نعت کی بیل اب چڑھی ہے منڈھ
میرے افکار کی ہوئی ہے منڈھ

اے دل شہِؐ کونین کی طاعت کی ردا اوڑھ
خلّاقِ دو عالم کی عنایت کی ردا اوڑھ

آغاز ہی میں معجزے حمدِ خدا کے دیکھ
جلوے نبیؐ کی نعت میں بھی کبریا کے دیکھ

معتکف ہو کے اُن کی مسجد میں
روضۂ مصطفیٰؐ کی خوشبو سونگھ

پرے ہو کاش ذرا اُن کے پہرے دار کا منھ
تو مس مواجہ سے ہو مجھ سے بے قرار کا منھ

اِس دیوان میں ہائے مخلوط کے گیارہ حروف کی ردیفوں کو موزوں کیا گیا ہے جب کہ پھ، رھ، لھ، مھ ردیف وار الفاظ کی عدم دستیابی کی بنا پر اِنھیں موزوں نہیں کی جا سکا لیکن ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پنجابی نعتیہ دیوان ''سیدنا محمدؐ'' میں اِن حروف کو بھی موزوں کیا ہے:

چڑھی اوندی اے کنجِ الم دی پلھ
چاہویں جے توںؐ، مڑے ایہہ غم دی پلھ

میری ہجراں سڑی روح تے ورھ
آ مدینے دیے بدلیے! ورھ

وحی باہجھوں نہ حضرتؐ کھولدے بلھ
نہ اپنے کولوں کجھ اوہ بول دے بلھ

کنج ریاضؔ اکیلے کوئی
اکھیں جھاکدے منظر دا ڈمھ

اِسی طرح فارسی حرف ''ژ'' کو قدیم شعرا کی اکثریت نے ردیفی حرف کے طور پر

موزوں نہیں کیا لیکن راقم سمیت ڈاکٹر ریاض مجید، میاں منیر احمد، مقصود علی شاہ اور زاہد سرفراز زاہدؔ نے اپنے اپنے دیوان میں اس حرف کو بھی موزوں کیا ہے:

لفظ دے پائیں نہ گر مدحت کا باژ
میری ساری کوششیں بے کار، ژاژ

ہم ہوئے ہر غم سے بچنے کے لیے
طاہرؔ ان کے شہر میں کیموفلاژ

بے وقعت و بے مایہ، بے رتبہ و بے پایہ، آیا ہے ریاض، اِس کے
الفاظ ہیں ژولیدہ، مفہوم ہے پیچیدہ، اظہار و بیاں کژمژ

چاہیے اخلاص ہر اِک فعل میں اپنے منیرؔ
ورنہ محنت رائیگاں ہے، ورنہ ہے ہر کار ژاژ

کوئی تدبیر مدینے کے سفر کی مقصودؔ
ورنہ ہٹ منظرِ احساس بہ جاں ہے کژمژ

نکھری نبیؐ کے عشق میں ٹھہری تبھی عظیم
زاہدؔ تمھاری زندگی ساری کی ساری ژاژ

زاہد سرفراز زاہدؔ نے اپنے نعتیہ دیوان ''کشفِ نعت'' میں حروفِ تہجی کے لحاظ سے ردیف وار نعتوں کا اہتمام کرتے ہوئے انہیں اسمائے نبیؐ کے عناوین بھی دیے ہیں اور ہر نعت کی عروضی تخریج بھی کی ہے۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ دیوان مرتّب کرنے کی روایت کو رواج دیا جائے تا کہ فکری اور فنی لحاظ سے نعت کو مزید فروغ ملے۔

مصادر و مراجع

- اسحاق مہدی، ڈاکٹر: ''دیوانِ مہدی'' جوہر پبلی کیشنز، لاہور ۲۲۹۱،ء
- اطیب اعجاز: ''دھڑکن دھڑکن صلِّ علیٰ'' اطیب کمپیوٹر گرافکس، حیدرآباد، ۳۱۰۲ء
- امجد، سید امجد حسین: ''نذرِ امجد'' عباد پریس حیدرآباد، دکن، س ن
- امیر مینائی: ''محامدِ خاتم النبیین''، نمل کشور، لکھنو؟، ۶۸۸۱ء
- بیدم وارثی: ''دیوانِ بیدم'' امین برادرز، کراچی، س ن
- پرواز، ریاض احمد: ''ثنا نامہ'' نعت اکادمی، فیصل آباد
- خاکی، خراسانی: ''دیوان خاکی'' مظفری پریس، بمبئی، ۳۳۹۱ء
- خورشید رضوی: مشمولہ گلِ سیمیا، غلام حسین ساجد، ۵۰۰۲ء
- ریاض مجید: ''سیدنا محمد ﷺ'' نعت اکادمی، فیصل آباد، ۸۹۹۱ء
- ریاض مجید: ''سیدنا محمد ﷺ'' نعت اکادمی، فیصل آباد، ۵۰۰۲ء
- ریاض مجید: مشمولہ ''حرف حرف نعت'' طاہر صدیقی، پروفیسر، نعت اکادمی، فیصل آباد، یکم دسمبر ۱۲۰۲ء
- زاہد سرفراز زاہدؔ: ''کشفِ نعت''، سلیم نواز پرنٹنگ پریس، فیصل آباد، ۵ جنوری ۲۲۰۲ء
- طاہر صدیقی، پروفیسر: ''حرف حرف نعت'' نعت اکادمی، فیصل آباد، یکم دسمبر ۱۲۰۲ء
- طاہر صدیقی، پروفیسر: ''عطیہ نعت'' نعت اکادمی، فیصل آباد ۲۲۰۲ء
- طاہر صدیقی، پروفیسر: ''نعتِ سعید'' نعت اکادمی، فیصل آباد ۲۲۰۲ء

- طاہرصدیقی، پروفیسر: ''عودِنعت''نعت اکادمی،فیصل آباد۲۲۰۲ء
- طاہرصدیقی، پروفیسر: ''بیاضِ نعت''نعت اکادمی،فیصل آباد۲۲۰۲ء
- طاہرصدیقی، پروفیسر: ''ریاضِ نعت''نعت اکادمی،فیصل آباد۲۲۰۲ء
- طاہرصدیقی، پروفیسر: ''الواحِ نعت''نعت اکادمی،فیصل آباد۲۲۰۲ء
- عبدالقوی،سید: ''دیوانِ وحیدنعتیہ''محمداحسان الحق پرنٹر،۱۹۵۵ء
- غلام سرور،مفتی،لاہوری: ''دیوان سروری''مطبع وکٹوریہ،لاہور،۱۸۷۲ء
- لطف بریلوی: ''دیوان لطف وسراپائے سرورانبیا''منشی نول کشور،لکھنو؟،۱۸۸۹ء
- محسن کاکوروی: ''کلیاتِ نعت مولوی محمدمحسن''نامی پریس،کانپور،۱۹۰۵ء
- معظم سدامعظم: ''سجودِقلم''نعت آشنا،ملتان،۲۰۲۲ء
- مقصودعلی شاہ،احرامِ ثنا،نعت آشنا پبلی کیشنز،۲۰۲۱ء
- منظرپھلوری: مشمولہ''حرف حرف نعت''طاہرصدیقی، پروفیسر،نعت اکادمی،فیصل آباد، یکم دسمبر۲۰۲۱ء
- منیرابنِ رزمی، پروفیسر،مشمولہ دیوانِ مظہر،۲۰۲۲ء
- منیراحمدمنیر،میاں، جمالِ نعت،نعت اکادمی،فیصل آباد،۲۰۲۳ء

ثانوی مآخذ:

- ایضاً، "نعتیہ ادب میں تنقیدومشکلات تنقید"، مدحت پبلیشرز کراچی۱۹۹۹ء
- اشفاق،سیدرفع الدین، پروفیسرڈاکٹر،"اردو میں نعتیہ شاعری"،اردواکیڈمی سندھ،کراچی۱۹۷۶ء
- اعوان،ارشادشاکر،"عہدِرسالت میں نعت"مجلس ترقی ادب،لاہور۱۹۹۳ء

- راغب مرادآبادی، "مدحت خیرالبشر"،سفینہ اکیڈمی، کراچی، ۹۷۹۱ء
- راغب مرادآبادی، "بدرالدجی"،سفینہ اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۱ء
- راغب مرادآبادی، "جادہ رحمت"،جشن راغب کمیٹی، کراچی، ۳۹۹۱ء
- راغب مرادآبادی، "الاسماءالنبی"، راغب مرادآبادی اکیڈمی، کراچی، ۳۰۰۲ء
- ریاض مجید، ڈاکٹر، "اردو میں نعت گوئی"، اقبال اکادمی، لاہور ۰۹۹۱ء
- ریاض مجید، ڈاکٹر، "کلیّات نعت"،نعت کادمی، فیصل آباد، ۰۲۰۲ء
- عاصی کرنالی، پروفیسر ڈاکٹر، "اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایات کا اثر"، اقلیمِ نعت، کراچی، ۱۰۰۲ء
- محمود، راجا رشید، "پاکستان میں نعت"، ایجوکیشنل ٹریڈرز، لاہور، ۴۹۹۱ء
- نعیم صدیقی، مولانا، "محسن انسانیت"، الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور، ۰۶۹۱ء
- محمد حسین آزاد، آبِ حیات، ۰۸۸۱

ꕥꕥ

حقیقتِ محمدیہ اور روایتِ نعت

پروفیسر انعام الحق
شکاگو ، امریکہ

صحیح ترمذی میں ذکر ہے کہ ایک بار چند صحابہ مسجدِ نبویؐ میں محوِ گفتگو تھے......وہ انبیاء سابقہ کی مختلف شانوں کا ذکر کر رہے تھے......ایک نے کہا کسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چُنا ، دوسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رُوح اللہ ہونے کا ذکر کیا......کسی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اللہ کے دوست ہونے کا تذکرہ کیا......اچانک آپ ﷺ حجرۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سن لی ہے جو تم نے کہا وہ سب صحیح ہے لیکن یاد رکھو کہ اللہ کا محبوب میں ہوں اور میں یہ بات محض بطورِ فخر نہیں کہہ رہا۔

حضور ﷺ کی شانِ محبوبیت آپ ﷺ کی وہ صفت ہے جو کائنات کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے......ہم احادیث میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح سورج ، چاند ، ستارے ، درخت ، پانی اور انواع واقسام کے جانور آپ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں......مدینہ میں انصار کی ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور ملتمس ہوئی کہ آپ ﷺ اُس کے پاگل اونٹ کا علاج فرما دیں......آپ ﷺ اُس کی تشفی کے لیے اُس کے ساتھ چل پڑے......چند صحابہؓ بھی ساتھ تھے......جب آپ ﷺ بڑھیا کے گھر داخل ہونے لگے تو بڑھیا نے کہا یارسول اللہ ﷺ بہت احتیاط کیونکہ یہ اونٹ ہر شخص پر حملہ آور ہوتا ہے......آپ ﷺ نے فرمایا وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا......جب آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو اونٹ گردن جھکائے آپ ﷺ کے پاس آیا اور اِسی طرح لیٹ گیا جیسے سجدہ ریز

ہو......آپ ﷺ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بڑھیا سے کہا جاؤ اب یہ ٹھیک ہے اور کسی پہ حملہ نہیں کرے گا......سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو آپ ﷺ سے پوچھنے لگے ''یارسول اللہ! یہ اونٹ آپ ﷺ کو پہچانتا ہے......کہ ہر شخص پر حملہ آور ہوتا ہے مگر آپ ﷺ کو دیکھتے ہی باادب ہو گیا......''اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکرؓ! اِس کائنات میں کچھ بدبخت انسانوں اور جنوں کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جسے میری رسالت کا ادراک نہ ہو۔''

یہی محبت اور معرفت جو اِس کائنات کے رگ و پے میں سرایت ہے، ایمان کا سب سے بڑا منبع اور ماخذ ہے۔

''دلائل الخیرات''میں امام جزومی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ! ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مومن سکون اور اطمینانِ قلب کی نعمت سے سرشار ہیں ......جبکہ بعض دوسرے مومن اِس نعمت سے محروم ہیں......'' آپ ﷺ نے فرمایا! ''اِس کی وجہ یہ ہے کہ مطمئن اور پرسکون مومن حلاوتِ ایمان حاصل کر چکا ہے''جس پہ اُس صحابی نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ ﷺ یہ حلاوتِ ایمان کیسے نصیب ہوتی ہے''......آپ ﷺ نے فرمایا ''جب اللہ کی محبت دل میں راسخ ہو جائے ''صحابی نے پھر سوال کیا کہ ''یہ مقام کیسے حاصل ہوتا ہے''......آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس وقت جب دل میں رسول ﷺ کی محبت جاگزیں ہو جائے......اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی اِن دو محبتوں میں پوشیدہ ہے۔''

اِس بات سے اختلاف نہیں کہ شرعی اسلام کے مختلف لوازمات ہیں لیکن ایمان کے باطنی پہلو کی اصل یہی محبت ہے......صحابہ کرامؓ نے ذاتِ محمدیؐ سے ٹوٹ کر محبت کی اور اِس کے بعد اُمت کے تمام اولیاء و علماء کو یہ محبت وافر مقدار میں نصیب ہوئی......اِسی محبت کا انشائی اور لسانی اظہار نعت ہے جو ادب کی ایسی صنف ہے جو ہر مسلم زبان میں بکثرت پائی جاتی ہے......یہ ایک ایسی نادر الوجود صنف ہے جس کی مثال ہمیں کسی اور مذہبی اور دینی

روایت میں نہیں ملتی......عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام اتنا بلند کیا کہ اُنہیں درجۂ الوہیت پر فائز کر دیا لیکن مدحِ عیسیٰ علیہ السلام میں ایک نعت نہیں لکھ سکے......اہلِ یہود نے حضرت موسیٰ کو سب سے عظیم پیغمبر مانا کہ خدا نے صرف اُن سے بالمشافہ کلام کیا ہے اور حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اور حضورﷺ کی نبوت کے منکر ہوئے......مگر یہودی ادبی سرمایہ مدحتِ موسیٰ علیہ السلام میں ایک نعت پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اِس کے بالکل برعکس اسلام میں شعری روایت کا آغاز نعت سے ہوا......عہدِ رسالت میں کم از کم چودہ (۱۴) صحابہ کی نعتیں اب تک محفوظ ہیں ......جن میں حضرت حسّان بن ثابتؓ کا نام سب سے نمایاں ہے......سب سے پہلی نعت بردہ (وہ کلام جس پر خوش ہو کر حضورﷺ نے شاعر کو اپنی چادر یا جبہ عطا فرمایا) بھی عہدِ رسالت کی ہے۔......جب زھیر بن کعب نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو بارگاہِ رسالت کے لیے ایک قصیدہ لکھ کر لائے ''قصیدہ بانت سعادُ''۔ یہ قصیدہ آپ نے بارگاہِ رسالت میں پڑھا......جب آپ اِس شعر پر پہنچے:

اِنَّ الرسول لنور یُستضاء بہٖ
محمدؐ من یُسوفِ اللہ مَسلول

''یہ رسول بے شک وہ نور ہے جس سے کائنات جگمگاتی ہے'' تو آپﷺ وجد میں آ گئے۔ آپﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا جبہ مبارک اُتار کر زھیر بن کعب پر ڈال دیا......یہ جبہ حضرت زھیر بن کعب کو بہت محبوب تھا مگر بعد ازاں امیر معاویہؓ نے آپﷺ کو خطیر رقم دے کر حاصل کر لیا اور اُسے بطور فخر پہننا شروع کیا......یہی جبہ اموی، عباسی اور بعد میں عثمانی خلفاء خلافت کے منصب پر فائز ہوتے ہی بطور اعزاز پہنتے......یہی جبہ ہے جو آج کل ترکی کے ٹوپہ کاپی میوزیم میں محفوظ ہے اور ہر رمضان شبِ قدر میں اِس کی نمائش کی جاتی ہے۔

تیرہویں صدی عیسوی میں امام شرف الدین بوصیریؒ نے بھی مدحِ رسالتؐ میں ایک فقیدالمثال قصیدہ تحریر کیا جسے آپ نے حالت منامیں بارگاہِ رسالت میں پیش کیا...... آپ ﷺ نے عالمِ برزخ سے اپنی چادر آپ کو اُوڑھا دی جو آنکھ کھلنے پر بھی آپ کے جسم پر موجود تھی اور اُس کی برکت سے آپ کے فالج زدہ جسم کو شفا عطا ہوئی...... امام بوصیریؒ کے بردہ کو جو قبولیت حاصل ہوئی اُس کی مثال نہیں ملتی...... یہ قصیدہ اُمتِ مسلمہ کے دور دراز علاقوں تک پہنچا اور اِس کا باقاعدہ ورد مقبول ہوا۔

مجھے سفرِ بلقان، البانیہ، کوسوو، بوسنیا میں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اسلام کو لوگوں کی زندگی سے نکال دینے کی سو سالہ کمیونسٹ کاوشوں کے باوجود قصیدہ بردہ زندہ ہے اور کئی روحانی محافل میں اِسے بطور ذکر پڑھا جاتا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا ''جسے آسمانوں میں قبولیت مل جائے اُس کا ذکر زمین سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔

روایت بردہ کی آخری نظم مصر کے ملک الشعراء احمد شوقی کا قصیدہ نہج البردہ ہے جسے اُمِ کلثوم نے اپنی خوب صورت آواز میں گایا بھی ہے...... احمد شوقی کہتے ہیں ''یومِ قیامت جب نیک لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے میں بارگاہِ رسالتؐ میں ندامت کے آنسو لے کر آؤں گا (کہ یہی میرا سرمایۂ نجات ہیں) میں نے اُس رسول کے دروازے کو تھام لیا ہے جو تمام انبیاء کا سردار ہے۔''

روایتِ نعت اُمت کی حضور سے روحانی وابستگی کا اظہار ہی نہیں بلکہ ذاتِ محمدیہ کی اِن جہتوں کا اظہار بھی ہے جو نثر میں ممکن نہ تھا۔

مثلاً ''حقیقتِ محمدیہ'' کے اسرار و رموز...... حقیقتِ محمدیہ حضور کی ذات کے اُن پہلوؤں سے بحث کرتی ہے جو زمان و مکان کی تحدید سے ماوراء ہیں...... نبی ﷺ کی ذات بشر ہے اور اُس حیثیت سے آپ ﷺ کا ایک تاریخی بشری وجود ہے...... آپ ﷺ اِس کائنات میں ۵۷۰ء میں تشریف لائے اور ۶۳۲ء میں وصال فرمایا...... مگر آپؐ کی روحانی حقیقت

اِس بشریت سے بہت ماوراء ہے۔

قرآن نے آپ ﷺ کی ذات کا تعارف اِس طرح کرایا کہ آپ ﷺ کی ذات وجود کے تمام دائروں کے لیے رحمت ہے......صفت رحمت پر حصر کیا گیا...... اِلاَّ رحمۃ اللعالمین یعنی آپ ﷺ صرف اور صرف رحمت ہیں......رحمت ذاتِ الٰہی کی وہ صفت ہے جو اشیا کو عدم سے وجود میں لاتی ہے (فیض الالٰھی علیٰ اللممکنات، ابنِ عربی) چونکہ رحمت کائنات میں حضور ﷺ کے وسیلے سے کارفرما ہے اِس لیے یہ ضروری ہے کہ حضور ﷺ خلق کا اوّل بھی ہوں اور آخر بھی۔

صحیح بخاری اور مسلم میں گیارہ مقامات پر ایک حدیث آئی ہے جس میں ایک صحابی نبی صلعم سے سوال کرتے ہیں......کہ تخلیقِ آدم کے وقت آپ ﷺ کہاں تھے......

یا یہ کہ آپ ﷺ کو نبوت کب عطا کی گئی...... اِن سوالات کے جواب میں آپ ﷺ نے کبھی واقعہ حرا کا ذکر نہیں کیا جہاں جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ پر وحی نازل فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نبوت اُس وقت عطا کی گئی جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے،......یعنی تخلیقِ آدم سے بہت پہلے......گویا نورانیت محمدیہ پہلے ہے اور تخلیقِ آدم بعد میں......حدیثِ جابر میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا (اِنَّ اَوَّلَ شَیٔ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی)

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اُسی نقش سے لے کر کچھ روشنی بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا
وہ چراغِ محبت جو روزِ ازل خلوتِ لامکاں میں جلایا گیا
نور سے اُس کے آخر جہاں تا جہاں ذرے ذرے کا دل جگمگایا گیا
وہ محمد بھی، احمد بھی، محمود بھی، حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محمود بھی ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا

ابن الغارض ۷ ویں صدی کے عظیم صوفی شاعر اپنے معرکۃ الآرا قصیدہ تائیہ میں زبانِ رسالت سے اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اگر چہ میں بظاہر آدم کا بیٹا ہوں لیکن آدم میں پوشیدہ ایک حقیقت ایسی ہے جو انہیں بتاتی ہے کہ دراصل میں آدم کا والد ہوں...... ہر زندہ حقیقت کا راز میری زندگی میں پوشیدہ ہے۔''

وانی وان کُنتُ ابن آدم صورۃً
فلی فیہ معنی مشاہدٌ بابوّتی
ولاحیی الاعن حَیاتی حیاتہ
وَطُوعُ مُرادی کُلِّ نفسٍ مُریدتی

علامہ اقبال اس حقیقت کو اِس طرح بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ دانائے سبل ، ختم الرسل ، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا ، فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل ، وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں ، وہی یٰسیں ، وہی طٰہٰ

حقیقتِ محمد یہ کا ایک اضافی پہلو یہ ہے کہ چونکہ رحمتِ خداوندی کائنات میں آپ کے توسّل سے کارفرما ہے اِس لیے حضور ﷺ کا علم اور تصرف پوری کائنات پر محیط ہے۔

وُقُلْ اَعمَلُوْا فَیَسْرَی اللّٰہُ عَمَلُکُمْ وَرَسُوْلُہ (اور نیک عمل کرو کہ تمہارے عمل کو اللہ دیکھتا ہے اور اُس کا رسول بھی۔۔۔)۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آسمان وزمین کے خزانے خدا کے تصرّف میں ہیں وَلِلّٰہِ خَزَائِنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِن خزانوں کی کنجیاں میرے پاس ہیں......(اگر حضور دروازہ نہ کھولیں تو انسان محجوب رہتا ہے) بے شک ہر چیز کا مالک اللہ ہے مگر اُس کو تقسیم کرنے والا میں ہوں۔

(اِنَّمَا اَنَاقاسِمُ وَاللّٰہُ یُعطِی) جس طرح حضور کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور حضور کی معصیت خدا کی معصیت ہے اِسی طرح حضور کی عطا خدا کی عطا ہے۔(اَغْنَاھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہ، مِنْ فَضْلِہٖ اللہ اور اس کا رسول اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دیتے ہیں۔قرآن)

امام بوصیری کہتے ہیں:

وَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا ضَرَّتُھَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلمُ الّوحِ وَالْقَلَم

اے رسولؐ! آپؐ کا دستِ سخاوت چاہے تو یہ دنیا عطا کر دے یا چاہے تو اگلی دنیا عطا کر دے۔اور آپ کا علم لوح اور قلم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر

اِس میں شک نہیں کہ اسلام میں اعمالِ صالح کی بہت اہمیت ہے......قرآن نے جا بجا اہلِ ایمان کو اِس کی ترغیب دی ہے مگر اہلِ تصوّف اور اہلِ ولایت جو اخروی حقائق سے آشنا ہیں...... اِس حقیقت پر فوکس کرتے ہیں کہ اعمال محض پہلا زینہ ہیں......نجات کی اصلی اور حقیقی بنیاد صرف اور صرف حضور کی شفاعت ہے جسم کے لیے ضروری ہے کہ نیک اعمال سرانجام دے مگر اِس سے زیادہ ضروری روح کے لیے نسبتِ محمدی ہے۔

مولانا عبدالستار خانؒ جو صدرِ شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ ریٹائر ہوئے اور شکاگو میں مقیم ہوئے اور اِس شہر کے اولیا میں سے تھے، اِس واقعہ کے راوی ہیں کہ جامع مسجد دہلی میں ایک عالم مولانا فضل الرحمان اپنے شاگردوں کے ساتھ مصروفِ درس تھے کہ اچانک مراقبے میں چلے گئے...... جب حالتِ وجد سے باہر آئے تو اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ آگرہ میں غالب کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کیے گئے ہیں......

شاگردِ غالب کے اِس مقام پر بہت حیران ہوئے……آپ نے کہا، غالب کو یہ مقام صرف ایک شعر سے نصیب ہوا:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

حضور نے فرمایا: شَفَاعت یلاھل الکبائرمن امّتی، میری شفاعت میرے اُمت کے بڑے بڑے گناہگاروں کو بچالے گی۔

شکاگو کے حسّان، جناب حامد امروہویؒ کہتے ہیں:

پھر جانبِ طیبہ میرا ہو گا نہ سفر کیا
پھر کام نہ آئے گا مرا دیدۂ تر کیا
وہ شافع محشر ہیں تو پھر حشر کا ڈر کیا
سرکار نہ رکھیں گے غلاموں پر نظر کیا

افتخار عارف کہتے ہیں:

دل و نگاہ کی دنیا نئی نئی ہوئی ہے
درود پڑھتے ہی یہ کیسی روشنی ہوئی ہے
یہ سر اُٹھا کے جو میں جا رہا ہوں جانبِ خلد
مرے لیے' مرے آقا نے بات کی ہوئی ہے

محض شاعری نہیں بلکہ ایک دریائے نور ہے جو ازل سے ابد تک رواں دواں ہے اور اِس کا سرچشمہ وہ سراجِ منیر ہے جو خاکِ مدینہ میں پوشیدہ ہے مگر اُفق روح پر ہمیشہ جگمگا رہا ہے۔

مَولائی صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبداً
عَلیٰ حَبِیبِکَ خَیرِالْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

ﷺ

دبستانِ سرگودھا کا گلِ سرسبد

ڈاکٹر شاکر کنڈان

سرگودھا (پاکستان)

کوئی بھی بستی بسنے کے بعد صرف بستی نہیں رہتی بلکہ اپنی حدود میں ایک علاقہ کہلاتی ہے ایسے ہی پاکستان کا شہر سرگودھا ۱۹۰۳ء میں آباد ہونے کے بعد بستی تو رہا لیکن اپنی حدود میں ایک علاقہ بن گیا اور جب اِسے ضلعی ہیڈ کوارٹر اور پھر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کا درجہ ملا تو اِس کی حدود میں بھی اِسی انتظامی نسبت سے اضافہ ہو گیا......سو اِس علاقے کی نعتیہ روایت کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم تاریخ کے مطابق سرگودھا کے شہر بھیرہ میں ۱۵۵۳ء میں پیدا ہونے والی شخصیت شاہ ابوالمعالی غربتیؒ پہلے شاعر قرار پاتے ہیں جو تصوف کے ساتھ ساتھ شاعری سے بھی شغف فرماتے تھے۔آپ کا فارسی زبان میں نعتیہ کلام موجود ہے اور درجِ ذیل معروف شعر جو آپ کے نام سے بھی منسوب کیا جاتا ہے آج بھی زبانِ زدِ خاص و عام ہے۔[۱]

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب ہنوز نامِ گفتن کمال بے ادبیست

میں اِس سلسلے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ شعر واقعی شاہ ابوالمعالی کا ہے کیوں کہ میں نے یہ شعر مختلف مقامات پر اِسے دو شعراء سے منسوب پڑھا ہے......بہر حال نعت گوئی کا یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا......ویسے بھی اللہ رب العزّت نے آپ ﷺ کے ذکر کی رفعت کا وعدہ کر رکھا ہے......آج جب نعتیہ میدان میں سرگودھا کے مقام کو میں دیکھتا ہوں تو بہت سے شعراء اپنا اپنا فرض ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن ایک جوان ڈاکٹر مشرف حسین انجم مجھے اِس درجے پر دکھائی دیتا ہے جسے راقم نے عنوان میں گلِ سرسبد کا نام دیا ہے۔

مشرف حسین انجم [۲] سرگودھا شہر کا وہ باسی ہے جو کسی صلہ و ستائش کی پرواہ کیے بغیر اپنی زندگی کا ہر لمحہ ذکرِ رسول ﷺ کے لئے وقف کر چکا ہے...... اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اُس کے خیالوں میں ایک ہی نام اور لبوں پر ایک ہی ذکر ہوتا ہے...... یہ اُس کی ذات پر اللہ ربّ العالمین سبحانہٗ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور محبوبِ ربُّ العالمین کی خاص نظرِ عنایت ہے...... میرے اِس دعوے کا ثبوت حمد یہ و نعتیہ شاعری کے حوالے سے تینتیس (۳۳) مطبوعہ اور تین (۳) غیر مطبوعہ مجموعے ہیں...... اِن چھتیس (۳۶) مجموعوں میں اُنہوں نے فکری اور فنی دونوں طرح کے تجربات سے استفادہ کیا ہے...... آپ کی شعر گوئی کی ابتدا عمومی شعری ماحول اور روایت کے مطابق غزل سے ہوئی...... پہلا شعری مجموعہ ''بکھری ہے تری خوشبو'' غزلوں پر مشتمل تھا...... لیکن اِس مجموعے میں قاری نے معنوی اسلوب سے ہٹ کر متصوفانہ اسلوب کو محسوس کیا...... جس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ اگر مشرف حسین انجم نے شعر گوئی کو جاری رکھا تو اُس کے باطن کا صوفی نکھر کر سامنے آ جائے گا لیکن وقت نے دیکھا کہ وہ صوفی عاشقِ رسول ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا...... اِس شعری پراگے کے درج ذیل دو اشعار سے مشرف حسین انجم کے ابتدائی دور کی اپچ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

یہ دنیا تو پیارے فقط افکار کا گھر ہے   دراصل یہ انسان کے معیار کا گھر ہے

یہ دنیا تو پیارے فقط افکار کا گھر ہے:

تو خلعتِ شاہی میں بہت خوش سہی لیکن   نفرت سے نہ تو دیکھ فقیروں کی ردا کو

غزلوں کے اِس مجموعے کے بعد شاید آپ کے ذہن میں کبھی غزل کہنے کا خیال ہی نہیں آیا اور آپ کے قلم نے ہمیشہ نعت اور حمد سے ہی اوراق کو زینت بخشی...... حمد کے تین مجموعے شائع ہوئے، ''تیری شان جلّ جلالہٗ'' (۱۹۹۹ء) ابتدائی دور کی حمد ہے جس میں غزل کی ہیئت کو استعمال کیا گیا ہے...... ''حمد یہ ترویینیاں'' (۲۰۱۸ء) نئی صنفِ سخن تروینی کے تجربات ہیں جنہیں اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں برتا گیا ہے...... لیکن کہیں بھی

موضوعات کو مجروح نہیں ہونے دیا اور نہ ہی تروینی کے مزاج سے ہٹنے کی کوشش کی...... یہ مجموعہ عالمی سطح پر اردو اور پنجابی زبان میں کہی جانے والی تروینیوں میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے...... تیسرا احمد یہ مجموعہ بھی تجرباتی ہے جو ''خوشبوئے گلہائے ثنا'' (۲۰۲۳ء) کے نام سے منصہ شہود پر آیا...... یہ دیوان کے تقاضوں کے مدِ نظر لکھا اور ترتیب دیا گیا ہے...... یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ عموماً کسی بھی شعری مجموعے اور خصوصاً غزلوں کے مجموعے کو دیوان کہہ دیا جاتا ہے...... جب کہ ایسا نہیں بل کہ غزلوں کے اِس مجموعے کو دیوان کہا جاتا ہے جو حروفِ تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو...... اِس میں الف سے ے تک کے تمام حروف کو ردیف کے طور پر برتا جاتا ہے...... یہاں تک کہ ڑ اور ژ کے حروف پر بھی ردیف کا اختتام کیا جاتا ہے...... یوں مشرف حسین انجم نے اِس سلسلے میں خاص خیال رکھا ہے اور حروفِ تہجی کے ہر حرف کو ردیف کے طور پر استعمال کرتے ہوئے فکری اور فنی دونوں حیثیتوں کو قائم رکھا ہے۔

ڈاکٹر مشرف حسین انجم کے نعتیہ مجموعوں کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے......جن میں سے پہلا نعتیہ مجموعہ ''سبز گنبد کے خیالوں میں'' (۱۹۹۸ء) غزلیہ آہنگ کا تسلسل ہے...... آپ کے تین مجموعے زیرِ طبع ہیں...... گویا انتیس (۳۰) نعتیہ مجموعوں میں اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں کہی گئی نعتیں شامل ہیں...... پہلے چند نعتیہ مجموعوں کے بعد اِن کا تجرباتی دور شروع ہو جاتا ہے......جو فکر اور فن دونوں حوالوں سے حیران کن ہے......سات (۷) نعتیہ مجموعے پنجابی زبان میں ہیں اور تئیس (۲۳) اردو زبان میں ہیں...... رواروی میں نعت کہنا یا ہو جانا آمد اور تجربات کا عمل آورد کے زمرے میں آتا ہے...... گویا کہا جا سکتا ہے کہ مشرف حسین انجم کی نعتیہ تخلیقات میں جہاں آورد کا عمل ہے وہاں قاری کو یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ یہ تجربات صرف اُسی صورت میں کیے جا سکتے ہیں جب ہر لمحہ ذہن اور دل میں ایک ہی سوچ نے ڈیرا جمایا ہوا ہو......نعت میں یہ کیفیت اِس سچائی کی دلیل ہے کہ مشرف حسین انجم کی زندگی کا کوئی پل بھی حضور نبیِ اکرم ﷺ کی یاد سے غافل نہیں۔...... تجرباتی

دور سے پہلے کے جو مجموعہ ہائے کلام منظرِ عام پر آئے اُن میں ''سوہنے دیاں یاداں ''(۲۰۰۱ء۔پنجابی)، ''صدقہ ہے مدینے والے کا'' (۲۰۰۱ء۔اردو) شامل ہیں ...... گویا ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۱ء تک مشرف حسین انجم نعتیہ روایت کے دھارے کے ساتھ بہتے رہے اور پھر اُن کے ذہن میں کچھ الگ کرنے اور اپنی الگ پہچان بنانے کا خیال آیا اور انہوں نے اپنی اِس سوچ کو خوبصورت اور عمدہ عملی جامہ پہنایا...... ہاں! اِس تجرباتی مدت کے دوران وہ روایت سے بھی جڑے رہے ......اِس جڑت کا اظہار اُن کا نعتیہ مجموعہ ''اکھراں وچ خوشبواں'' (۲۰۲۲ء۔پنجابی) ہے۔ اِس مجموعہ نے بھی اپنی انفرادیت اِس طرح قائم رکھی کہ حکومتِ پنجاب نے اُسے سیرت ایوارڈ سے نوازا......مشرف حسین انجم کو کئی بار مدینۃ النبی ﷺ میں حاضری کا شرف عطا ہوا......سو شہرِ نبی ﷺ کو اُنہوں نے آنکھوں کے راستے دل میں بسالیا اور پھر جب اُس کا ذکر کیا تو کچھ ایسا سماں باندھا کہ حسرتیں تڑپ اٹھیں: ؎

اُتھے پُھل کلیاں سب واری ہِن ، نغمے صلوات دے جاری ہِن
لکھاں صدیاں توں اوہ بھاری اے، ہِک پل نایاب مدینے دا
اوہناں بوسے دتے تلیاں نوں ، میں چُم لوّاں اوہناں گلیاں نوں
ہر ذرہ موتیاں وانگوں اے ، دل کش پُرتاب مدینے دا

ڈاکٹر صغرا صدف اِس بارے میں رقم طراز ہیں کہ: ''مدینہ شہر دی دھرتی شفا آلی تے عطا آلی دھرتی اے،بس منگن دا چج ہانا چاہی دا اے۔ دل وچ سچے جذبے ہونے چاہی دے نیں۔ فیر دوا وی مل دی اے تے شفا وی۔ جد تسیں ''اکھراں وچ خوشبوواں'' نوں پڑھو گے تاں سچی مچی تہانوں اکھراں وچوں خوشبوواں آن لگ پین گئیاں تے ایہہ خوشبوواں تہاڈی روح محسوس کرے گی۔ تہاڈے دل وچ چانن دا اک نواں بوہا کھلے گا۔ تہاڈے وجود

نوں خیر ول جان آلا اک نواں پندھ لبھے گا'' [۳]

مشرف حسین انجم کا جو نعتیہ مجموعہ ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا...... وہ ''اغثنی یا رسول اللہ ﷺ'' ہے......اس میں نعتیں تو الگ الگ ہیں لیکن ردیف، وزن اور بحر سب کی ایک ہی ہے...... یہ تمام نعتیں ''یارسول اللہ ﷺ'' کی ردیف میں کہی گئی ہیں......البتہ قافیہ ہر نعت کا الگ ہے۔ مثلاً

مری دنیا میں ہے پہچان نعتوں کے حوالے سے
مری قسمت کا روشن ہے ستارا یا رسول اللہ ﷺ
میں شہرِ پاک سے رخصت ہوا ہوں روتی آنکھوں سے
گوارا کیسے ہو گی یہ جدائی یا رسول اللہ ﷺ
جہاں میں آپ کی مدحت کی ہے قوسِ قزح ہر سو
مزیّن آپ کی حُب سے زمن ہے یا رسول اللہ ﷺ

''پھولوں کی خوشبو'' اور ''اغثنی یا رسول اللہ ﷺ'' دونوں مجموعے ایک ہی سال میں شائع ہوئے......پھولوں کی خوشبو کے الفاظ سے ہر نعت میں استفادہ کیا گیا ہے یعنی ہر نعت کی ردیف میں پھول یا خوشبو کا استعمال ہوا ہے یا یہ دونوں الفاظ ردیف میں شامل ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ الگ الگ ہونے کے باوجود ہر نعت دوسری سے جڑی ہوئی ہے......اور ایک ہی تسبیح کے سب دانے ہیں......جو ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہوئے بھی ایک ہی تاگے میں پروئے ہوئے ہیں اور ورد کرتے ہوئے ایک ثانیے سے بھی کم وقت کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں......انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی کو بہت کم وقت کے لئے جدا کرتے ہیں......پکڑ میں آنے سے پہلے بھی وہ سلسلے سے جڑا تھا اور گرنے پر پھر دوسرے دانے سے مل جاتا ہے......بعینہٖ پھول اور خوشبو بھی ایک دوسرے کے لئے لازم و

ملزوم ہیں......خوشبو کو پھول سے کشید کرنے کے بعد بھی اُس کی پہچان پھول سے ہی ہوتی ہے۔مشرف حسین انجم کے مذکورہ نعتیہ مجموعہ میں بھی پھول اور خوشبو کا وہی مستقل تعلق دکھائی دیتا ہے جو پھول اور خوشبو کا ہے یا تسبیح اور دانے کا ہے۔

حقیقت حمد میں ہے تو حقیقت نعت میں بھی ہے
حقیقت کے سبھی نغمات میں خوشبو ہے پھولوں کی

جو اُن کے نامِ اقدس پر فدا کرتے ہیں زر اپنا
قسم ربّ کی انہی لوگوں کے دھن میں پھول کھلتے ہیں

منظر پھلوروی نے کہا تھا۔

خوشبوئے نعت لے کے جو دنیا پہ چھا گیا
خوشبو سے تر گلاب مشرف حسین ہے

جی!واقعی مشرف حسین نعتوں کی خوشبو سے معطر اور اُن کی روشنی سے منور ہے......اِس نے نعت کی روشنی میں وہ جہان دیکھا ہے جسے دیکھنے کی تڑپ ہمارے سینوں میں بھی ہے لیکن ہمارے سینوں میں وہ دھڑکتا ہوا دل نہیں جو مشرف حسین انجم کے سینے میں ہے......وہ دلِ روشن اور دیدۂ بینا دونوں نعمتوں سے مالا مال ہے......اور اِس کا علم اُس کے دیگر مجموعوں کے علاوہ ''روشن روشن نعت کی خوشبو'' کے مطالعے سے بھی ہوتا ہے...... یہ مجموعۂ نعت روشنی اور نور سے مزین ہے...... ہر شعر کی ردیف میں لفظ نور یا روشنی ہے یا یہ دونوں الفاظ ہیں یا پھر نور و روشنی کا مترادف کوئی لفظ استعمال کیا گیا ہے......جس سے نعتوں کا نور پڑھنے والے کی روح کو روشن کر دیتا ہے۔

درِ محبوب کی آب و ہوا میں نور بکھرا ہے زمیں پر روشنی پھیلی فضا میں نور بکھرا ہے

خوش نصیبی ہے کہ آقا ﷺ کے ثنا کے باغ میں جب بھی چلتا ہے قلم ہوتی ہے بارش نور کی

گنبدِ خضرا تری قسمت پہ ہو جاؤں نثار تُو فقط گنبد نہیں تُو ہے نشانِ روشنی

اللہ تعالیٰ جل ّشانہٗ نے اپنے لئے ربّ ُالعالمین فرمایا تو اپنے محبوب ﷺ کے لئے رحمت للعالمین کا فرمایا......اور پھر عالمین کے لئے رحمتیں حوالے کر کے اختیارات سے نواز دیا......سو اگر کوئی آپ ﷺ کے وسیلے سے رحمتوں کا طالب ہوتا ہے یا کرم کی استدعا کرتا ہے تو اِس میں برائی کیا ہے

''نگاہِ کرم یا محمد ﷺ'' اِسی سلسلے کی اگلی کڑی ہے......یہ مجموعہ ۲۰۱۳ء میں منظرِ عام پر آیا اِس مجموعے میں جتنی نعتیں شامل ہیں اُن کی ردیف یا محمد ﷺ ہے اور تقریباً ہر شعر استدعائیہ ہے......حضور ﷺ کی نگاہِ کرم کی خواہش اور آپ کے در پر ایک منگتے کی سی کیفیت کا اظہار یہ مقصد ہے ......حضور نبیِ کریم ﷺ کے اسماء الحسنٰی میں سے ایک نام رسولِ کریم (سیدنا کریم ﷺ) بھی ہے......جس کے معنی حضرت قاضی عیاضؒ نے ''سخاوت کرنے والا، عطا فرمانے والا'' لکھا ہے...... یہی نام اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے اسماء الحسنٰی میں بھی شامل ہے......اور اِس کے معنی بھی علمائے کرام نے ''احسان فرمانے والا، معاف فرمانے والا'' ہی لکھا ہے۔[۴] اِس ضمن میں محمد ایوب سپرا قرآن مجید کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۴ کا حوالہ دیتے ہوئے اس کی وضاحت میں رقم طراز ہیں کہ:۔

''جب تک رسولِ کریم ﷺ اِس دنیا میں موجود تھے، صحابہ کرام آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ سے دعا کے لئے درخواست کرتے...... رسولِ کریم اُن کے حق میں دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرماتا......آپ ﷺ کے بعد اب اُمت کے لئے یہی طریقہ رہ گیا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ پر درود شریف بھیج کر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کی درخواست کی جائے......اِس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دعا کے شروع اور

آخر میں درود شریف پڑھنے پر کیوں کر زور دیا جاتا ہے۔'' [۵]

دلوں میں بسے آپ ﷺ کی پاک مدحت نگاہوں میں مہکے حیا یا محمدؐ
مری ارض پر خوف کا ہے تسلط ملے دل کو تاب و تواں یا محمدؐ

مشرف حسین انجم کا مجموعۂ کلام ''گنبدِ خضرا کے سائے میں'' تمام نعتوں میں گنبدِ خضرا کے سائے میں کی ردیف کے ساتھ اپنی تجرباتی انفرادیت کا حامل ہے...... گنبدِ خضرا کے سائے میں بیٹھ کر نور کو روح میں سمیٹنے اور چند لمحوں کے لئے اُس گنبدِ مقدسہ کے سائے میں سستانے کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے اور وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے جن کی یہ حسرت پوری ہوتی ہے...... اِس حسرت کی تکمیل کے لئے ہر مسلم ہر وقت دعا گو رہتا ہے...... مشرف حسین انجم وہ خوش قسمت انسان ہے جس کو وہاں حاضری اور گنبدِ خضرا کے سائے میں بیٹھ کر اُس گنبد پر رحمتوں کے نزول کو نگاہوں سے دل میں اُتارنے کے مواقع میسر آتے رہتے ہیں اور یہ سب اُسی نعت گوئی اور عشقِ رسول ﷺ کی بدولت ہوتا ہے۔

کرم کی روشنی دل میں اُترتی ہے مہک بن کر اُجالا مہرباں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں
رُخِ موسم عجب ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں خوشی کا ہر سبب ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

''قسم ہے قلم کی اور جو کچھ کہ وہ لکھتے ہیں'' [٦] میرے خیال میں کائنات میں سب سے زیادہ کسی ہستی کا نام لکھا گیا یا حالات کو اِس قلم جس کی قسم خود اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے نے تحریر کیا ہے تو وہ اُس ہستی کا ہے جس کے بارے اِسی سورت کی آئندہ آیات میں لکھا گیا ہے۔ یعنی آقائے نامدار خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ...... ہم آپ کے بارے میں لکھی گئی ہر احسن تحریر کو سیرتِ حضور ﷺ کا نام دیتے ہیں...... آپ کی سیرت پر نہ صرف آپ کے ماننے اور امتیوں نے قلم اُٹھایا ہے بلکہ نہ ماننے والوں نے بھی حقیقت کو تسلیم کیا ہے......

آپ ﷺ کی سیرت پر منثور بھی لکھا گیا ہے اور منظوم بھی......نعت کی صنف بھی آپ ﷺ کی منظوم سیرت کا ایک حوالہ ہے...... یہ الگ بات کہ اِس میں وہ تسلسل نہیں ہوتا لیکن اپنے اپنے اسلوب میں نعت گویوں نے کسی نہ کسی حد تک یہ فرض نبھانے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ورفعنا لک ذکرک'' میں اپنی استطاعت کے مطابق اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ڈاکٹر مشرف حسین انجم کا مجموعۂ نعت ''سیرتِ حضور ﷺ کی خوشبو'' بھی سیرت پر لکھنے کی عبادت میں اُن کا حصہ ہے...... اِس مجموعہ کی خاص بات یہ ہے کہ اِس کی ردیف '' میرے آقا حضور ﷺ کی سیرت'' ہے...... یہ نعت بھی پانچ سو اشعار پر مشتمل ہے ہر شعر مطلع ہے کیوں کہ ہر شعر کا قافیہ الگ ہے......لیکن ردیف ایک ہی چل رہی ہے...... یہ کام کتنا مشکل ہوگا یہ آپ اور میں تو سوچ سکتے ہیں لیکن عشق کی طاقت کے سامنے یہ کوئی مشکل نہیں بلکہ جمالیات کا حظ ہے......مشرف حسین انجم چوں کہ عاشق ہے......اسلئے اُس نے اِس مشکل کو کتنی آسانی سے سر کیا اِس کا عکس ملاحظہ ہو:

دل کی دھڑکن کو نور دیتی ہے میرے آقا حضور ﷺ کی سیرت
بندگی کو سرور دیتی ہے میرے آقا حضور ﷺ کی سیرت

ساری دھرتی پہ یہ غنیمت ہے میرے آقا حضور ﷺ کی سیرت
سارے گلشن کی زیب و زینت ہے میرے آقا حضور ﷺ کی سیرت

نقشِ نعلینِ حضور ﷺ ہمارے ہاں خاص طور پر ربیع الاول کے مہینے میں لوگ کالر پر، ٹوپی پر یا دستار پر سجاتے ہیں...... حضورِ نبیِ مکرم ﷺ کے نعلین پاک کا یہ عکس یا نمونہ اپنی عقیدت کا اظہار اور محبت کا نشان ہوتا ہے......آپ ﷺ پاؤں مبارک میں جو جوتا پہنا کرتے تھے وہ کھلا ہوتا تھا اُسے نعلین کہا جاتا ہے...... یہ ذہن میں رہے کہ اگر وہ بند حالت میں ہو تو اُسے موزہ کہتے ہیں اور جو کھلی حالت میں ہو اُسے نعلین کہتے ہیں......

امام احمد رضا خان لکھتے ہیں: ''علماء کرام فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقش متبرک ہو ظلم ظالمین وشر شیطان وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے ......عورت دردِ زِہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہِ خلق میں معزز ہو، زیارت روضۂ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضورِ اقدس ﷺ سے مشرف ہو، جس لشکر میں ہو نہ بھاگے، جس قافلہ میں ہو نہ لُٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چُرے، جس حاجت میں اُس سے توسل کیا جائے پوری ہو، جس مراد کی نیّت سے پاس رکھیں حاصل ہو ،موضع دردمرض پر اُسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلک مصیبتوں میں اِس سے توسل کر کے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں ......اِس باب میں حکایاتِ صلحاؤ روایات علماء بکثرت ہیں۔'' [۷] نقشِ نعلینِ حضور ﷺ کے فضائل اور برکات میں صفحوں کے صفحے لکھے جا چکے ہیں ......اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کائنات کی اگر کسی چیز نے حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے مَس کیا اُس پر دوزخ تو حرام ہے ہی سہی اُس کے نقش سے بھی انسانیت کے فائدے پہنچتے اور برکتیں ملتی ہیں۔ مشرف حسین انجم حضور ﷺ کے پائے مبارک سے مَس ہونے والے نعلین کے نقش کے فضائل، درجات، فوائد اور برکات کو اپنی شاعری میں سمو کر اپنے لئے تو جنت کو واجب کر ہی لیا ہے، پڑھنے والوں کو بھی اِس کی خوبیوں سے آگاہ کیا ہے......اِس سے فیض یاب ہونے کے لئے اُس کے مجموعۂ نعت ''نقشِ نعلینِ حضور ﷺ'' سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

تابشِ حسنِ یقیں ہے نقشِ نعلینِ حضور ﷺ
بینشِ چشمِ زمیں ہے نقشِ نعلینِ حضور ﷺ
زیب و زینت بحر و بر ہے نقشِ نعلینِ حضور ﷺ

رحمتوں سے تر بتر ہے نقشِ نعلینِ حضو ﷺ
خوشبوئے صبحِ ازل ہے نقشِ نعلیں حضور ﷺ
مشکلوں کا ایک حل ہے نقشِ نعلینِ حضو ﷺ

''خوشبوئے مدینہ'' کا مطالعہ مشرف حسین انجم کے Unique نعتیہ خدمات کا ایک اور نمونہ ہے......روضۂ نبی محترم حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ پر حاضر اور مدینۃ النبی میں موت اور جنت البقیع میں تدفین کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں مچلتی رہتی ہے......اور جو عشق میں حد درجہ مستغرق ہوتا ہے وہ اپنے معشوق سے جدا ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا......اگر وہ بظاہر جدا دکھائی دیتا بھی ہے تو وہ دکھاوے کے لئے ہی ہوتا ہے......اِس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ:ے

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ دوست جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مشرف حسین انجم سوتے جاگتے اِسی کیفیت میں ہوتا ہے......یہی وجہ ہے کہ اُس کے لبوں پر نعت کے علاوہ کوئی شعر مچلتا ہی نہیں......اُس کی زندگی کا اُوڑھنا بچھونا محبوب کی یاد اور اُس کے ذکر میں گُم رہنا ہے......خوشبوئے مدینہ اِسی گم شدگی کا اشارہ ہے......خوشبوئے مدینہ کا ہر شعر روضۂ نبی اور مدینہ النبی کی یادوں میں گوندھا ہوا ہے...... ہر نعت کا ہر شعر شہر اور شہر والے سے محبت وعقیدت کا آئینہ دار ہے......مدینہ شہر کیا ہے......اُسکی خصوصیات کیا ہیں......اُس کا مقام ومرتبہ کیا ہے ......یہ زائر کو کیا دیتا ہے ......اُس کے گلی کوچے کتنے متبرک ہیں ......اُس شہر میں حاضری اور روضۂ اقدس پر چند لمحوں کا قیام کیا سکون دیتا ہے اور اِس طرح کے بہت سے جو کسی منکر کے ذہن میں اُٹھتے ہیں اُن کا جواب یہ مجموعۂ کلام ہے جس کے ہر شعر کی ردیف مدینہ اور دربار ہے۔ ے

مہتاب کی آنکھوں میں چمکتا ہے مدینہ　　افلاک کے منظر میں دمکتا ہے مدینہ
خوشبو میری سانسوں کو بتاتی ہے ازل سے　　پھولوں کی طرح خوب مہکتا ہے مدینہ
کونین میں ہے حق و صداقت کی علامت　　کونین میں اسلام کا مرکز ہے مدینہ

جمالِ گنبدِ خضرا کے تصور سے ہی آنکھوں میں روشنی آجاتی ہے......لیکن جب آدمی گنبدِ خضرا کا نظارہ کھلی آنکھوں سے کرتا ہے تو اُس کی بینائی کا اندازہ لگانا ناممکن ہے...... جمال جسے ہم صرف حسن کا نام دے کر وقتی حظ سے روشناس ہوتے ہیں دراصل یہ ''کل صفاتِ حسنہ، جملہ مکارمِ اخلاق وحسنات، کل ادبی وفنی اور ثقافتی محاسن، جمال وجلالِ الٰہی نیز جمالیاتی اقدار کا مخزن ہے......'[۲۷] جمال میں حسن کی لطافت ونزاکت معصومیت ونظافت، محبوبیت ودلربائی اور جاذبیت ودل آویزی کا مفہوم پایا جاتا ہے......گویا ''یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان'' کے مرادف جمالِ گنبدِ خضرا کو جب ایک مسلمان کی اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اُتارتا ہے تو اُس کے قلب پر دبستانِ عقلی، دبستانِ وجدانی اور دبستانِ روحانی کے کئی اسرار منکشف ہو جاتے ہیں......قبل ازیں مشرف حسین انجم کے نعتیہ مجموعہ ''سبز گنبد کے سائے میں'' کے حوالے سے بات ہو چکی ہے......اگر سلسلے کی کڑیاں ملائی جائیں تو یہ اِس مجموعے کا دوسرا حصہ ہے......وہ مجموعہ گویا سبز گنبد تک پہنچنے اور اُس کے سائے میں بیٹھنے تک کی کیفیات کا اظہاریہ ہے اور یہ مجموعہ سبز گنبد کا نظارہ لینے کی کیفیت سے آگاہ کرتا ہے...... یہاں دید اور کشید کا عمل ہے جو سلسلے کو مزید آگے بڑھاتا ہے...... یہ نور اور جلووں کو قلب وروح میں اُتار کر کیف وسرمستی اور جذب وشوق کی تکمیل کی کوشش ہے......نہ نظارے سے جی بھرتا ہے نہ کوشش تکمیل پذیر ہوتی ہے......حتیٰ کہ حسرت، خلش اور طلب لیے انسان اگلے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے......''جمالِ گنبدِ خضرا'' کو عقل وہوش وخرد نے دو

منفرد خصوصیات سے مزین کیا ہے......مجموعہ کے سبھی یعنی پانچ سو اشعار کی ردیف ''جمالِ گنبدِ خضرا'' کے استعمال سے مجموعے کے جمال کو مجسم کر دیا گیا ہے اور دوسرا عمدہ تجربہ یہ کیا گیا ہے کہ اشعار کو حروفِ تہجی کی ترتیب سے شروع کیا ہے......یعنی ابتدائی اشعار الف کے حرف سے شروع ہوتے ہیں تو مجموعہ کے آخری اشعار ''ے'' کے حرف سے شروع ہوتے ہیں اِس میں صرف ایک ایک شعر نہیں بل کہ کئی کئی اشعار الفبائی کی ترتیب سے شامل ہیں ۔ جیسے:۔

اجالا ہے صداقت کا جمالِ گنبدِ خضرا حوالہ ہے محبت کا جمالِ گنبدِ خضرا

اداسی دور کرتا ہے جمالِ گنبدِ خضرا نظر مسرور کرتا ہے جمالِ گنبدِ خضرا

اساسِ دل ربائی ہے جمالِ گنبدِ خضرا جہانِ خوش نمائی ہے جمالِ گنبدِ خضرا

ی کے حرف سے شروع ہونے والے اشعار کچھ ایسی کیفیت سے سرشار کرتے ہیں:۔

یتیمی سے بچاتا ہے جمالِ گنبدِ خضرا کریمی سے سجاتا ہے جمالِ گنبدِ خضرا

یقیناً سچ کا مصدر ہے جمالِ گنبدِ خضرا :یقیناً سچ کا محور ہے جمالِ گنبدِ خضرا

شاعری میں بعض اوقات فکر اور فن کو ایک دوسرے سے الگ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا ہے...... اِسی لئے کچھ ناقدین شاعری کے لئے ہیئت کو اہم اور کچھ فکر کو اہم قرار دیتے ہیں......لیکن فکر کو اہم قرار دینے والے بھی اِس موڑ پر آ کر لا جواب ہو جاتے ہیں جب نثری نظم (نثم) کو بھی شاعری کی ایک ہیئت تسلیم کیا جاتا ہے...... بہرحال مشرف حسین انجم نے نثری نظم کو تو نہیں اپنایا لیکن چند جدید اصنافِ سخن اور فکری تسلسل کو اِس طرح آپس میں یک جان کر دیا ہے کہ فکر اور فن لازم وملزوم دکھائی دیتے ہیں۔

مشرف حسین انجم نے پنجابی اور اردو دونوں زبانوں میں جن ہیئات کو اپنایا ہے اُن میں غزل پر مختصراًبات ہو چکی ہے اور ادب سے وابستہ یا ادب کے قارئین غزل سے مکمل طور پر آگاہ ہیں......لیکن مشرف حسین انجم نے غزل کی ہیئت کو جو وقار بخشا ہے اِس کے بارے آگاہی ضروری ہے۔

تین مجموعے (۱پنجابی اور۲اردو) نئی صنفِ سخن تروینی میں ہیں......جس کے بارے میں اِس صنف کے موجد گلزار نے سلطانہ مہر کو ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ ’’میں نے شاعری میں ایک نئی فارم(Form) پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کا نام تروینی رکھا ہے...... یہ ہائیکو بھی نہیں ، مثلث بھی نہیں......اس کا تیسرا مصرع روشن دان کی طرح کھلتا ہے جس کی روشنی میں پہلے شعر کا تاثّر بدل جاتا ہے......تیسرا مصرع Comment بھی ہوسکتا ہے، اضافہ بھی......تروینی میں ایک شوخی اور Surprise کا رنگ ہے......‘‘ یہ ہے تروینی کا مزاج جسے مشرف حسین انجم نے اِس کے تمام تقاضوں کے ساتھ قبول کیا اور اُسے نعت کے روپ میں احترام کے قابل بنادیا......ورنہ گلزار اور شاعر علی شاعر نے تو اِسے صرف شوخی اور حیرت کا رنگ میں لیا تھا......مشرف کے ہاں تروینی کے پہلے دو مصرعے ہمیں ایک مکمل شعر کا احساس تو دلاتے ہیں لیکن اِس شعر میں وہ تازگی یا نیا پن نہیں ہوتا جس کی تلاش ایک قاری کو ہوتی ہے لیکن جوں ہی وہ تیسرے مصرعے کی قرأت کرتا ہے وہ چونک جاتا ہے اور تیسرے مصرعے کے ساتھ اُس کے تعلق کو ڈھونڈنے لگتا ہے اور جب وہ تہذیب سے ہوتے ہوئے تفہیم تک پہنچتا ہے تو اُس کے ذہن میں سوچ کے کئی در وا ہو جاتے ہیں...... یوں جہاں اِس کی کشش میں اضافہ ہوتا ہے وہیں اِس کا فکری دائرہ بھی پھیل جاتا ہے جس کی وسعت ہر قاری کی اپنی استطاعت کے مطابق ہوتی ہے......تینوں مجموعوں سے ایک ایک تروینی کو دلیل کے طور پر ملاحظہ فرمائیے:

آقاﷺ کے اذکار میں گم ہوں
آقاﷺ کے انوار میں گم ہوں
دل کی دنیا سنور گئی ہے

آپﷺ کی سیرت پھول بکھیرے
رحمت اُترے شام سویرے
دل کی فصل شگفتہ دیکھی

طیبہ د ا ہر گل سوہنا اے
نعتاں دا ہر پُھل سوہنا اے
خوش بو ، دل مہکاندی جاوے

زبانوں کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ دوسری زبانوں کو اپنے اندر جگہ دینے کے لئے ہمیشہ وسعت کا ثبوت دیتی ہیں ...... یہ وجہ ہے کہ وہ قائم رہتی ہے ...... جو زبان دوسری زبانوں کو اپنے اندر مقام نہیں دے پاتیں وہ کچھ عرصے کے بعد ختم ہو جاتی ہیں...... اردو زبان میں یہ خاصیت بدرجہ اتم موجود ہے کیوں کہ اِس کا وجود میں آنا ہی اِس بات کا غماز ہے کہ اِس نے مختلف زبانوں کے اختلاط سے جنم لیا...... اردو زبان نے جہاں ہر دوسری زبان کے الفاظ کو اپنے اندر سمویا ہے وہیں دوسری زبانوں کی اصناف سے بھی خود کو وسعت دی ہے...... ایسی ہی ایک صنفِ سخن ہائیکو بھی ہے...... کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں ڈاکٹر محمد امین ۱۹۸۰ء میں جاپان سے اُسے لائے اور پھر اردو زبان کا حصہ بنا دیا...... لیکن ۱۹۳۶ء میں شاہد احمد دہلوی نے اپنے رسالہ ''ساقی'' کا جاپان نمبر جب شائع کیا تو اُس میں فضل حق اور تمنائی کے جاپانی ہائیکو کے تراجم شائع ہوئے، فضل حق کا نثری لیکن تمنائی کا ترجمہ سہ

مصرعی تھا......لہٰذا ہائیکو میں ہر فکر کو سمویا جانے لگا تو نعت نے بھی اُسے اپنا لیا...... چوں کہ یہ صنف اردو میں حال ہی میں شامل ہوئی ہے اِس لئے اِسے حال کے تناظر میں ہی دیکھا جانا چاہیے...... ہائیکو کے اِکا دُکا نعتیہ حوالے تو شاید بیسویں صدی کے آخری ربع کے شعری مجموعوں میں مل جائیں گے ......جس کا ابتدائی نمونہ ہمیں علیم صبا نویدی کے مجموعۂ نعت ''ترسیلے'' میں ملتا ہے...... یہ نعتیہ مجموعہ ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا جس میں دو قسم کی ہائیکو نظمیں شامل ہیں ...... پابند ہائیکو اور نثری ہائیکو......گویا اردو زبان کو پہلی بار ہائیکو کو مقدس بنانے کا اعزاز بھارت کے معروف شاعر علیم صبا نویدی کے حصے میں آیا......لیکن با قاعدہ ہائیکو کا نعتیہ مجموعہ پہلی بار ۱۹۹۱ء میں محمد اقبال نجمی کا ''نعتیہ ہائیکو'' ملتا ہے......۱۹۹۱ء اور ۲۰۱۵ء کے دوران ہائیکو میں شائع ہونے والا نعتیہ مجموعہ میری نظر سے نہیں گزرا......سو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ''پھولوں کی مہکار'' ہائیکو میں شائع ہونے والا دوسرا مجموعہ ہے جو میری نظروں سے گزر رہا ہے۔مشرف حسین انجم نے ''پھولوں کی مہکار'' میں جہان کی روح کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔

نعت نے نور دکھایا
نعت نے مجھ کو طاقت بخشی
نعت نے دل مہکایا

......

ہلکی ہلکی آنچ
عشقِ نبی ؐ سے مل جاتا ہے
دل دھرتی کو سانچ

کچھ ہی عرصہ قبل ہمارے ہاں اردو میں ماہیا کو بہت تقویت دی گئی...... یہ پنجابی زبان کی ایک صنف ہے اور اِس کا اپنا مزاج اور ہیئت ہے لیکن اوراق میں شائع ہونے والے

ممتاز عارف کے ایک خط سے حیدر قریشی نے اِس صنف پر کام شروع کیا......جس سے نہ صرف اِس کی ہیئت کو نقصان پہنچا بلکہ اِس کے مزاج میں بھی تبدیلی آئی......مزاج کی تبدیلی سے اِسے وسعت ملی لیکن ہیئت کی تبدیلی نے ماہیا کو اردو کی دیگر سہ مصرعی اصناف سے بہت قریب کر دیا......دراصل ہیئت کے حوالے سے ماہیا کی انفرادیت اِس کا ڈیڑھ مصرعی ہونا تھا ۔جناب مشرف حسین انجم نے ماہیا کی نئی ہیئت یعنی سہ مصرعی پر عمل کرتے ہوئے نعت لکھ کر اِس صنف کو اعزاز سے سرافراز کیا...... یوں تو اِس سے قبل بھی ماہیا کی صنف میں نعت کہی جا رہی تھی اور اِس سلسلے میں محمد یعقوب فردوسی کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا......مشرف حسین انجم کے زیرِ طبع تین نعتیہ مجموعے (۲ اردو) (۱ پنجابی) ماہیا کی صنف میں مزید اضافہ اور اِس کی ڈگمگاتی حیثیت کا سہارا ثابت ہوں گے......مشرف نے اِس صنف میں بھی اپنی پختگی کے احساس کو قائم رکھا ہے۔

عنبر ہے گھٹاؤں میں
آقا ﷺ کی سخاوت کا
منظر ہے عطاؤں میں

......

رہتی ہے مہک باقی
آقائے دو عالم کا
پیغام ہے آفاقی

......

سونے دی تیلی اے
آقاﷺ دی محبت وچ
ایہ اکھ وی گیلی اے

غزل، ترو ینی، اور ماہیا کے علاوہ مشرف حسین انجم نے مثنوی کے تتبع میں بھی نعت کہی ہے لیکن اِس میں بھی اپنی انفرادی حیثیت کو قائم رکھا ہے......مثنوی جسے ابیات مختلف القوافی بھی کہا جاتا ہے، اپنی معنویت سے ہی اپنی ہیئت کا اظہار کر دیتی ہے...... اِس میں ایک اور خاصیت جسے دیکھا جاتا ہے وہ ہے شروع سے آ کر تک تمام اشعار کا ایک ہی بحر اور وزن میں ہونا......حقائق نگاری اور باہمی ربط اِس کی شناخت ہے......اور یہ تمام عناصر مشرف حسین انجم کے اِن مجموعوں میں پائے جاتے ہیں جن میں مثنوی کی ہیئت کو قائم رکھا گیا ہے...... مذکورہ ہیئت کا اتباع جن نعتیہ مجموعوں میں کیا گیا ہے اُن کی تعداد چھے (۶) کے لگ بھگ ہے...... اِن مجموعوں میں کچھ فکری تجربے بھی موجود ہیں...... اِن تجربات کا اظہار اِنہی سطور میں کر دینا اِس لئے ضروری سمجھتا ہوں تا کہ تکرار سے بچا جا سکے۔

''گلشن میں بہار آئی'' اردو نعتیہ مجموعہ ہے جو ۲۰۰۳ء میں اشاعت پذیر ہوا...... اِس مجموعہ میں پانچ سو اشعار ایک ہی بحر اور ایک ہی وزن میں شامل ہیں اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر شعر کی ابتدا ''سلام اُس پر'' سے ہوتی ہے۔ گویا یہ حضورﷺ کی ذاتِ اقدس پر سلام ہے جو شاید نعتیہ شاعری کا سب سے طویل سلام ہے...... اِس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک دفعہ راقم نے تحریر کیا تھا کہ:

''اس سے پہلے (لکھے جانے والے) اکبر میرٹھی کے سلام جمع کیے جائیں تو اشعار کی تعداد کافی ہے لیکن وہ علیٰحدہ علیٰحدہ بحور میں ہیں...... اِسی طرح ضیاء القادری مرحوم نے کئی سلام لکھے لیکن وہ بھی مختلف بحروں اور شاعری کی مختلف اصناف میں لکھے گئے......مزید یہ کہ شاید اِن سب اشعار کی تعداد بھی اتنی نہ ہو لہٰذا......انہیں اِس زمرے میں شامل نہیں کیا جا

سکتا......حضرت احمد رضا بریلویؒ کا سلام شاید اردو زبان میں لکھے جانے والے سلاموں میں خاصا طویل ہے جس کے اشعار کی تعداد ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) ہے لیکن یہ نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ اُس میں مناقب کے اشعار بھی شامل ہیں...... جناب حافظ لدھیانویؒ کا محررہ حضورﷺ کی ذاتِ اقدس پر سلام تقریباً اڑھائی سو اشعار پر مشتمل ہے......بہر حال اگر طوالت کے لحاظ سے تجزیہ کیا جائے تو (میرے خیال میں) ''گلشن میں بہار آئی'' آج تک لکھے جانے والے سلاموں میں سب سے طویل ہے جو ایک ہی بحر، ایک ہی وزن اور تسلسل میں مثنوی کی ہیئت میں لکھے گئے ہیں۔'' [۳۷]

سلام کے دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

سلام اُس پر کہ جس نے ظلمتوں میں روشنی کر دی
سلام اس پر کہ جس نے ساری دنیا نور سے بھر دی

سلام اُس پر کہ جس کی شفقتوں کا چشمہ بہتا ہے
سلام اُس پر کہ جو اک نور بن کر دل میں رہتا ہے

''السّلام اے محورِ اقلیمِ جاں'' بھی سلام کا مجموعہ ہے ...... اِس مجموعہ میں ہر شعر ''السّلام اے'' کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے...... اِس مجموعے میں بھی پانچ سو اشعار ہیں۔ ایک ہی بحر اور وزن میں طوالت کے حوالے سے یہ بھی ایک اعزاز ہے......اگر اِن دونوں مجموعوں کو جمع کیا جائے تو شاید یہ اعزاز کافی عرصے تک مشرف حسین انجم کے پاس رہ سکتا ہے کیونکہ نعت میں ایک ہی بحر اور وزن میں اتنا بڑا کام کم از کم میری نظر سے نہیں گزرا...... ہاں! البتہ چوہدری ریاض حسین کی ایک کتاب چھے سو (۶۰۰) اشعار پر مشتمل ہے......اُس کے برعکس مرحوم عاشق کیرانوی کی ایک غزل تیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے...... اِس سے طویل غزل کسی بھی زبان میں نہیں کہی گئی ہو گی...... ''السّلام اے محورِ اقلیمِ جاں'' میں سے

نمونۂ کلام ملاحظہ ہو:

السَّلام اے نورِ بزمِ عالمین السَّلام اے نورِ نظمِ کُل زمین
السَّلام اے محورِ اقلیمِ جاں السَّلام اے محورِ تسلیمِ جاں

نعتیہ مجموعوں میں ایک ہی بحر اور وزن میں سلام کا ایک اور مجموعہ جو کہ مشرف حسین انجم کا ہی ہے اپنے اِس ریکارڈ کو توڑ رہا ہے...... ''سلاماں دی خشبو'' ایک ہزار (۱۰۰۰) اشعار پر مشتمل پنجابی زبان میں ہے...... یہ مجموعہ ۲۰۲۱ء میں اشاعت پذیر ہوا سلام کے اِس مجموعہ کا ہر شعر ''سلام اس مہرباں تے'' سے شروع ہوتا ہے۔

سلام اس مہرباں تے جس دے ہر دشمن دیاں ہاراں
سلام اس مہرباں تے جس دے شاتم تے وی پھٹکاراں

سلام اس مہرباں تے جس نے اکھیاں کھول دتیاں ہن
سلام اس مہرباں تے جس نے رمزاں پھول دتیاں ہن

سلام اس مہرباں تے جس دی راہ خبراں دے وچ رہندی
سلام اس مہرباں تے جس دی چاہ نظراں دے وچ رہندی

''خوشبو درود کی'' بھی اِس ضمن کا نعتیہ مجموعہ ہے...... یہ ۲۰۰۵ء میں منظرِ عام پر آیا۔ ایک ہی بحر اور ایک ہی وزن میں پانچ سو (۵۰۰) اشعار کے اِس مجموعے کی دوسری خاصیت اِس کے ہر شعر کا آغاز ''درود اُن ﷺ پر'' سے ہونا ہے۔

درود اُن ﷺ پر کہ جن کے پیار میں آبِ بقا بھی ہے
درود اُن ﷺ پر کہ جن کے قُربِ میں قربِ خدا بھی ہے

درود انﷺ پر کہ جن کی شان کے لاکھوں دلائل ہیں
رود انﷺ پر کہ جن کی رحتوں کے سارے قائل ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

ترجمہ: ''بے شک اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس نبیﷺ پر۔اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام بھیجو۔''[۹]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مشرف حسین انجم نے اِس حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپﷺ کی ذاتِ گرامی پر اپنے انداز میں بہت ہی بہتر طریقے سے سلام بھی بھیجا اور درود بھی ......سلام و درود کا یہ سلسلہ سنتِ الٰہی ہے اور اِس سنت کی تقلید فرشتے بھی کرتے ہیں جبکہ اُنہی کا حوالہ دے کر ہمیں اِس سنت کے اتباع کی تلقین کی گئی ہے۔

'شہرِ وفا کی خوشبو' (۲۰۰۶ء) مشرف حسین انجم کا ایک اور نعتیہ کارنامہ ہے......یہ مجموعے بھی مثنوی کی ہیئت لیے ہوئے ہے لیکن اِس کا وکھرا پن یہ ہے کہ پانچ سو اشعار ایک بحر اور وزن میں تو ہیں ہی سہی لیکن ہر شعر نعت کے لفظ سے شروع ہوتا ہے......صرف یہی نہیں بلکہ یہ مجموعہ لفظ نعت کی مکمل تفسیر، توضیح، توصیف اور تفہیم ہے جس میں لفظ نعت کے کئی معنی سے پردہ اُٹھایا گیا ہے۔

نعت دیتی ہے ہر خوشی تن کو نعت دیتی ہے اجزی من کو
نعت جنت میں لے کے جاتی ہے نعت سوچوں کو جگمگاتی ہے

مثنوی کے سلسلے کا ایک اور مجموعۂ نعت ''خوشبوئے محبت'' ہے۔ یہ بھی دیگر مجموعوں کی طرح ایک تجربہ کیا گیا ہے جو مشرف حسین انجم کو اپنے معاصرین اور نعت گو شعرا سے الگ

اور ممتاز کرتا ہے۔ پانچ سو (۵۰۰) اشعار کا یہ مجموعہ محبت کا اظہاریہ ہے...... اِن اشعار میں محبت کے راز ہائے نہاں سے پردہ اُٹھایا گیا ہے...... تسلسل کو دیکھتے ہوئے ذہن میں یہ سوچ اُبھرتی ہے کہ ہر شعر محبت کے لفظ سے شروع ہوتا ہوگا...... لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ ہر شعر ''محمد ﷺ کی محبت'' سے شروع ہوتا ہے اور آگے بڑھتے ہوئے محبت کے کسی نئے پہلو کو بیان کرتا ہوا کسی دوسرے پوشیدہ موضوع کو سامنے لے آتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت گنگناتی ہے تلفظ میں صداقت کے ستاروں کو سجاتی ہے تلفظ میں

محمد ﷺ کی محبت دل کو ذوقِ آگہی بخشے جہانِ خلق کو ہر دم شعورِ بندگی بخشے

اردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر گولکنڈہ کا پانچواں تاجدار محمد قلی قطب شاہ کو مانا جاتا ہے...... دیوان کسے کہتے ہیں کا ذکر مختصراً ابتدا میں ہو چکا ہے...... لیکن نعت میں پہلا دیوان میری تحقیق کے مطابق مفتی امیر احمد امیر مینائی کا ''محامدِ خاتم النبیین ﷺ'' ہے...... دیوان کا پہلا شعر (مطلع) ہے:۔

تفکر امتیازِ جانِ جاناں میں کیا حد کا
عروض اب تک نہ آیا ہاتھ اس بیتِ معقّد کا [۱۰]

اِس دیوان کی ابتدا چوں کہ قصیدہ سے ہوتی ہے اِس لئے یہ شعر نعتیہ قصیدے کا ابتدائیہ ہے...... اِس دیوان کا آخری شعر (مقطع) درج ذیل ہے:

حضور ﷺ حشر میں رونق فروز ہوں تو امیر
کرم ہے عام ، چلو ! یہ پکار ہو جائے [۱۱]

اِس دیوان میں غزلیہ ہیئت کے بعد دیگر کئی اصناف میں نعوت اور مناقب شامل ہیں۔ امیر مینائی کے بعد کئی شعرا نے اردو زبان میں دیوان تخلیق کیے لیکن سرگودھا کی نعتیہ روایت میں دو نعتیہ دیاوان ملتے ہیں اور دونوں ہی ڈاکٹر مشرف حسین انجم کی سوچ اور فکر کا مظہر ہیں

ایک دیوان پنجابی زبان میں ہے...... جسے دیوان کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے اور دوسرا دیوان اردو زبان میں ہے...... پنجابی زبان کے دیوان کا نام ''خوشبواں دی بارش'' ہے اور اردو دیوان کا عنوان خوشبوئے نعت ہے...... دونوں دیوانوں کے دو دو شعر بطور نمونہ بالترتیب ملاحظہ ہوں:۔ ؎

میں آقا ﷺ دے کرم دے سوہنے دامن وچ لپٹ جاواں
مرے وَل وی گزر ہوندا جدوں تتیاں ہواواں دا
نگاہواں وچ اتر آندی اے رُشنائی صداقت دی
نبیؐ دی پاک سیرت دے ورق سب دلنشیں دِس دے

ہوا جس گھڑی مجھ کو دیدارِ طیبہ
نگاہوں نے دیکھا سماں خوب صورت
نبیؐ کے عشق میں تخلیق کر کے ساری دنیا کو
خدا نے نور بخشا ہے محبت کی نشانی کو

مشرف حسین انجم کا ایک اور اعزاز کوثریہ بھی ہے...... اِس مجموعے کا نام اگر چہ ''سنہری جالیاں'' ہے لیکن اِس کی صنف حفیظ تائب کی ایجاد کردہ کوثریہ ہے...... حفیظ تائب کوثریہ کے بارے لکھتے ہیں کہ ''سہ مصرعی نثر پاروں کو کچھ اختلافات کے ساتھ ثلاثی، ہائیکو اور ماہیا کہا گیا...... مگر میں نے نعتیہ سہ مصرعی نظم پاروں کو سورہ ''الکوثر'' کے تتبع میں تینوں ہم قافیہ اور ہم وزن مصرعوں کی صورت دے کر ''کوثریہ'' نام دیا ہے''...... [۱۲] سورۃ الکوثر کی تین آیات ہیں اور اِسی نسبت سے جناب حفیظ تائب نے شاعری میں یہ نئی صنف ایجاد کر کے اِس کو کوثریہ کا نام دیا...... قرآنِ مجید میں واضح ارشاد ہے کہ ''اور ہم نے اُس نبی کو شعر کہنا

نہیں سکھایا اور نہ یہ اِس کے لائق ہے...... یہ کتاب تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے"
[۱۳]لیکن اِس کے باوجود کچھ آیات پر مصرع کا گمان ہوتا ہے تو شعرا اُس سے استفادہ کر لیتے ہیں جیسے "وَلَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" [۱۴] کو مصرع کے طور پر استعمال کر لیا جاتا ہے، یا کہا جاتا ہے کہ رباعی کے اوزان میں سے ایک وزن حدیث پاک "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ" [۱۵] ہے وغیرہ۔ اِسی طرح کوثریہ کو بھی "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ" [۱۶] سے اخذ کیا گیا ہے۔ حفیظ تائب کے مجموعہ نعت کوثریہ میں ساری نعتیں مذکورہ صنف میں نہیں ہیں ......دیگر اصناف میں بھی کہی گئی نعتیں اِس میں شامل کی گئی ہیں۔ یہ کوثریہ کسی مخصوص بحر میں نہیں بلکہ وزن اور بحر تبدیل ہوتی رہتی ہے البتہ تینوں مصرعے برابر اور ہم قافیہ و ردیف ہوتے ہیں۔ پہلا کوثریہ کچھ یوں ہے:

خیرِ کثیر اعزازِ پیمبر !
کرم ہے عام ، چلو ! یہ پکار ہو جائے
انــــا اعــــطیــــنك الــــکــــوثــــر [۱۷]

ایک دوسرا کوثریہ ملاحظہ ہو:

میرے حق میں بھی ہو جبریلِ امیں کی تائید
نعت سے کرتا رہوں فتنہ وشر کی تردید
میری تقدیم یہی ہے، یہی ٹھہرے تجدید [۱۸]

لیکن مشرف حسین انجم نے یہاں بھی اپنی انفرادیت قائم رکھی ہے کہ ایک اپنی مادری زبان پنجابی میں کوثریہ کہا ہے اور دوسرا پورا مجموعہ ہی صنفِ مذکورہ میں ہے ...... یوں پنجابی زبان کی نعتیہ روایت میں اِس مجموعہ کو کوثریہ کا پہلا مجموعہ ہونے کا درجہ حاصل ہے۔

زندگی تے شعور دی نگری
ربّ دی رحمت تے نور دی نگری

سب توں سوہنی حضور دی نگری
اسیں سوہنے دا ذکر کر دے آں

باغِ رحمت توں نت گزر دے آں
اسیں سوہنے دے ناں تے مردے آں

بچے کسی بھی قوم کا اثاثہ اور مستقبل ہوتے ہیں......وہ تجرباتی طور پر ابتدائی مراحل میں ہوتے ہیں......فلسفیانہ باتیں اُن کے ذہن میں نہ سما سکتی اور نہ وہ سوچ سکتے زبان دانی میں بھی کچے ہوتے ہیں لہٰذا اُن کے لئے لکھنا جو وہ سمجھ سکیں بڑوں سے بالکل الگ ہوتا ہے اور پھر بچوں کے لئے نعت لکھنا تو اور بھی مشکل ہوتا ہے......کیوں کہ نعت لکھتے ہوئے بچوں کی سطح پر اُتر کر سوچنا پڑتا ہے......وہی سلاست ، وہی سادگی ، وہی معصومیت اور اِنہی کیفیات کو خود پر طاری کرنا پڑتا ہے......مشرف حسین انجم کی نعتیہ شاعری میں اِس کی ایک یہ صلاحیت بھی اُبھر کر سامنے آئی ہے کہ جب اُس نے بچوں کے لئے نعت لکھی تو بچوں کی سطح پر آ کر اُس نے سوچا اور لفظوں کا استعمال کیا......''خوشبو کا احساس'' مشرف حسین انجم بچوں کے لئے لکھی گئی اِس کی نعتوں کا مجموعہ ہے......اِن نعتوں کے مطالعے کے بعد میں سوچتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس بندے کو کتنی صلاحیتوں سے نوازا ہے......اللہ ربُّ العزت کا اِس شخص پر کتنا کرم ہے ......رحمت للّعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کے سائے میں یہ شخص اپنی صلاحیتوں کو کتنی عمدگی سے استعمال کر رہا ہے ......یہ قابلِ رشک بھی ہے اور قابلِ تحسین بھی۔

جیون میں آسانی اُترے سوچوں میں تابانی اُترے
اُن کی ذات ہے پیاری پیاری دل کش نور کا چشمہ جاری
خوشبو سے مہکائے دل کو اُن کی رحمت کی پھلواری

اِن منفرد نعتیہ مجموعوں کے علاوہ ڈاکٹر مشرف حسین انجم کے جو شعری پراگے ہیں......

اُن میں ''خوشبوئے مناقب'' جس میں اہلِ بیت، صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے مناقب شامل ہیں...... ''ہم اچھے کہلائیں گے'' بچوں کے لئے لکھی گئی نظموں کا مجموعہ ہے جسے ۲۰۰۴ء کے نیشنل بُک فاؤنڈیشن کے ایوارڈ سے نوازا گیا...... ''خوشبو جیسی بات کریں گے'' بھی بچوں کے لئے لکھی گئی نظموں کا مجموعہ ہے...... اِسے بھی (۲۰۲۳ء) نیشنل بک فاؤنڈیشن کے اعزاز سے نوازا گیا...... اِسی سال بچوں کے لئے مشرف حسین کا بچوں کے لئے نظموں کا دوسرا مجموعہ ''خوشبوئے پاکستان'' بھی اشاعت پذیر ہوا۔

میں نے اپنے اِس مضمون کا عنوان ''دبستانِ سرگودھا کا گلِ سرسبد'' تجویز کیا ہے جس پر معترضین کے دو اعتراضات کیے جانے کا مجھے اندیشہ ہے...... کچھ لوگ ہیں جو سرگودھا کو دبستان نہیں مانتے...... کچھ لوگ مشرف حسین انجم کے گلِ سرسبد ہونے پر اعتراض کر سکتے ہیں۔

''دبستانِ سرگودھا پر جو لوگ اعتراض کر سکتے ہیں اُن کے لئے اتنا عرض کر دینا کافی ہو گا کہ سرگودھا کو ادبی حوالے سے یہ نام کسی سرگودھین یا اِس شہر سے محبت کرنے والے نے نہیں دیا بلکہ یہ نام سب سے پہلے سرگودھا کی ادبی حیثیت کو تسلیم نہ کرنے والی ادبی حوالے سے ایک معتبر شخصیت ڈاکٹر سلیم اختر نے دیا...... [۱۹] سرگودھا ۱۹۰۳ء میں آباد ہوا اور ۱۹۰۴ء میں یہاں پہلا طرحی مشاعرہ حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے ایک مصرع پر منعقد ہوا ......جس سے اِس کی ادبی اہمیت کا احساس ہوتا ہے...... ''مجھے یاد پڑتا ہے جیلانی کامران نے کہیں لکھا تھا کہ 'ایروزونا یونیورسٹی (Arizoona University) کی پی ایچ ڈی

اسکالر لنڈا ونٹیک)(Linda Wintech ۱۹۷۹ء میں جب مواد اکٹھا کرنے لاہور آئی تو اِس نے جدید اردو ادب کو علاقائی مدرسہ ہائے خیال کے تناظر میں لکھا......اُس نے جدید پاکستانی اردو ادب کو چار مدرسہ ہائے خیال میں تقسیم کیا......(۱) لاہور مدرسۂ خیال (۲) سرگودھا مدرسۂ خیال (۳) کراچی مدرسۂ خیال اور (۴) راول پنڈی مدرسۂ خیال ......لنڈا ونٹیک کو اُس وقت سرگودھا مدرسۂ خیال ذرا طاقت ور نظر آیا کیوں کہ اُس کا اثر اسلام آباد تک پھیلا نظر آتا تھا...... بلکہ اِس کی پہچان بیرونِ ملک بھی پھیل چکی تھی‘‘۔ [۲۰]

’’گلِ سر سبد‘‘ پر اعتراض کرنے والے اپنے مؤقف میں کہہ سکتے ہیں کہ وزیر آغا اور احمد ندیم قاسمی کی ادبی پہچان کے باوجود مشرف حسین انجم کو یہ نام کیوں کر دیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اِس کے پسِ پردہ اُن کی اپنی انانیت کا مسئلہ ہوسکتا ہے......تو اِن شخصیات سے بس اتنا عرض کروں گا کہ دبستانِ سرگودھا میں کتنے شاعر ہیں جنہوں نے دس تک بھی نعتیہ مجموعے لکھے ہوں اور اِس طرح کے تجربات کیے ہوں۔

یہ دو اعتراض کا حوالہ میں نے اِس لئے دیا ہے کہ تحقیق کا طالب علم ہونے کے ناطے میں بہت سے لوگوں کا مزاج پڑھ سکتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم نے اپنی نعت گوئی سے نہ صرف سرگودھا کی شان میں اضافہ کیا ہے بلکہ شاعری کی توقیر کو بھی آگے بڑھانے میں خاصے ممد ثابت ہوئے ہیں...... اللہ کرے اُن کا یہ سلسلہ یوں ہی قائم رہے اور ہمیں بھی ایسی راہ اپنانے اور اُس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

......O......

حواشی

۱۔ یہی شعر ہمام الدین علاء ترمذی سے بھی منسوب ہے...... بہر حال یہ ایک الگ بحث ہے۔

۲۔ مشرف حسین انجم ۱۷ مئی ۱۹۶۹ء کو بھٹھی ڈھکواں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں جناب عبدالحق کے ہاں پیدا ہوئے۔

۳۔ اکھراں وچ خوشبواں، ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم، عبدالحق نعت فاؤنڈیشن پاکستان، سرگودھا، ۲۰۲۲ء، ص:۲۴

۴۔ اسماء النبی ﷺ، امام محمد بن یوسف الصالحی، مترجم: مفتی محمد علیم الدین، مظہرِ علم شاہدرہ، لاہور، ۱۴۳۰ھ، ص:۴۴۶

۵۔ اسماء الرسول ﷺ، محمد ایوب سپرا، حافظ حسن ایوب الریاض، سعودی عرب، ۲۰۰۳ء، ص:۱۶۸

۶۔ القرآن، سورۃ القلم:۱، (ترجمہ)

۷۔ فتاویٰ رضویہ، جلد۲۱، احمد رضا خان، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، س ن، ص:۴۱۳

۸۔ نغمۂ محمدی سے نکلی آب جُو، شاکر کنڈان، مثال پبلشرز امین پور بازار، فیصل آباد، ۲۰۱۶ء، ص:۲۱۲

۸۔ گلشن میں بہار آئی، مشرف حسین انجم، فروغِ حمد و نعت کونسل پاکستان، سرگودھا، ۲۰۰۳ء، ص:۱۲

۹۔ ایضاً، ص:۲۰

۱۰۔ السّلام اے محورِ اقلیمِ جاں ، ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم، عبد الحق نعت فاؤنڈیشن پاکستان، سرگودھا،۲۰۱۴ء، ص:۹

۱۱ سلاماں دی خوشنو، ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم، فروغِ حمد و نعت کونسل پاکستان، سرگودھا،۲۰۲۱ء، ص:۲۰۸

۱۲۔ القرآن، سورۃ الاحزاب:۵۶، (ترجمہ)

۱۳۔ محامدِ خاتم النبیّین ﷺ، امیر مینائی، حیدر آباد (دکن)، ۱۲۸۹ھ، ص:۵

۱۴۔ ایضاً، ص:۱۴۶ (ایسی صورت میں مطلع اور مقطع کو بھی شعر کہتے ہیں)

۱۵۔ کوثریہ، حفیظ تائب، القمر انٹر پرائز زاردو بازار لاہور،۲۰۰۳ء، ص:۱۰۷

۱۶۔ القرآن، سورۃ یٰسین:۹۶ (ترجمہ)

۱۷۔ القرآن، سورۃ النجم:۳۹

۱۸۔ صحیح بخاری، حدیث:۶۶۱۰

۱۹۔ القرآن، سورۃ الکوثر:۱

۲۰۔ کوثریہ، ایضاً، ص:۱۰۷

۲۱۔ ایضاً، ص:۱۱۶

۲۲۔ اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ (پہلی بار)، سلیم اختر، سنگِ میل پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، ستمبر ۱۹۷۱ء، ص:۲۲۶

۲۳۔ سرگودھا کا دبستانِ شاعری (جلد دوم)، شاکر کنڈان ، اکادمیات سمن آباد لاہور،۲۰۱۴ء، ص:۵

انگریزی نعتیہ ادب کا تعارف (۱۹۸۷ء۔۲۰۲۳ء)

ڈاکٹر سلیم اللہ جندران

منڈی بہاءُالدین، پاکستان

جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہ اپنی زبان میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ رہے ہیں...... اِس کی روایات نعتیہ ادب کی تاریخ میں موجود ہیں...... مسلم کے علاوہ غیر مسلم نعت گو شعراء کا نعتیہ کلام بھی نعتیہ ادب کا حصہ ہے۔

سائنسی وسماجی علوم وفنون کی ترقی اور تیز رفتاری کی بنیاد پر دنیا گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر چکی ہے...... انگریزی زبان کو دنیا بھر میں رابطہ، سائنس، علم وفن، زبان وادب اور ترسیل ثقافت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے...... اِسے بین الاقوامی (ورلڈ لینگویج) کی حیثیت بھی حاصل ہے۔

شاعری کو افکار و خیالات کی ترسیل کا اثر آفرین وسیلہ تصور کیا جاتا ہے...... شعری تخیل، نغمگی، توازن، غنائیت اور صوتی حُسن شاعری کے ایسے اجزاء ہیں جو طبیعت کو بھاتے ہیں تاثیر میں اضافہ کرتے ہیں دل موہ لیتے ہیں...... حدیث پاک میں بیان ہے کہ بعض اشعار حکمت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

انگریز ممالک کے علاوہ جہاں انگریزی ان کی مقامی زبان نہیں وہاں انگریزی کا استعمال غیر ملکی زبان یا دوسری زبان کے طور پر ہوتا ہے...... پاکستان میں انگریزی کو فارن لینگویج ہونے کے باوجود نرسری سے ڈگری درجہ تک تعلیمی اداروں میں لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہے۔

زبان وادب سے متعلق مضامین نثر ونظم دونوں اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں...... حمد اور نعت نظم کی ابتدا میں مسلّمہ روایت رہی ہے اِس حوالہ سے انگریزی نظم کی زمین میں بھی حمد

اور نعت کی بنیادی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

انگریزی زبان میں نعت عالمی سطح پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغام کو اکنافِ عالم میں پہنچانے کا مؤثر ذریعہ ہے...... یہ دین اسلام کی اشاعت، اطاعتِ الٰہی، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور وحدتِ ملت کے تصور کو دنیا بھر میں عام کرنے کا کارگر ذریعہ ہے۔ انگریزی میں اظہار نعت سے اِس زبان کی طرف رغبت بڑھنے اور بیگانگی کم ہونے کے امکانات اجاگر ہوں گے۔...... اسلامی ثقافت کو انگریز ممالک تک بھی فروغ ملے گا...... مختلف زبانوں میں لکھی گئی نعتوں کے انگریزی تراجم سے مختلف زبانوں کے درمیان حائل دُوریوں (Barriers) کو کم کرنے میں مدد ملے گی بین اللسانی روابط بڑھیں گے...... جغرافیائی روابط میں اضافہ ہوگا...... مذہبی، علمی، ادبی، ثقافتی ایوانوں میں سمعی بصری تقریری تحریری انداز میں نعت کو ان شاء اللہ مزید فروغ ملے گا...... جس سے معاشرہ میں اعلیٰ ارفع تخلیقی ادبی، دینی، جمالیاتی اقدار پروان چڑھیں گی۔

انگریزی زبان میں نعتیہ ادب مطبوعہ کتب کی صورت موجود ہے: بنیادی انگریزی زبان میں لکھے ہوئے نعتیہ ادب کے علاوہ دیگر زبانوں سے انگریزی میں ترجمہ شدہ نعتیہ کتب بھی دستیاب ہیں...... نعت کے موضوع پر الگ نظم ونثر میں لکھی گئی کتبِ نعت کے علاوہ مختلف جرائد ورسائل اور اخبارات میں بھی انگریزی نعت کی اشاعت ہو رہی ہے۔

تحدیدِ کار:

تحدیدِ کار کے حوالہ سے اِس مقالہ میں صرف اُن کتب کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے...... جو بنیادی طور پر انگریزی نعت سے متعلق ہیں یا پھر اِن کا ایک مکمل جزوی حصہ انگریزی نعت پر مبنی ہے۔

اخبارات، جرائد ورسائل یا دیگر متفرق کتب میں بھی انگریزی حمد، انگریزی نعت کی اشاعت کی مثالیں موجود ہیں...... بہر حال اِن کا تذکرہ طوالت کے پیش نظر اس مقالہ میں

ممکن نہیں ہوسکا......اِس کے لیے الگ مقالہ متقاضی ہے۔

اِس تعارف وتبصرہ میں شامل نعتیہ کتب تین قسم کی ہیں......ابتدائی حصہ میں دیگر زبانوں (عربی، فارسی، اردو) سے انگریزی میں ترجمہ شدہ نعتیہ کتب کا تعارف دیا جارہا ہے جب کہ اِس کے بعد دوسرے حصہ میں بنیادی طور پر انگریزی زبان میں لکھی ہوئی طبع زاد نعتیہ کتب کا تعارف موجود ہے...... مقالہ کے تیسرے حصہ میں اُن کتب کا ذکر ہے جو نعت، تحقیقِ نعت، معیارِ نعت اور خدماتِ نعت کے موضوع پر ہیں اور انگریزی زبان میں لکھی گئی ہیں۔

پہلا حصہ:۔

انگریزی زبان میں نعتیہ ترجمہ نگاری پرمبنی کتب (شاعری)

(1) "Eulogies on Holy Prophet Muhammad
(Selection from Armoghan-e- Na'at)"
Compliled & Edited by:
Shafiq Barelvi

اِس کتاب کے اولین ایڈیشن کی اشاعت ۱۹۸۷ء میں ہوئی...... رائل بک کمپنی رحمان سنٹر زیب النساء سٹریٹ صدر کراچی نمبر۳ نے اسے شائع کیا تھا......سیّدہ مسرّت جہاں نوری (بیگم شفیق بریلوی) نے اِس کا پیش لفظ لکھا تھا۔محترمہ لکھتی ہیں:

"With a heavy heart I pen these few lines in the memory of my departed husband, Shafiq Barelvi... This compilation 'Eulogies on Holy Prophet Muhammad' is his last homage paid to our holy Prophet just before his death. The book was completed by Shafiq during

his life time but unforunately could not see the light of day

owing to his sudden death." (Page ix: Foreword)

یہ کتاب ایک سو بہتر (۱۷۲) صفحات پر مبنی ہے...... اِس نعتیہ مجموعہ میں اکہتّر (۷۱) نعتیں شامل ہیں...... یہ انتخاب عربی، فارسی، اُردو، پنجابی، سندھی، سرائیکی زبانوں کے نمائندہ نعتیہ ادب پر مشتمل ہے...... اِن تمام نعتوں کا مختلف مُترجّمین نعت نے انگریزی زبان میں منظوم ترجمہ کیا ہے...... نعت کے اصل متن کے منتخب اشعار اور اِن کے انگریزی زبان میں ترجمہ شدہ منظوم متن کو کتاب کے صفحات پر آمنے سامنے شائع کیا گیا ہے...... نعت کے تاریخی ارتقائی منظر کے مدنظر شروع میں عربی نعت کے نمونے شامل کیے گئے ہیں مثلاً ابتدائی طور پر عربی نعت کے نمونوں میں حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم، حضرت عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کا نعتیہ کلام بالترتیب پہلے دوسرے تیسرے نمبر پر شامل ہے۔ کتاب میں فارسی نعت کا آغاز فردوسیؔ، ابوالقاسم حسن بن شرف شاہ طوسی کے نعتیہ نمونہ سے ہوتا ہے...... اُردو نعت کے ضمن میں میر حسنؔ دہلوی کی نعت سے پہلے متعارف کرایا گیا ہے...... سندھی میں شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ اور سرائیکی میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ نمونوں کو تاریخی اور ادبی حوالہ سے ابتدا میں شامل کتاب کیا گیا ہے...... مجموعی طور پر اِن اکہتّر نعتیہ نمونوں کا منظوم انگریزی ترجمہ کرنے والے جو شعراء و ادباء شامل ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ ڈاکٹر غلام علی الانا ۲۔ مطلوب الحسن سید
۳۔ سید محمد عامر امام ۴۔ ڈاکٹر جمیل جالبی
۵۔ جلیل احمد قدوائی ۶۔ پروفیسر احمد علی
۷۔ رفیق خاور ۸۔ محمد حسن
۹۔ محمد عتیق ۱۰۔ نصرت علی بیگ

۱۱۔سید راس مسعود

اِن گیارہ مترجمینِ نعت میں چوالیس (۴۴) نعتوں کا منظوم انگریزی ترجمہ کرنے کا اعزاز محترم ڈاکٹر غلام علی الانا کو حاصل ہے...... دس (۱۰) نعتیہ نمونوں کا ترجمہ کرنے کا شرف محترم مطلوب الحسن سیّد کو نصیب ہوا ہے...... چار (۴) نعتیہ نظموں کا منظوم انگریزی ترجمہ محترم سید محمد عامر امام نے کیا ہے......محترم ڈاکٹر جمیل جالبی اور محترم جلیل احمد قدوائی نے تین، تین نعتوں کا منظوم انگریزی ترجمہ کیا ہے......محترم محمد عتیق نے دو نعتوں کا منظوم انگریزی ترجمہ پیش فرمایا ہے......محترم پروفیسر احمد علی، محترم رفیق خاور، محترم محمد حسن، محترم نصرت علی بیگ اور محترم سید راس مسعود کی ایک، ایک نعت کی انگریزی میں منظوم ترجمہ کی کاوش کتاب کی زینت ہے...... اِس کتاب میں زیادہ اثاثہ عربی نعتیہ ادب کے منظوم انگریزی ترجمہ پر مبنی ہے۔......پچیس (۲۵) عربی نعتوں کا ترجمہ وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے......مزید برآں فیضی، ابوالفیض المتوفی ۱۰۰۴ھ/ ۱۵۹۵ء کے نعتیہ نمونہ میں دو اشعار عربی ہیں اور دو فارسی۔

تعداد کے تناسب سے چھبیس (۲۶) نعتیہ نمونے اردو نعتیہ ادب سے منتخب کر کے انگریزی میں منظوم ترجمہ کے ساتھ وہاں شامل کیے گئے ہیں......مقداری حوالہ سے تقریباً ایک تہائی بقیہ نعتیہ ادب دیگر زبانوں سے اِن کے اصل طبع زاد متن کے ساتھ انگریزی ترجمہ کے ساتھ کتاب میں سمویا گیا ہے...... یہ امر لائق تحسین ہے کہ نعتیہ ادب کے مختلف ادوار سے اول و آخر تک نمائندہ کلاسک نعت لٹریچر کو چُنا گیا ہے......شاہکار نعتیہ کلام کا صوری و معنوی حوالہ سے معیاری انگریزی منظوم ترجمہ کو قارئین تک پہنچانے کی سعی کی گئی ہے۔

کتاب میں عربی نعتیہ نمونوں کا اعراب سے مزین عربی متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے......تاہم اُردو ترجمہ زیادہ نثری میلان میں نظر آتا ہے......ذوق مطالعہ کے لیے یہ آسانی کا پہلو ہے۔مثلاً ملاحظہ ہو:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ الشہید: ۳۵ھ/ ۶۵۶ء

فَیَــا عَیْــنِــی ابْــکِــیْ وَلَا تَسْـــأَمِــیْ

وَ حُـــقَّ الْبُــکَـــآءُ عَــلـــیٰ سَیِّـــدٖ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آ چکا۔

Oh, my eyes, weep, weep without wearing.

On the parting of the Prophet I shed tears unceasing.

(Dr. Ghulam Ali Allana, PP.22-23)

اُردو نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

مولینا حسؔن بریلوی، حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ المتوفی: ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

؎ سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر

سوئے جنت کون جائے در تمھارا چھوڑ کر

"Leaving the shadow of your blessings

Who will to the rose- garden go?

Leaving your door and your presence

Who will to paradise go?".

(Dr. Ghulam Ali Allana, PP.108-109)

جوئے آب (نسخۂ محمد) کتاب کے آخر میں صفحہ ۱۶۸ پر گوئٹے کی نعتیہ نظم کا فارسی ترجمہ از علامہ شیخ محمد اقبال (پیامِ مشرق) پیش کیا گیا ہے...... اِس کا منظوم انگریزی ترجمہ E.A. Bowring کے قلم سے وہاں درج کیا گیا ہے......(صفحات: ۱۶۸۔۱۷۲)

"Eulogies on Holy Prophet Muhammad صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کا ممتاز پہلو یہ ہے کہ اِس انتخاب نعت میں قدیم و جدید، متقدمین

ومتاخرین نعت گوشعراء کی نمائندگی شامل ہے...... اِسی طرح مرد وخواتین، مسلم وغیر مسلم شعراء کا کلام شامل ہے...... غالب تاثر یہ ہے کہ تاریخی اور لسانی تناظر میں نعت کے متن اوراسلوب کے معیار کواوّلین ترجیح دیتے ہوئے انتخاب کیا گیا ہے......نعت کے آفاقی پہلو کا تقاضا بھی یہی ہے۔

الحمدللہ! راقم (مقالہ نگار) کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۳ء کولاہور کالج ویمن یونیورسٹی لاہور میں منعقدہ فرسٹ انٹرنیشنل سیرت کانفرنس میں مندرجہ ذیل مقالہ پیش کرنے کا موقع ملا تھا:

"The Versified English Translation of Arabic Na'at Specimen: Glorious Tradition of English Translation and English Na'at Versification".

وہاں اس مقالہ میں اس کتاب سے خصوصی مباحث شامل تھیں۔

(2) "Hadaiq-i-Bakhshish":
Imam Ahmed Raza's Religious Poetry"
Translated by:
Professor G.D.Qureshi

اِس کتاب کی اشاعت دِی رضا اکیڈمی اسٹیجلے، سٹاک پورٹ انگلینڈ کی طرف سے ۱۹۹۶ء میں ہوئی تھی...... بنیادی طور پر یہ کتاب امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری سے متعلق انگریزی میں لکھے گئے اِن مضامین پر مبنی تھی جو رضا اکیڈمی کے ماہانہ جرنل ''دِی اسلامک ٹائمز'' انگلینڈ میں ماضی میں شائع ہو چکے تھے۔

اِس کتاب کا ادارتی نوٹ قابل توجہ ہے:

"This book of the religious poetry of Imam Ahmad Raza Khan (Rahmat-Ullah-i-Alaih); translated by Professor

G.D. Qureshi was close to publication when Professor Qureshi suddenly died of a heart attack while in London to celebrate the first Haqeeqah ceremony of his grand children".

ادارتی نوٹ میں یہ مزید وضاحت موجود ہے کہ پروفیسر جی ڈی قریشی (غیاث الدین قریشی) کی وفات کے بعد اِس کتاب کا تعارفی نوٹ ڈاکٹر محمد ہارون صاحب نے مکمل کیا...... یہ کتاب مکمل انگریزی زبان میں ہے...... اِس کے صفحات کی تعداد ایک سو دس (۱۱۰) ہے...... صفحہ نمبر ۱۳ سے صفحہ نمبر ۱۱۰ تک تہتّر (۷۳) شہ پاروں کا منظوم انگریزی ترجمہ موجود ہے...... سوائے چند ایک منقبتوں کے بقیہ سارا کلام ہی نعت کے ادب پر مبنی ہے...... یہاں انگریزی ترجمہ کے ساتھ ''حدائق بخشش'' (امام احمد رضا خان) سے اُردو متن کو شامل نہیں کیا گیا، نئی نعت نئے سیریل سے شروع ہو رہی ہے اُس کا عنوان الگ نہیں دیا گیا...... بطور نمونہ کتاب میں شامل پہلی نعت سے منظوم انگریزی ترجمہ میں ایک شعر ملاحظہ ہو:

"Allah has given you such an authority
Pray, please return my sinful heart to purity."(P.14)

سیریل نمبر ۳۶ پر دی گئی نعت کا اوّلین ترجمہ شدہ شعر ملاحظہ فرمایئے:

"Why should one suffer humiliation by wandering from street to street?
If God gives wisdom to the heart, Why should it go away from your feet?"(P.36)

سیریل نمبر ۶۵ پر دی گئی نعت پاک کی ابتدائی سطور ملاحظہ ہوں:

"Our Lord is He, Who has made you an embodiment of compassion;

Who has commanded us to seek His pardon through your intercession".(P.96)

کتاب کے آخری صفحات سے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان نعت ''حدائقِ بخشش'' سے منتخب نعتوں کے اِس مطبوعہ منظوم انگریزی ترجمہ سے ایک اور شعر پیش خدمت ہے:۔

"O Raza! Why should we allow the anxiety to shatter our senses;
When Our Prophet has the authority to redress all grievances".(P.101)

کلام رضؔا مفہوم کی گہرائی، جامعیت، وُسعت اور حُسن اسلوب میں اپنی مثال آپ ہے جس میں تلمیحات، اصطلاحات، قرآن وحدیث کی عبارات اور حوالہ جات بھی کثرت سے ملتے ہیں...... تخیل کی جولانی بھی کمال کی ہے...... اِس لیے یہاں انگلش ٹرانسلیٹر نے یقیناً اسلام کے وسیع مطالعہ اور نعت کے ابتدائی زبان کے محاورہ پر عبور حاصل کرنے کے بعد ہی یہ کاوش پیش کی ہے۔

(3) "Salam-e-Raza": English Rendering By Bashir Hussain Nazim

امام احمد رضا خان کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' میں شامل 'سلام رضا' کا یہ انگریزی ترجمہ ہے جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اسلام آباد نے ۲۰۰۱ء میں شائع کیا تھا...... یہ ۹۶ صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔

علامہ بشیر حسین ناظم "Submission of the Translator" کے تحت لکھتے ہیں:

"I have responsibly endeavoured while translating Salam

to keep in mind the need of true communication of the meanings of the beautiful words used by A'la Hazrat (Mercy of Allah be upon him)". (P.09)

ملاحظہ ہو ترجمہ نگاری کی ایک جھلک:

ے ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

"Boundless benediction be upon
The Master of We the poor
Countless salutations be upon
The wealth of We the mendicant." (p.24)

ے اُس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اُس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

"Boundless benedictions be upon
The endeared eloquence of his tongue
Countless Salutation be upon
His captivating rhetorics." (p.40)

(4) "Salam-e-Raza": English Translation & Interpretation By Muhammed Riaz Qadri

اِس کی اشاعت دارُ الفیض گنج بخش لاہور (پاکستان) کے توسط سے ہوئی......سنِ اشاعت ۲۰۰۶ء ہے......پبلشرز میں دوسرا نام North American Islamic

Foundation INC Herdon, U.S.A. کا بھی شامل ہے...... یہ کتاب ایک سو چوالیس (۱۴۴) صفحات پر مشتمل ہے...... 'سلام رضا' کے اِس انگریزی ترجمہ کا اعزازی پہلو یہ ہے کہ اردو اشعار کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ ساتھ اُن اشعار کی حوالہ جاتی جامع تشریح بھی انگریزی زبان میں دی گئی ہے...... تشریح میں قرآن وحدیث کے حوالہ جات بھی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔...... کتاب کے صفحہ نمبر ۳۹ سے نمونے کے طور پر سلام کے ایک شعر کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

؎ فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

"Countless blessings be on the Opener of the gate of Prophethood;

billions of salutations be upon the seal fo the Prophets."

دو مکمل صفحات پر اِس شعر کی تشریح اور وضاحت متعدد قرآنی اور نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) احکامات کی روشنی میں ترجمہ کے ساتھ انگریزی میں درج ہے...... اِس سے اِس کتاب کی معنوی حیثیت میں خاصا اضافہ ہو گیا ہے۔

(5) "Jada-i-Rahmat"

by

Sabih Rehmani

Translator: Justice (R) Dr. Munir Ahmad Mughal

اردو نعتیہ شعری مجموعے۔''جادۂ رحمت'' کے مصنف معروف نعت گو شاعر اور نعت خواں سید صبیح الدین رحمانی ہیں جب کہ اِس کا انگریزی ترجمہ محترم جسٹس ریٹائرڈ ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب نے کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے...... اِس کی اشاعت ۲۰۰۹ء

میں نعت N ,\995-+ سنٹر کراچی نے کی تھی یہ کتاب ۲۷۲ صفحات پر مبنی ہے...... صفحہ نمبر چوّن (۵۴) تک اندرون ملک بیرون ملک سے ممتاز ماہرین زبان و ادب کے کلیدی تاثرات ہیں صفحہ ۵۵ سے ۸۰ تک اِس شعری مجموعہ کے مترجّم کا ''ٹرانسلیٹر نوٹ'' ہے...... وہ لکھتے ہیں:

"Every word of his Na't is full of love and spreading light in the heart of the readers... I have decided to translate all his compositions into English so that the orientation of the East may go to the West and it may serve the cause of removing hatred and producing love for each other. The difficulties of expression of a language into another language are there but after all some one is to bear this burden..." (P.79)

اِس کتاب کے آغاز میں پانچ حمدیہ نظمیں شامل ہیں...... اُن کا اردو متن اور اُن کا انگریزی ترجمہ ابتدا میں موجود ہے...... اِس کے بعد سیریل نمبر چھ (۶) سے انچاس (۴۹) تک نعتیہ نظمیں شامل کتاب ہیں...... اِس کتاب میں ترجمہ کا اسلوب نثر اور نظم کی صورت میں ملا جلا ہے...... بعض نعتوں کا ترجمہ نثری اسلوب میں دستیاب ہے اور بعض کا شعری نثر کی صورت میں ہے تاہم محترم ترجمہ نگار نے نعت کے متن کے مفاہیم و مطالب کو قاری تک پہنچانے کے لیے انگریزی زبان سے موزوں ترین الفاظ کا چناؤ کیا ہے...... مجموعۂ نعت کی اردو عبارت میں کہیں کہیں کمپوزنگ کے دوران صحتِ املاء کی ضرورت باقی رہ گئی ہے۔

''سوالی'' (SAWALI)'' (A beggar)'' کے عنوان سے 'جادۂ رحمت' میں پہلی نعت کے ابتدائی اشعار اردو اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ ہوں:

علم کے شہر ہوں در پر حاضر
آرزو سب سے جدا لایا ہوں

بھیک تاثیر کی مجھ کو مل جائے
کاسۂ حرف و نوا لایا ہوں

"O the City of knowledge! I am present in your Court,
I have brought a longing altogether different from others,
Be kind enough to bless me with the grant of effectiveness,
For which I have brought a bowel made of word and voice."

(PP.93-94)

''جادۂ رحمت'' کے انگریزی ترجمہ میں محترم ٹرانسلیٹر نے چار مختلف مراحل میں ہر مصرع کا ترجمہ پیش کیا ہے یہ نہایت محنت طلب کام تھا۔ مثلاً:

پہلا مرحلہ: ہر مصرع کے ہر لفظ کے نیچے اردو تلفظ کو انگریزی ہجّوں کے ساتھ (transliteration) کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا مرحلہ: ہر مصرع کے ہر اردو لفظ کا انگریزی زبان میں موزوں ترین انگریزی لفظ بطور ترجمہ لکھا گیا ہے۔

تیسرا مرحلہ: پھر مکمل مصرع کا انگریزی ترجمہ انگریزی جملے کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ لفظی انگریزی ترجمہ ہے جو مصرعی ترتیب سے ہے۔

چوتھا مرحلہ: لفظی انگریزی ترجمہ کے بعد آخری مرحلہ میں الگ طور پر محاورہ کی زبان میں نثر کی صورت میں یا شعری نثر کی صورت میں حُسن اسلوب کے ساتھ انگریزی ترجمہ قارئین کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

یعنی انگریزی زبان سے معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے قارئین بھی اِس سے استفادہ

کر سکتے ہیں اور انگریزی زبان و ادب سے خوب شناسا ابتدائی تین درجوں پر دیے گئے تراجم کی بجائے بلا واسطہ آخری درجہ دیے گئے چوتھے مرحلہ والے انگریزی ترجمہ سے آسانی سے استفادہ فرما سکتے ہیں۔

مثلاً تیسویں (۳۰ویں) نمبر پر شاملِ کتاب نعت بعنوان ''عصیاں سے تطہیر ملی'' کے دوسرے مصرع کا انگریزی ترجمہ مرحلہ وار ملاحظہ فرمائیں:

آپ آئے توقیر ملی

پہلا مرحلہ: ap aay tauqir mili

دوسرا مرحلہ: you came honour was bestowed

تیسرا مرحلہ: your excellency (Sallallahu alayhi wa alihi wasallam) came and the honour was bestowed.

چوتھا مرحلہ: اِس مصرع کا ترجمہ پوری نعت مکمل ہو جانے کے بعد نیچے دیے گئے مکمل نعت کے ترجمہ میں یوں تھا:

"On your arrival there came all honour". (PP.174-176)

یعنی اِس کتاب میں محترم مترجم نے ابلاغ مفہوم میں تسہیل کے عمل کے لیے بھرپور محنت کی ہے جو کہ لائق تحسین ہے...... خاص طور پر اُن قارئین کے لیے جن کی اردو سے شناسائی نہیں ہے۔

(6) "Reverence unto His صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم Feet" by: Sabih Rehmani

Translated by: Sarah Kazmi

محترم سید صبیح رحمانی کے اِس مجموعۂ نعت کی اشاعت نعت ریسرچ سنٹر کراچی کے توسط سے ۲۰۱۴ء میں ہوئی تھی...... محترمہ سارہ کاظمی نے اِس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا

ہے...... پرنٹ لائن کے صفحہ کے بعد انتساب سے پہلے صفحہ پر یہ شعر رقم ہے:

میرے فکر و فن کا میری زیست کا
نعت عنوان ہے خدا کا شکر ہے

Of my thought and art, of my lifeblood

Na'at is the title, gratitude unto God.

ترجمہ نگاری میں محترمہ سارہ کاظمی کی یہ پہلی کاوش ہے...... اُنہوں نے آٹھ صفحات پر مبنی Preface تحریر کیا ہے...... اِس Preface کے آخر میں اُن کی اپنی انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ایک نعت بھی شامل ہے ملاحظہ ہوں چند سطور:

"Whose visage of Wad-Dhua fondles

The nocturnal serge without smothering

A precedent of Rahmet unending...

Such is His Visage....صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(Sara Kazmi)

محترمہ نے اِس نعت کا عنوان: "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم The Blessed Visage" درج کیا ہے اور اپنی اِس نعت کو حضرت اُمّ معبد کی نذر کیا ہے...... یہ پیش لفظ ۲رفروری ۲۰۰۷ء کو لکھا گیا تھا کتاب کی اشاعت ۲۰۱۲ء میں یعنی پانچ سال بعد ہوئی تھی۔

یہ نعتیہ کتاب: "Reverence unto His صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم Feet" چار حمدیہ نظموں اور باون (۵۲) دیگر نظموں پر مشتمل ہے...... اگرچہ کچھ نظموں کے عنوانات بظاہر عمومی ہیں مثلاً 'سنہرے موسم'، 'نماز'، 'ضمیر کی قید میں' وغیرہ تاہم نعت کا حوالہ وہاں بھی کچھ شامل ہے...... پوری کتاب میں بائیں صفحہ پر انگریزی ترجمۂ نعت اور دائیں صفحہ پر نعت کا اُردو متن موجود ہے...... صفحہ چھبیس (۲۶) سے ایک سو نو (۱۰۹) صفحہ تک مسلسل نعتیں شامل کتاب ہیں ...... ہر نظم کا عنوان بھی اُردو/ انگریزی میں بالترتیب نعت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم Na'at-e-Rasool-e-Maqbool ہی دیا گیا ہے ان کی مجموعی تعداد بیالیس (۴۲) ہے۔

منظوم ترجمہ نگاری کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

ہوگا الفاظ کی صورت میں نزول رحمت
اُن کی مدحت کو جو ہم اپنا مقدر لکھیں

"Mercy shall shower in the form of words
If we write His صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم Eulogy as our destiny."
(PP.104-105)

اُن کی عطا کے ہیں
میرے دامن میں جتنے
حرف ثنا کے ہیں

"Are His صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم Benefactions
As much there are in my lap
Words of Exaltation." (PP.136-137)

انگریزی میں ترجمہ شدہ ہر نعت کے اختتام پر درودِ ابراہیمی خوبصورت رسم الخط میں رقم کیا گیا ہے...... کتاب نہایت عمدہ کاغذ اور عمدہ جلد میں طبع کی گئی ہے۔

(7) "Mantle Ode"
By
Ahmed Mahmood uz Zaman

یہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے رقم کردہ قصیدہ بُردہ شریف کا منظوم انگریزی ترجمہ ہے...... محترم مترجم احمد محمود الزماں صاحب نے اِسے اپنے الفاظ میں "English

"rendering in rhymed couplets" سے منسوب کیا ہے...... اِس کی اشاعت نومبر ۲۰۱۸ء میں ہوئی تھی۔ مکتبۂ نبوریہ لاہور نے اِسے شائع کیا تھا۔ اِس کی طباعت ایف آر پرنٹرز ایف۔۱۰، مرکز اسلام آباد سے ہوئی تھی۔

تین نعتیہ کتب پر صدارتی ایوارڈ یافتہ ادیب رشید ساقی اپنی یہ رائے دیتے ہیں:

"When I go through Qaseedah Burdah Shareef's other translations in English, Urdu, Persian and Punjabi with Ahmad Mahmood-uz-Zaman's rhymed couplets I am very much pleased which I cannot express the way he rendered it with the full command over Arabic and English languages."

محترم قاری بزرگ شاہ الازہری اِس کتاب کے تعارف میں اِس ترجمہ نگاری کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

"His style is a delight and his rhymed couplets translation is faithful."

کتاب میں قصیدہ بردہ شریف کی عربی عبارت مع انگلش ٹرانسلیٹریشن درج ہے اِس کے بالمقابل منظوم شعری صورت میں اِن عربی اشعار کا انگریزی شعری پیرہن قارئین کے ذوق مطالعہ اور استفادہ کے لیے دستیاب ہے...... اگر عربی عبارت کے نیچے اردو ترجمہ بھی دے دیا جائے تو قارئین کے لیے تفہیم کی نئی راہیں کھل سکتی ہیں اور عربی زبان سے کم شناسا طبقہ بھی اِس طرح زیادہ مفہوم سمجھ سکے گا...... منظوم انگریزی ترجمہ سے اِیک 'rhymed couplet' ملاحظہ فرمائیں:

"O Protector send timeless, endless blessings and serenity
On your beloved, the best in whole creation and
humanity."

[محترم مصنف مترجم/شاعر سے بذریعہ واٹس ایپ کتاب کے تعارفی اور دیگر صفحات موصول ہوئے، مورخہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۵ ہجری/ ۵/ اپریل ۲۰۲۴ء]

(8) "Safina-e-Bakhshish:
The Ark of Salvation"
Transliterated & Translated by:
Muhammad Afthab Cassim Qaadiri Razvi Noori

یہ مفتی امام محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' کا انگریزی ترجمہ ہے......مترجّم محمد آفتاب قاسم قادری رضوی نوری ہیں......اِس کی اشاعت امام مصطفیٰ رضا ریسرچ سنٹر اوور پورٹ ڈربن ساؤتھ افریقہ سے ہوئی ہے...... تاریخ اشاعت ۲۸/ جون ۲۰۲۰ء ہے۔

محمد آفتاب قاسم قادری رضوی نوری اپنے Compiler's Note (تالیفی پیش لفظ) میں لکھتے ہیں:

"You have before you, "The Ark of Salvation" which is the English translation in prose of 'Safina-e-Bakhshish'. You will find that in this translation, I have attempted... in a poetic style."

(P.25)

تالیفی نوٹ میں مزید وضاحت رقم ہے:

"I have only translated one of the Arabic kalaams in this composition so that the kitaab may commence with Hamd, ... I have intentionally not attempted to translate the Arabic kalaams as to do so in the form of prose is

more complicated than doing so from the Urdu language..."(P.25)

یہ کتاب دوسو اکہتر صفحات پر مبنی ہے...... اِس دیوان کا مرکزی و بنیادی موضوع نعت ہی ہے...... صفحہ نمبر ۲۸ سے آخری صفحہ ۲۷۱ تک اِس میں چوراسی (۸۴) مختلف عنوانات کے تحت نعت پاک بشمول منقبتی کلام کے نمونہ جات موجود ہیں...... صفحہ ۲۰۲۔۲۰۳ پر منظر الاسلام کے عنوان سے دو یادگاری نظمیں شامل ہیں...... حصہ منقبت صفحہ نمبر ۲۲۰ تا ۲۷۱ شامل کتاب ہے...... بعض شہ پارے دعائیہ انداز سے عبارت ہیں بعض میں رنگ تغزل جلوہ گر ہے...... نعتیہ ادب کی سرزمین میں متن اور اسلوب کے حوالہ سے امام اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ''سفینۂ بخشش'' امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ کی ''حدائق بخشش'' کے سلسلہ کی نمایاں کڑی ہے...... چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ کے بعد ''سفینۂ بخشش'' کے ابتدائی صفحہ کے متن سے پہلا شعر پیش خدمت ہے:

؎ تم سے جو گریزاں ہے فرزانہ وہ دیوانہ
شیدا جو ہوا تم پر دیوانہ وہ فرزانہ

"Tum Se Jo Guryzaan He Farzana, Wo Divana
Shaida Jo Huwa Tum Par Diwana, Wo Farzana
"The Wise One Who Evades You, Is Truly Insane
The Admirer In Love With You, Is Wise & Sane".

کتاب کے بالکل وسط میں سے صفحہ ۱۲۱ پر دی گئی نعت کا مقطع پیش خدمت ہے:

دہر میں ہے کیا شے تم سے جو نہاں ہے
تم پر حال اختر بالیقیں عیاں ہے
بس مری خموشی ہی مری زبان ہے

کیا کروں شکایت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

"Dahar Me He kya Shay Tum Se Jo Nihaan He

Tum Par Haal-e-Akhtar Bil-Yaqeen Ayaan He

Bas Meri Khamushi Hee Meri Zubaan He

Kya Karun Shikaayat Ya Rasool Allah

NAA'RA E RISAALAT YA RASOOL' ALLAH صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

"There Is Nothing In The Universe, Which Is Hidden From You,

The Condition of Akhtar, Is Indeed Apparent to You,

It Is My Silence Alone Which Is My Plea To You,

What Need Is There To Complain To You, Ya Rasool' Allah

OUR SLOGAN AFFIRMING YOUR PROPHETHOOD IS, YA RASOOL' ALLAHصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " (P.126)

دوسرا حصہ:

ابتدائی طور پر بنیادی انگریزی زبان میں تصنیف شدہ نعتیہ کتب (شاعری)

(1) "Fragrance of Madina"

by

Prof. Abdul Majid Hameed

''فریگرینس آف مدینہ'' نعتیہ مجموعہ کی اشاعت مشرق سٹڈی سرکل گوجرانوالہ کے تحت ہوئی ہے...... سن اشاعت موجود نہیں تاہم ابتدائی صفحات میں موجود تاثرات سے عیاں ہے کہ اُن میں ایک پیغام تہنیت کے نیچے ۱۹۹۷ء کا سنِ تحریر موجود ہے۔

کتاب کے مصنف نعت گو، نعت خواں، شاعر نعت محترم پروفیسر عبدالماجد حمید صاحب نے اِسے:

"The First Collection of Epithets in the World"

قرار دیتے ہوئے ٹائیٹل پیج پر یہ اعزاز رقم فرمایا ہے...... یہ کتاب دوسوانہتّر (۲۶۹) صفحات پر مشتمل ہے...... اِس میں ایک حمد یہ نظم کے علاوہ ایک سو ایک (۱۰۱) نعتیں شامل ہیں۔ تمام انگریزی زبان میں ہی لکھی گئی ہیں تاہم ہر نعت میں استعمال ہونے والے مشکل الفاظ کے معانی نعت کے آخر میں اردو میں بھی دیے گئے ہیں...... مزید برآں ہر نعت کا اردو میں نثری ترجمہ بھی ہر نعتیہ نظم کے آخر میں موجود ہے...... اِس طرح یہ کتاب پاکستان میں بسنے والے شہریان کے لیے ایک خاص ذوق رکھتی ہے کہ انگلش سپیکنگ مما لک کے علاوہ اُردو سپیکنگ مما لک کے قارئین کو انگریزی میں نعت کا سامان بھی بہم پہنچا رہی ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ اُن کے اردو میں بالتفصیل مفاہیم و مطالب بھی موجود ہیں۔

چند ایک نعتیہ اشعار کے نمونہ جات ملاحظہ ہوں:

God and Angels glaze Muhammad

How can we praise Muhammad. (P.15)

If Prophet's love is in your breast,

Your grave will be, a place of rest." (P.106)

"If , love for Prophet, You have not,

Rusty you are, dusty your lot." (P.183)

"Benefactor He was, Of mankind

Refuted by those who were blind."(P.200)

ایک اور خاص بات قابل ذکر ہے کہ محترم پروفیسر حافظ عبدالماجد حمید نے ہر انگریزی نعت کے عنوان کے ساتھ نعت شروع کرنے سے پہلے قرآن پاک کی کسی آیہ مبارک یا حدیث پاک کو متنِ نعت سے پہلے رقم کیا ہے...... بعض مقامات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعتوں کے حوالہ جات بھی ہیں۔

(2) "Lyrical Homage to the Last of Prophet Hadrat Mohammad (Peace Be Upon Him)"

by:

Jamil Naqvi

محترم مصنف جمیل نقوی اپنی کتاب کے تعارفی صفحہ Preface میں اِس کتاب کو "Collection of Odes in English to the Prophet (Peace be upon him)" کے طور پر پیش کرتے ہیں...... مزید اِن نظموں کو "devotional poems" کے طور پر متعارف کراتے ہیں اور اُن کی آواز کو "Voice made lyric as its title implies" کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

انتساب کے صفحہ پر شاعر اِس شعر کے ساتھ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملتمس ہیں:

"Wherever we be, we remember thee:

look not askance, for thine we be."

اِس کتاب نعت کا Foreword محترم جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال نے لکھا ہے جس میں وہ جمیل نقوی (مصنف کتاب) کے بارے میں لکھتے ہیں:

"... he has established contact with English speaking

people all over the world,...." (P.xiii)

صفحہ اکیس (۲۱) پر دی گئی نعت 'Supplication' کی آخری دو لائنیں ملاحظہ ہوں۔

"I pray, O my master, with all my fervour

That these words of devotion to you be accepted".

(p.21)

کتاب کے مصنف کی طرف سے ہمیشہ نعت ہی لکھتے رہنے کی خواہش لب پر آتی نظر آتی ہے۔

"Luminary Eternal"

"Let me indite the praise of the lordiest of all;

And continue writing evermore I coluld." (p.31)

شاعر نے بڑے خوب صورت انداز میں دعا "Prayer" کے عنوان کے تحت لکھی وہاں بھی اہم حوالہ نعت "Na'at" کا ہی پیش کیا ہے۔

"For beyond anything I swear,

To keep looking at my beloved's face

Is my prayer of prayers." (P.74)

شاعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں گذرے لمحہ کو متاعِ حیات قرار دے رہا ہے:

"The moment spent in love of the Prophet

Is an eternal asset for mankind". (P.88)

یہ نعتیہ تغزّل پچاسی (۸۵) نظموں پر مشتمل ہے...... پہلی نظم Hymn (حمد) کے عنوان سے شامل ہے...... حمد سے بھی پہلے شاعر محترم نے آٹھ سطور پر مبنی سلامیہ نظم (نعتیہ کلام) سے ابتدا کی ہے اُس کی پہلی دو سطور ملاحظہ ہوں:

"Salutations to you, O Muhammad, light of guidance,

and on your hallowed progeny". (p.I)

(3) "Peace Be Upon Him: Spiritual Rhymes" by Muhammad Athar Javed

۲۷؍رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو محمد اطہر جاوید صاحب نے اِس کا Preface لکھا ...... اِس کے فرسٹ ایڈیشن کی اشاعت مئی ۱۹۹۲ء میں الحمد پبلیکیشنز لاہور سے ہوئی...... کتاب کے مصنف "Preface" میں لکھتے ہیں:۔

> "I proceeded to Tehran for the purpose of teaching, where I came across Mr. Shabbir Ahmed Akhtar... I will not hesitate to say that he inculcated the idea of religious poetry and specifically Na'at in English in my mind". (P.II)

مصنف محترم مزید لکھتے ہیں:

"I took this iniative only to eliminate wrong impression of the western world and our loving Prophet." (P.II)

کتاب میں "Preface" کے بعد آخری خطبہ حجۃ الوداع اور چارٹر یونائیٹڈ نیشنز پر انگریزی میں پانچ صفحات شامل ہیں ...... اِس کے بعد صفحہ نمبر چھ تا گیارہ (Life Sketch of Muhammad Peace be upon him) تحریر شامل ہے...... پوئٹری بُک کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے......جس کا عنوان ہے:

"In the Name of Allah

The Beneficient the Merciful".

کتاب کی پہلی نعت کا عنوان:۔

"Salam To

Peace Be upon Him".

ہے جس کا پہلا مصرع یہ ہے:

"Salam Ay Morning Star of the dark night". (P.15)

دوسری نعت کا عنوان:

"Muhammad Arabi"

ہے جس کا پہلا مصرع ہے:

'How can we praise sacred soul Muhammad Arabi' (P.17)

صفحہ ۳۳ پر دی گئی نعتیہ نظم

"When I Approach"

کی آخری دو لائنیں ملاحظہ ہوں:

"He was there before the Adam, came after all messengers
His elevation is not obscure, God recites for Muhammad". (P.33)

بشمول حمد باری تعالی یہ کتاب پچیس نظموں پر مشتمل ہے،...... پوری شاعری کا مرکزی موضوع نعت ہی ہے...... تمام نظموں میں مصرعوں کی تعداد مختصر ہے...... اسلوب آزاد نظم کا ہے کوئی مخصوص ہیئت نہیں اپنائی گئی ہے...... تاہم ہر نظم سوز و گداز کی کیفیت سے سرشار ہے...... فلیپ پر محترم احمد ندیم قاسمی کی تحریر رقم ہے وہ بھی لکھتے ہیں:

"It is first time in my life that I had the opportunity of reading homage to our Prophet (Peace be upon him) in English Language".

(4) "Moments of Reverence"

By

Major General Mohammad Arshad Chaudhry

یہ کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ اور تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق نظموں کے مجموعہ پر مبنی ہے اِسے سروسز بک کلب نے ۱۹۹۳ء میں راول پنڈی سے شائع کیا تھا...... کل اُناسی (۷۹) صفحات پر مبنی ہے...... ابتدا میں ایک صفحہ کا Author's Note اور تین صفحات پر مبنی Foreword دیا گیا ہے...... مصنف کتاب اپنے ابتدائی نوٹ میں لکھتے ہیں:

"... I started my first poem not only by confessing of my inadequacies in advance, as also for seeking

courage and direction." (P.VII)

بریگیڈیئر ریٹائرڈ ایم آئی قریشی اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:۔

"Moments of Reverence' contains vivid description and narration of many events and features of "Seerat-e-Nabvi صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم". (P.IX)

مزید وہاں موصوف لکھتے ہیں:

"I consider it an honour to write the foreword to "Moments of Reverence" and recommend it to all those interested in Seerat-e-Nabvi صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم in English poetry". (P.XII)

یہ مجموعہ پچاس (۵۰) نظموں پر مشتمل ہے...... ہر نظم کا الگ عنوان ہے...... ہر نظم سراپا ذات وصفاتِ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق ہے......آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالاتِ زندگی، تعلیمات اور واقعات کا حسین ترین مرقع موجود ہے...... مثلاً نظم کا عنوان ہے:

Grand Father and Uncle

"Before the birth, his father had parted

At only six, mother too departed,

His grooming had to be a difficult event

Honour fell to Mutlib, never to resent". (P.17)

'Noble Names' کے عنوان سے دو الگ الگ نعتیہ نظمیں بھی کتاب کا حُسن ہیں۔ملاحظہ فرمائیں......بطور نمونہ:

Noble Names-I

"*Mohammad*, for whom are all praises

Our hopes in good destinies that it raises". (P.49)

Noble Names -2

"*Nasir*, helper in a difficult place

When confronted with evil face to face." (P.54)

اِس نعتیہ مجموعہ میں بعض نظمیں منقبت کی صورت میں شامل ہیں یعنی اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم/عنھُنّ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس شخصیات پر بھی نظمیں شامل ہیں...... ملاحظہ ہوں چند سطور:

"The Prophet's Wives"

'Companions of sorrow and thrill

In total submission of God's Will."(P.75)

Bilal And Call for Prayer

"The name of Muhammad, He took with care

His eyes searched the Prophet every where." (P.72)

یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ اور نفیس جِلد سے آراستہ ہے...... ہر نعت پاک یا منقبت کی پہلی لائن کا پہلا حرف خوش نویس خطاطی میں ڈیزائن کیا گیا ہے......شعری حُسن کے حوالہ سے یہ مجموعہ ایک شاہکار نظر آتا ہے......مصنف نے اِس کا انتساب اپنے والدین کے نام کیا ہے۔

(5) "Muhammad (Sallallahu Alaihi wasallum): A Balm for Sore Eyes"
By
Ahmad Mahmood-uz-Zaman

اِس کتاب کا ذیلی عنوان جو سرورق پر بالائی سطر میں درج ہے وہ یہ ہے:

"Holy Prophet's life in lyrical genre".

اِس کی اشاعت ۲۰۱۱ء میں ہوئی تھی......F.R.Printers اسلام آباد نے اِسے طبع کیا تھا...... کتاب میں شامل ایک نعت سے نمونے کا شعر ملاحظہ ہو:

Miracles On Prophet's صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم Birth

"Seal of Prophet-hood on untainted birth

Revealed eye opener chronicles on earth". (P.1)

اِس کتاب میں منظوم انداز میں انگریزی زبان میں پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ کا ذکر ہے...... اِس کتاب پر محترم مصنف کو پچیس جنوی ۲۰۱۳ء کو ایوان صدر میں منعقدہ تقریب میں صدارتی ایوارڈ بھی عطا ہوا تھا۔

محترم اعجاز رحیم (ستارۂ امتیاز) اِس کے Preface میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مدحت اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکّر ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے ہمیں رحمۃ للعالمین اور سراجاً منیرا جیسی ہستی سے نوازا ہے:۔

"It is an act of thanks giving to the Creator for blessing us with a prefect model described in the Holy Koran as "Rahmat-ul-il-alameen", and "Siraj-un-muneera".

(6) "Islamic Rhymes"
by
Dr. Saleem Ullah Jundran

''اسلامک رائمز'' بچوں کے لیے لکھی گئی......حمدیہ اور نعتیہ نظموں پر مشتمل کتاب ہے ......جس میں ایک منظوم دعا بھی شامل ہے...... اِسے وفاقی وزارت تعلیم کے ادارے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے مشتہر کردہ چلڈرن لٹریچر پروموشن پروجیکٹ کے تعداد رقم کیا گیا تھا......بحمد للہ تعالیٰ! اِسے وفاقی وزارت تعلیم کی طرف سے قومی سطح پر پاکستان میں تھرڈ ایوارڈ بھی عطا ہوا تھا...... اِس کے مسودہ کی تصنیف ۲۰۰۱ء میں ہوئی تھی اور اِس کی اشاعت ماسٹر محمد حسین پبلی کیشنز بھوآحسن تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاءُالدین (پنجاب) پاکستان کی طرف سے ۲۰۱۳ء میں ہوئی تھی...... یہ کتابچہ A-4 سائز پر مبنی تھا...... اِس میں شامل کل نظموں کی تعداد نو (۹) تھی...... یہ مجموعہ بنیادی طور پر ابتدائی کلاسز کے طلباء کے لیے لکھا گیا تھا...... اِس میں تین حمدیں، تین نعتیں اور ایک منظوم دعا (بزبان انگریزی) شامل ہے...... مشکل الفاظ کے معانی اور انڈیکس (فرہنگ) بھی آخر پر شامل ہے، اس کتاب کے صفحہ نمبر ۶ پر دی گئی ایک نعت:

Our Holy Prophet

(Sall-Allah-o-alaih-i-wa-aalihee wa sallum)

سے ایک شعر ملاحظہ ہو:

"You are mercy for the whole mankind

Your match, one can never find."

بالخصوص Pre-Primary اور Primary کلاسز کے طلبہ کے لیے تحریر کی گئی ...... اِس کتاب کا انتساب مصنف نے یہ پیش کیا ہے:......

Dedicated

to

The Holy Prophet Hazrat Muhammad صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم's Sweetest

Sons:

Qasim, Abdullah, Ibraheem

(Razi Allaho Ta'ala Anhum)

Who passed away in their early years! (P.III)

(7) "Source of Light: Religious Rhymes" by Dr. Saleem Ullah Jundran

مذہبی نظموں کا یہ مجموعہ حکومت پاکستان، وزارتِ تعلیم نیشنل بک فاؤنڈیشن کے تشہیر کردہ ''چلڈرن لٹریچر پروموشن پروجیکٹ'' کے تحت لکھا گیا تھا......۲۰۰۱ء میں اِسے رقم کیا گیا تھا۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن کی طرف سے اِسے Certificate of Commendation بھی عطا ہوا تھا...... اِس کی اشاعت ماسٹر محمد حسین پبلیکیشنز بھوآ حسن تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاءُ الدین پنجاب (پاکستان) کی طرف سے ۲۰۱۴ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۳۵ھ میں ممکن ہوئی تھی۔ اِس کا پیش لفظ پروفیسر محمد سلیم بھٹی سابق صدر شعبہ انگریزی لارنس کالج مری نے لکھا تھا...... اِس میں مصنف کی طرف سے لکھے گئے "Prologue" کے علاوہ پانچ حمدیں، پانچ نعتیں، تین منقبتیں شامل ہیں ایک دعا بھی کتاب میں شامل کی گئی ہے۔

بنیادی طور پر یہ کتاب مڈل اور ہائی سکول کے طلباء کی نصابی شاعری (بزبان انگریزی) کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے...... کتاب میں مذہبی شاعری کو

پڑھائے جانے کے طریق کار اور قواعد وضوابط پر بھی ایک نوٹ موجود ہے۔

"Source of Light" کے بیک ٹائیٹل کے اِن سائید پر ڈاکٹر شفقت علی جنجوعہ ڈپٹی ایجوکیشنل ایڈوائزر کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک ونگ اسلام آباد کی طرف سے ایک تاثر پیش کیا گیا ہے۔ چند سطور پیش خدمت ہیں:

"Of course, basically the poet has composed modest poems for children.... I strongly feel this book is also for all "Thinking Beings".... He has really worded some nice poems like "Light for Life", "Mercy for All" and "The True Redeemer" etc."

A-4 سائز میں طبع ہونے والے پینتیس صفحات پر مبنی بچوں کے لیے اِس مذہبی منظوم کلام (بزبان انگریزی) پر ڈاکٹر عزیز احسن صاحب کا رقم کردہ ایک جامع تبصرہ نعت ریسرچ سنٹر کراچی کے جرنل ''نعت رنگ'' میں بھی شائع ہو چکا ہے...... (شمارہ نمبر ۲۵، صفحات ۷۹۸۔۸۰۲)

کتاب کے 'Foreword' میں پروفیسر محمد سلیم بھٹی لکھتے ہیں:

"This is never ending source of light for character building, nourishment of innocent minds and, without difference, young, old and the oldest ones".

(P.VII)

اِس کتاب میں دی گئی نعت "Mercy for All" کا دوسرا بند ملاحظہ ہو:

"Let us read and relate

To every kid and comrade:

Our Holy Prophet's favours

To all the creatures;

Oure Holy Prophet's mercies

Upon beasts, birds and enemies

Sall-Allah-o-alaih-i-wa aalihi wa sallum." (p.13)

ایک غیر ملکی پروفیسر پیٹر چارلس ٹیلر نے اِس کتاب کے بارے اپنی یہ رائے پیش کی تھی:

"I believe that it is very important in a non-English speaking beckground (NESB) country to use local cultural contexts in order to enhance meaningful learning and to value local culture. Your poetry book is a fine example of a resource for putting this principle into practice." (Peter Charles Taylor, Professor of Transformative Education [Adjunct], Murdoch University, Australia, Feb 25, 2018)

(8) "Rabi-ul-Awwal Anthology" by Dr. Saleem Ullah Jundran

ربیع الاول کے ماہِ مقدس میں سرکاری تعلیمی اداروں میں جاری تقدیسی تقریبات اور پروگرام کی ضرورت کے پیشِ نظر مصنف نے اِسے ترتیب دیا تھا......گذشتہ کچھ سالوں سے حکومت پنجاب پاکستان کی طرف سے سرکاری سکولز میں ''ہفتہ شانِ رحمۃ اللعالمین، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کے عنوان سے تقاریب جاری تھیں جس میں طلبا کو اردو/ انگریزی تقاریر، نعت خوانی، سیرت کوئز جیسے پروگرامز کے لیے مدعو کیا جارہا تھا۔

مصنف مذکور نے اپنے طلبا اور قرب و جوار کے ادارہ جات کے طلبا کے لیے یہ کاوش تیار کی...... اِس مختصر اشاعت میں دو قرآنی سورتوں کا انگریزی ترجمہ، انگریزی میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، سیرت تقریر (انگریزی) اور گلدستہ درود وسلام (بزبان انگریزی) شامل تھا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ طلبا کے لیے پیش کیے گئے اِس کتابچہ میں جو انگریزی نعت شامل کی گئی اُسے قبل ازیں منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور کے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت ریسرچ سنٹر کے تحت دوسری قومی ادبی نعت کانفرنس کے موقع پر مقابلہ حسن نعت میں اعلیٰ معیاری کلام کی سند بھی عطا ہوئی تھی...... اِس نعت کو بھی اِس کتاب کی زینت بنایا گیا ہے اور اِس میں جو درود وسلام (انگریزی) شامل تھا......اُسے فیصل آباد میں منعقدہ انٹرنیشنل نعتیہ مشاعرہ میں بھی پیش کیا گیا تھا اور متعدد جرائد میں وہ بھی شائع ہو چکا تھا۔

یہ درود وسلام چھ (٦) بند پر مشتمل ہے۔ چوتھا Stanza مثال کے طور پر پیش خدمت ہے:

"If you lead a life poor and penniless;

Resources are rare and belongings less;

Send down Durood upon Muhammad;

Sall-Allah-o-alaih-i-wa aalihee wa sallum.

Send down Salam upon Muhammad;

Sall-Allah-o-alaih-i-wa aalihee wa sallum.

It will meet your need and want;

Better, consider it as a mercy-grant."(P.10)

اِس میں شامل نعت سے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

"He صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم is Allah's Prophet last,

For all, in future, present and past".

"His صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم love is the soul of Iman,

His "khulq' is the Holy Quran." (PP.04-05)

تیسرا حصہ:

اہمیتِ نعت، تحقیقِ نعت، معیارِ نعت اور خدماتِ نعت کے موضوع پر انگریزی زبان میں تصنیف شدہ کتب (نثر)

(1) "Na'at : Need and Scope in English Curriculum"

by

Dr. Saleem Ullah Jundran

سکول سطح پر پڑھائے جانے والے انگریزی لازمی مضمون کے نصاب میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمولیت اور اِس کی اہمیت وافادیت کے موضوع پر یہ مقالہ ایم ایڈ تحریر کیا گیا تھا...... جسے وفاقی وزارت تعلیم کے ادارہ نیشنل بک فاؤنڈیشن نے ۱۹۹۹ء میں Innovative Manuscripts کے مقابلہ میں اشاعت کے لیے منتخب کیا تھا...... اِس مقالہ میں تہذیبی، ثقافتی، لسانیاتی، نفسیاتی، مذہبی، سماجی اور نصابی حوالہ سے انگریزی لازمی کی کتب کے لیے انگریزی میں نعت پاک کی اہمیت اجاگر کی گئی تھی...... اِس مقالہ میں کلاس ششم تا دہم درجہ کے لیے انگریزی نعتوں کا ایک مجموعہ بھی مشقی سوالات کے ہمراہ نصاب میں شمولیت کے لیے پیش کیا گیا تھا جس پر پچیس انگلش ٹیچرز کی آراء بھی اِس نعتیہ مواد کے متن اور اسلوب کے حوالہ سے حاصل کی گئی تھیں۔

گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فیصل آباد میں ایم۔ایڈ کا یہ تھیسس معروف نعت گو شاعر محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید صاحب کی زیرِنگرانی لکھا گیا تھا...... اِس کی اشاعت کے

موقع پر اِس کتاب کے آخر میں انگریزی زبان وادب، اسلامک سٹڈیز اور نصاب سازی کے ماہرین کی آراء بھی شامل کی گئی ہیں...... یہ کتاب ماخذوں کی فہرست اور حوالہ جات سے مزیّن ہے...... اِس کے صفحات کی کل تعداد ۱۲۰ ہے...... انگریزی نعت کی مناسبت سے اِس تصنیف کی حیثیت ایک تاثراتی وتجزیاتی کتاب کی سی ہے۔

محترم ڈاکٹر محمود الرحمٰن صاحب نے ۲۰۰۴ء میں پاکستان جرنل آف ایجوکیشن جلد نمبر XXI، شمارہ نمبر ا میں اس کتاب پر جامع تبصرہ بھی لکھا تھا۔ (صفحہ ۲۱۲)

اِسی کتاب میں شامل مصنف کی تحریر کردہ نعت

"Do You Know Who He Is?"

مجوزہ برائے کلاس دہم سے ایک بند ملاحظہ ہو:

"His manners so excellent,

His message so brilliant

His preaching so permanent,

His achievements so vast,

Material inheritance of no cost." (P.87)

(2) "Excellence of Na'at: Conditions and Standards" By Dr. Aziz Ahsan

اِس کتاب کا شمار نعت کے موضوع پر انگریزی زبان میں لکھی گئی اِن کتب میں ہوتا ہے جو نعت کے تنقیدی ادب سے تعلق رکھتی ہیں۔

اِس کی اشاعت نعت ریسرچ سنٹر گلستان جوہر کراچی کی طرف سے ۲۰۲۱ء میں ہوئی تھی۔ یہ کل ۲۲۸ صفحات پر مبنی ہے...... یہ گیارہ ابواب پر مشتمل ہے آخر میں ببلیوگرافی اور

انڈیکس بھی شامل ہے...... یہ ایک حوالہ جاتی کتاب ہے فلیپ پر دی گئی تحریر سے اقتباس پیش خدمت ہے:

"So, he (Dr. Aziz Ahsan) is keen to see the genre of Na'at at the highest level of Excellence ... This is his first attempt to invite attention of English readers in general and poets in particular to adhering to the standards of devotional poetry."

کتاب کے شروع میں

'A Journey towards the Glory and Glorification of Na'atia Poetry"!

کے عنوان سے صفحہ ۱۱ تا ۳۴ کل جو بیس صفحات پر مبنی Foreword موجود ہے...... جسے راقم السطور کو لکھنے کی سعادت اور اعزاز میسر ہوا (الحمد للہ!) اِس کے بعد محترم مصنف کا اپنا رقم کردہ مختصر Preface ہے۔

پہلے تعارفی باب میں نعت کا اصطلاحی مفہوم بیان کیا گیا ہے......نعت لکھنا سُنّتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے طور پر ذکر کیا گیا ہے...... باب دوم میں مذہبی شاعری اور نعتیہ شاعری پر اظہارِ خیال موجود ہے......ایکسی لینس (Excellence) اور شاعری میں ایکسی لینس (اعلیٰ معیار) تیسرے باب کا موضوع ہے...... باب چہارم میں شاعری اور مذہب کے تعلق کو اظہارِ خیال بنایا گیا ہے...... باب پنجم اِسی چوتھے باب کا تسلسل ہے...... اِس میں وضاحت کی گئی ہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جذبہ نعت کی بنیادی روح ہے...... مزید برآں اِس میں نعتیہ شاعری کے متن کی اساس اور نوعیت پر بحث موجود ہے باب نمبر چھ میں عمومی شاعری کے تیرہ اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اِس کے بعد نعتیہ شاعری کے تقاضے اور معیارات کا خصوصی ذکر ہے...... باب نمبر سات میں قرآنی نقطہ نظر سے شاعری اور

بالخصوص نعت پاک لکھنے کے تقاضوں کا ذکر ہے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

(امام احمد رضا خان بریلوی ''حدائق بخشش، ص:۹۵)

باب نمبر آٹھ میں شاعری کے بہترین معیارات کے حصول کے لیے احادیث مبارکہ سے میسر رہنمائی کا سامان موجود ہے......نعت کی ترغیب وتحسین کے ضمن میں فرامین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس باب کی زینت ہیں......شاعری کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر بھی شامل ہے۔

باب نمبر نو اور دس میں مختلف ادوار سے عربی، فارسی، اردو نعت کے نمونے لیے گئے ہیں......مختلف مترجّمینِ انگریزی کی طرف سے کیا گیا اِن نعتیہ نمونوں کا انگریزی ترجمہ بھی اصل متن کے ساتھ موجود ہے...... کتاب کے صفحہ ایک سو اسّی (۱۸۰) سے ایک سو چھیانوے (۱۹۶) تک Examples of English Poetical Renderings موجود ہیں۔ایک نمونہ ملاحظہ ہو:۔

"Our Holy Prophet صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم is all time great,
Allah سبحانہ وتعالیٰ blessed him صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم with a unique fate.
Dearest to Allah سبحانہ وتعالیٰ, greatest guide,
Ideal of angels, mankind's pride."

(Shakeel Farooqui, p.180)

اِس انتخاب میں Sister Camilia Badr، محترم پروفیسر سید مطلوب علی زیدی، Wolfgang Goethe، محترم احمد محمود الزماں کی انگریزی زبان میں نعتیہ نگارشات کا تذکرہ ہے...... اِس باب کے آخر میں کثیر اللسانی نعت کے چند اشعار کو بھی انگریزی میں منظوم ترجمہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا
(امام احمد رضا، حدائق بخشش)

"None like you was ever seen or created;

Authority stands in your person consummated."

(G.D. Qureshi, P.196)

اِسی باب میں بھارت سے محترم خان حسنین عاقب کی لکھی ہوئی نعت "Prophiem" کے عنوان سے پیش خدمت ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

"From Almighty, let me say and mind,

He (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) was a gift to the whole mankind."

(P.196)

گیارھواں باب (آخری باب)

'Precautions of Extreme Care in Na'at Development'

کے عنوان سے اہم نتائج، حاصلات کا خلاصہ پیش کرتا ہے...... اِس میں نعت نگاروں کے لیے چھ بنیادی نکات نعت نگاری کے لیے پاسِ ادب اور رقمِ شعرِ نعت کے حوالہ سے تحریر کیے گئے ہیں جو کہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

(3) "The Creative Aesthetics of Na'at"
By
Dr. Aziz Ahsan

نعت ریسرچ سنٹر گلستان جوہر کراچی کی طرف سے اِس کی اشاعت اگست ۲۰۲۲ء میں ہوئی ہے...... یہ کتابچہ ۳۰ صفحات پر مبنی ہے...... اِس میں مصنف نے نعت پاک کا

شعری جمال، اصطلاحِ نعت، قرآنی تصورِ نعت، قبلِ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ نعت، بعداز ولادتِ اقدس نعتِ تسلسل، شعرائے نعت اور اُن کے نعتیہ نمونوں کو بعض ادوار سے شامل کیا گیا ہے......ڈاکٹر عزیز احسن لکھتے ہیں:

"The world wide earnest efforts for composing Na'at by Muslim poets as well as pople of different faiths, religions, languages, and nations are evident proofs of the variety of the divine revelation:

وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ"

کتاب میں شامل معروف شعرائے نعت کے کلام سے اشعار کا انگریزی ترجمہ بطور نمونہ شامل ہیں۔ ذوقِ تسکین اور تحسین کے طور پر ایک شعر ملاحظہ ہو:

در دلِ مُسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما زِ نامِ مصطفیٰ است

(علامہ محمد اقبال)

"In every Muslim's heart is the home of Mustafa (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) All our glory is from the name of Mustafa (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (P.22)

شیخ عبدالعزیز دبّاغ اس مختصر کتاب کے Foreword میں لکھتے ہیں:

"In this small but comprehensive treatise, Dr. Aziz Ahsan has brought to fore the genetics of the creative aesthetics of Na't." (P.07)

(4) "Sabih Rehmani's Architectural Role in Modern Na't"
By
Shaykh Abdul Aziz Dabbagh

۲۰۲۲ء میں یارک شائر ادبی فورم انگلینڈ کے توسط سے اِس کتاب کی اشاعت ہوئی ہے......طباعت فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی (پاکستان) نے کی......ببلیوگرافی سمیت ۲۲۳ صفحات پر یہ محیط ہے...... انتساب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام ہے......فہرست مشمولات سے پہلے صفحۂ انتساب کے بعد یہ شعرِ نعت اردو/ انگریزی متن کے ساتھ ابتدائیہ کے طور پر ذوق نعت کو اجاگر کر رہا ہے:۔

تمنّا ہے کہ ہو وہ نام نامی آپ کا آقا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
میں جو لفظ آخری بولوں میں جو لفظ آخری لکھوں

"Be it your divine name my master, I yearn
The last word I speak, the last word I pen."

(Sabih Rehmani)

اِس کے Foreword (پیش لفظ) میں پروفیسر ڈاکٹر رؤف پاریکھ لکھتے ہیں:

".... it will guide the coming generations of researchers
who would work on Na't..."

پبلشرز نوٹ میں درج ہے:

"This will be one of the first analyses and detailed study of
Na't now available in English language..."

کتاب کا مرکزی موضوع نعت/ جدید نعت ہی ہے......نعت کی ابتداء، ارتقاء، تاریخی تناظر میں عربی نعت سے فارسی اور اردو نعت کی طرف سفر یہاں احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔فروغ نعت کے ضمن میں اندرون ملک، بیرون ملک محترم صبیح رحمانی کی خدمات عالیہ کو اِس میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے......تخلیق نعت، تحقیق نعت اور تنقید نعت جیسے علمی و ادبی موضوعات پر قلم اُٹھایا گیا ہے......ماہرین علم و ادب کے تاثرات محترم صبیح رحمانی کی خدمات نعت کے اعتراف میں قارئین کی نذر کیے گئے ہیں......کتاب کے صفحہ ۱۶۲۔۱۶۳ پر

منہاج یونیورسٹی لاہور میں نعت ریسرچ سنٹر اور حسان بن ثابت نعت چیئر کے قیام کا پس منظر اور اجراء مذکور ہے...... بقول مصنف یہ اعزاز ملک میں سرِ دست منہاج یونیورسٹی کو میسر ہوا ہے کہ اِس میں نعت ریسرچ سنٹر اور نعت چیئر کا قیام عمل میں لایا گیا ہے...... انگریزی زبان میں لکھی گئی اِس کتاب کے مصنف مؤلف شیخ عبدالعزیز دبّاغ ماشاءاللہ خود بھی شاعر نعت ہیں اور دو نعتیہ کتب رقم فرما چکے ہیں۔

مباحث، حاصلات ونتائج:

عربی نعت سے فارسی اور اردو نعت کی طرف سفر تاریخِ نعت کا درخشاں باب ہے۔ عربی، فارسی اور اردو نعت سے انگریزی زبان میں نعتیہ ترجمہ نگاری کی درخشندہ روایت بھی تاریخ کے آئینہ میں دستیاب ہے...... ترجمہ نگاری کے ساتھ ساتھ ابتدائی طور پر بنیادی انگریزی زبان میں بھی نعت نویسی اور نعت گوئی کی روایات مقالے کے حاصلات کا کلیدی باب ہیں۔

تاریخی تناظر میں اِسے حسنِ اتفاق کہیے یا تاریخی مطابقت کہ راقم السطور کو انگریزی ترجمہ نگاری میں بھی پہلی انگریزی نعتیہ کتاب کی اشاعت ۱۹۸۷ء کی دستیاب ہوئی ہے اور ابتدائی طور پر انگریزی میں پہلی طبع زاد نعتیہ کتاب بھی ۱۹۸۷ء کی طبع شدہ ہی ملی ہے...... تعددی حوالہ سے ۱۹۸۷ء سے ۲۰۲۳ء تک ساڑھے تین دہائی کے عرصہ میں پہلے اور دوسرے دونوں ابواب/ اقسام میں آٹھ، آٹھ کتب دستیاب ہوئی ہیں...... مجموعی طور پر ترجمہ شدہ نعتیہ شاعری (بزبان انگریزی) میں آٹھ کتب، ابتدائی طور پر انگریزی زبان میں لکھی گئی طبع شدہ نعتیہ آٹھ کتب اور تحقیقِ نعت پر انگریزی زبان میں مزید چار کتب تک رسائی ہو سکی ہے...... اِس طرح یہ مقالہ چھوٹی بڑی بیس (۲۰) انگریزی نعتیہ ادب کی کتب (بشمول کتابچہ جات) کے تعارف پر محیط ہے۔

انگریزی کتبِ نعت کی اشاعت کا سفر تو جاری ہے تاہم اِس سمت مزید تحریک و ترغیب کی ضرورت ہے...... یہ قابل توجہ ہے کہ اِن بیس (۲۰) انگریزی نعتیہ ادب کی کتب میں کوئی بھی انگریزی نعت کا جریدہ/ جرنل/ میگزین/ خصوصی نمبر انفرادی شمارہ کے طور پر شامل نہیں ہے۔

جہاں تک انگریزی کتب نعت میں ہیئت اور اسلوب کا تعلق ہے تو آزاد نظم (Free Verse) سے لے کر Rhymed metrical composition اور Poetical Couplets تک ہر طرح کا نمونہ اِس انگریزی نعتیہ ادب میں ملتا ہے...... بعض انگریزی نعتوں میں سادہ، سلیس زبان اور مختصر بحر کا استعمال ملتا ہے...... کہیں کہیں بھرپور محاوراتی، تلمیحاتی، استعاراتی، تشبیہاتی زبان کا استعمال بھی انگریزی نعت میں خوب جلوہ گر نظر آتا ہے۔

پاکستان میں کراچی، اسلام آباد اور لاہور سے انگریزی نعتیہ کتب کی زیادہ اشاعت ہوئی ہے...... یہ امر خوش آئند ہے کہ پاکستان میں سرکاری سرپرستی میں بھی انگریزی نعتیہ کتب کو پذیرائی ملی ہے......سرکاری اداروں کی طرف سے انگریزی نعتیہ ادب کی اشاعت اور اُن پر انعامات کا اعلان انگریزی نعت کو فروغ دینے کے لیے مستحسن قدم ہے...... بیرون ملک بھی انگریزی نعت کی کتب کی اشاعت کی مثالیں سامنے آئی ہیں ...... پاکستان کے علاوہ امریکہ، انگلینڈ اور ساؤتھ افریقہ سے شائع شدہ انگریزی نعتیہ کتب مقالہ میں شامل ہیں۔

سفارشات:

۱۔ اسلامک سٹڈیز، اُردو، انگریزی زبان و ادب کے شعبہ جات میں کلیات و جامعات کے اندر انگریزی نعت پر تحقیق کو فروغ دیا جائے۔

۲۔ معیاری انگریزی نعتیہ ادب کو اندرون ملک اور بیرون ملک فروغِ سیرت کا وسیلہ بنایا جائے۔

۳۔ انگریزی میں شاہکار نعتیہ ادب کو انگریزی زبان و ادب کے ارتقائی جدید موضوعات کے تحت سکیمز آف سٹڈیز میں شامل کیا جائے...... کلاس روم میں اِس کی تدریس کا اہتمام ہونا چاہیے...... اِسے بچوں اور بالغوں کے ادب کا حصہ بنایا جائے۔

۴۔ ایسے ممالک جہاں انگریزی بولی سمجھی پڑھی اور لکھی جاتی ہے وہاں کی وزارت تعلیم، وزارت مذہبی امور اور وزارت ثقافت اپنے سالانہ کیلنڈر میں انگریزی نعت کے موضوع کو بھی نمائندگی دیتے ہوئے اِس صنفِ سخن کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

۵۔ علم دوست نجی ادبی تنظیمیں بھی انگریزی نعت کی اشاعت کو ترویج دیں۔

۶۔ ایسی تمام تعلیمی، ادبی، مذہبی تقاریب جن کی ساری کارروائی انگریزی زبان میں ہو وہاں انگریزی میں نعت پاک کے آئیٹم کو بھی پروگرام میں تلاوت کلام پاک کے بعد شامل فرمایا جائے۔

انگریزی نعتیہ ادب سے متعلق مزید تحقیق مطلوب:

اِس مقالہ کی تیاری کے بعد اِس سمت مزید تحقیق کے لیے انگریزی نعتیہ ادب سے متعلق مندرجہ ذیل جہات پر مستقبل میں تحقیق مطلوب ہے:۔

۱۔ انگریزی نعتیہ کتب کے علاوہ اخبارات، جرائد، رسائل، ماہناموں کا سروے بھی ضروری ہے...... اُن کی مختلف اشاعتوں میں، اردو/انگریزی اور دیگر زبانوں کے حصہ نظم میں سے انگریزی نعت کا لٹریچر سروے کیا جائے ...... اور مطلوبہ انگریزی نعت کے مواد کو مقالات میں اجاگر کیا جائے۔

۲۔ سرکاری جامعات میں انگریزی نعت پر تحقیق کی رفتار کا جائزہ لیا جائے۔

۳۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی مختلف ویب سائیٹس سے بھی انگریزی نعت کے مواد کی دستیابی ورسائی کا جائزہ لیا جائے۔

۴۔ عربی، فارسی، اُردو کے علاوہ دیگر زبانوں کے نعتیہ ادب کا انگریزی میں ترجمہ نگاری کا امکان موجود ہے اِس کا بھی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

۵۔ پاکستان، انگلینڈ، امریکہ اور ساؤتھ افریقہ سے شائع ہونے والی انگریزی نعتیہ کتب اِس تعارفی مقالہ میں نمائندگی کے طور پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں...... انگریزی نعت ریسرچ سکالرز کی مزید کوشش سے اِن ممالک اور دنیا کے دیگر ممالک سے مزید انگریزی نعتیہ کتب ملنے کا امکان موجود ہے۔(اِن شاءاللہ تعالیٰ!)

دنیا کی ہر زبان میں نعت کا مستقبل تابناک ہے کیونکہ:۔

"Since the inception of Islam, fourteen centuries ago, Na'at has had been recognize as the crown of poetry. It is an undeniable fact wherever the Muslims are found in this world and whichever language they use to speak, they have produced a variety of Na'at". (Dr. Mahmudur Rahman. 2004)

Pakistan Journal of Education, Vol. XXI, Issue.I, P.212.

یہ سخنِ نعت شیریں اور دل نشیں ہے:۔

"Time, distance, space, what do they matter

For the magnetic force of love,

....

....

To the Prophet and an overwhelming aspiration

Links the heart to a heart."

(Jamil Naqvi cited in Javid Iqbal, April 28, 1986, P. XIV, Lahore)

ہدیۂ تبریک وتہنیّت :

مقالہ نگار اُن مترجّمین و مصنّفین کی خدمت میں بصد احترام ہدیۂ تبریک وتہنیّت پیش کرتا ہے ......جن کی نعتیہ کاوش کا تعارف اِس مقالہ میں شامل ہے۔

نوٹ: یہ مقالہ عالمی نعت کانفرنس ''حریمِ نعت سخن ورشکاگو (امریکہ)'' بتاریخ ۲۷/اپریل ۲۰۲۴ء کے لیے لکھا گیا اور محترمی پیرزادہ طارق محمود نجمی القادری نے کمپوز فرمایا۔

Suggested Readings:

☆ Abdul Aziz Dabbagh, Shaykh.(2022).Sabih Rehmani's Architectural Role in Modern Na'at.Printers: Fazleesons (Private)Limited, Karachi.

☆ Abdul Majid Hameed,Prof.(n.d.).The First Collection of Epithets in the World: Fragrance of Madina.Mashriq Study Circle,Gujranwala,Pakistan.

☆ Abdul Rahim Rane,Haji.(1992).Muhammad(P.B.U.H.):The Universal Messenger{Na'at}.The Message International-Monthly Organ of World Islami

c Mission,Sep-Oct-1992,MILAD-un-NABI NUMBER,PP.18-19.

☆ Ahmad Mahmood-uz-Zaman.(2011).Muhammad (Sall-Allah-o-alaih-i-wa aalihee wa sallum) : A Balm for Sore Eyes. F.R. Printers , Islam Abad.

☆ Ahmad Mahmood-uz-Zaman.(Eng.Trans.).(2018). Mantle Ode [English rendering of Imam Busiri's Qaseedah Burdah]. F.R. Printers, Islam Abad.

☆ Aqib-Alqadri.(Eng.Trans.)(June,2015). How lofty is the honour and the station of Mohammad sall-Allah-o-alaih-i-wa aalihee wa sallum,[Kalam A'la Hazrat Imam Ahmad Raza].Monthly Maa'rif-i-Raza,Vol.16,Issue o6, PP.55-56.Karachi.

☆ Aqib-Alqadri.(Eng.Trans.).(October,2013). O pilgrims!Come to the garden of the Emperor and in awe behold![Kalam A'la Hazrat Imam Ahmad Raza]. Monthly Maa'rif-i-Raza,Vol.33,Issue 10, PP.49-50.Karachi.

☆ Auj Na'at Number Vol. II, 1992-93,Government College , Shahdarrah , Lahore.

☆ Aziz Ahsan (Dr.). (2013).Urdu Na'atia Adab kay Intiqadi Sarmai'ey ka Tehqeeqi Mutaliah' {Research Study of the Literary Criticism of Urdu Na'at Literature}. Na'at Research Centre, Karachi.

☆ Aziz Ahsan (Dr.).(2021).Excellence of Na'at : Conditions and Standards. Na'at Research Centre,Karachi.

☆ Aziz Ahsan (Dr.).(2022).The Creative Aesthetics of Na'at. Na'at Research Centre,Karachi.

☆ Bashir Ahmad Chaudhry.(2003). Rhymes of Soul. Darulfah , Lahore.

☆ Bashir Hussain Nazim.(Eng.Trans.).(2001).Salam-e-Raza. Idara Tehqeeqat-e-Imam Ahmad Raza ,Islamabad.

☆ Chaudhary Muhammad Yousaf Virk Qadri.(2018). Fehrist Kutb-e-Na'at {Na'at Books List}.Na'at Library,Shahdarrah,Lahore.

☆ Faiz-ur-Rehman Gill.(2019). Muhammad (SAW)-The Greatest Commander[Na'at].College Magazine MAHAK,Govt.Post Graduate College,Gujranwala.Page.08.

☆ G.D.Qureshi.(Eng.Trans.).(1996).Hadaiq-i-Bakhshish:Ahmad Raza's Religious Poetry.The Raza Academy,Stockport,England.

☆ Hasan Akhtar.(Eng.Trans.)(2oo2). The Way of The Exalted Prophet{ Uswa-e-Rasool-e-Akram sall-Allah-o-alaih-i-wa aalihee wa sallum}.Al-Mustafa Publications,Karachi.

☆ Iftikhar Ahmad Khokhar.(2009). "listen to my heart"-Islamic Songs : Anasheeds;Na'ats [Debut Album].www.arfarecords.org

☆ Jamil Naqvi.(1987).Lyric Homage to the Last of Prophets Hadrat Mohammad (Peace be upon him).Royal Book Company,Karachi.

☆ Luther,A.R. (Trans.). (1978).Truth unveiled . [Mussaddas-e-Hali] . Sh.Mubarak Ali, Lahore.

☆ Luther , A.R .(1981). Epic of faith . Dilshad Sons, Lahore.

☆ Luther , A. R. (1984). Mohammad : The Effulgent-self of the Self-Effulgent Allah. Nur-i-Risalat Publications, Lahore.

☆ M.J.Majid.(n.d.).The Prophet of Islam(Na'at).In Maulana Mohammad Abdul-Aleem Siddiqui.(Ed.).Elementary Teachings of Islam (PP.4-5).Taj Company Ltd.,Karachi.

☆ Mohammad Arshad Chaudhry,Major General.(1993). Moments of Reverence : A Collection of Poems on Life and Teachings of Prophet Mohammad (Peace Be Upon Him).Services Book Club,Rawalpindi.

ഌഌ

صِنفِ نعت: چند تاثّرات

مامون ایمنؔ
نیویارک شہر، امریکا

اِس مختصر پیش کش کی باقاعدہ طور پر، یہ ابتدائی باتیں ہیں کہ اِس میں ایک اِعلان کے ساتھ ساتھ، اِعتراف اور صراحت کے امور ہیں...... بے شک، خالق، خالق ہے اور مخلوق مخلوق......خالق اپنی ذات میں ''کُل'' ہے......مخلوق واحد نہیں، جمع ہے، یعنی مخلوقات...... اِن مخلوقات میں، ایک مخلوق انسان بھی ہے، جِسے خالق نے ''اشرف المخلوقات'' کا درجہ عطا کیا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ انسان ظالم بھی ہے، جاہل بھی ہے، اور خسارہ میں بھی ہے...... بے شک، خالق رحیم بھی ہے، ارحم بھی ہے......

لہٰذا، اُس نے انسان کی سرشت میں شامل، انسانوں ہی میں سے، اُن ہی جیسے بندے پیدا کِیے، تا کہ وہ اپنے ہم جنسوں کی ازلی کجیوں کی درستی کے لیے، پیغامات لائیں......وہ چنیدہ بندے نبی بھی کہلائے اور رسول بھی کہلائے......اُن انبیا کرام اور برگزیدہ رسولوں نے، خالق کی جانب سے سکھائے گئے اَسما کو صِفات سے ہم کنار کیا...... یوں خالق اور بنی نوعِ انسان کے درمیان میں، گویائی کی بنیاد پر، باہمی گفتگو کا ایک سلسلہ شروع ہُوا......خالق کے حُکم سے، انسان کو پڑھنے کا ہنر اور عربی النسل نبی کے ذریعہ حاصل ہُوا......وہ نبی ایک رسول بھی مقرّر ہُوا......اُس رسول کا نام ہے ''محمدؐ''......

محمدؐ نے عرب اور عجم کے درمیان میں پائے جانے والے فرق کو ختم کیا......محمدؐ نے کائنات میں، قبولیت کا درجہ پایا......وہ اجمل بھی کہلایا، وہ اکمل و افضل بھی کہلایا......وہ جہانوں کے لیے ''رحمۃ للعالمین'' کے نام سے موسوم ہُوا......اُس کا درجہ اِنفرادیت کے

دائرہ سے باہر نکلا تو اِجتماعیت نے اُس کے قدم چومے......یوں ذِی شعور انسان، اِشاروں، کِنایوں اور حوالوں کی سرحدوں سے باہر نکل کر، احساسات اور جذبات کو الفاظ میں ڈھالنے کی توفیق سے سرفراز ہُوا......وہ سرفرازی اِظہار سے ہم کنار تھی......مجوّزہ اظہار میں اِبلاغ بھی تھا اور اِدراک بھی......اُس اظہار میں' قرب کا ایک عنصر ہے......وہ عنصر ایک مجرّد و منفرد جوہر ہے......بلاشبہ، وہ جوہر کلمہ گویوں کے سِینوں میں دھڑکنے والے جذبات اور افکار کا ترجمان ہے......اُس کی ترجمانی میں، خود سپردگی ہے......اُس خود سپردگی کا ایک مخصوص نام ہے ''نعت''......نعت، شاعری کی کوئی ہیئت نہیں، بل کہ ایک باقاعدہ صِنف ہے......اِس صِنف کے دو بنیادی پہلو ہیں: ''جمالِ نبیؐ، کمالِ نبیؐ......جمال میں آرائش ہے، اور کمال میں پیمائش ہے......جمال اور کمال کے رُخ الگ الگ ہیں......بے شک، لیکن وہ گہے بہم بھی ہوتے ہیں کہ اُن کا براہِ راست تعلّق وفور سے بھی ہے اور فہم سے بھی......یہ صنف وفور اور تفہیم سے جِلا پاتی ہے......مجوّزہ جِلا قاری کو، سامع کو سکون و طمانیتِ قلب سے نوازتی ہے......نعت کے لکھاری کی بات ہی کچھ اور ہے......اِس کی بات ، قاری اور سامع کی بات سے بہت آگے ہے......نعت کا لِکھاری دیگر شعراء اور شاعرات کے زُمرہ میں اِس لیے نہیں آتا کہ اُس کے جذبہ ہائے تعلیماتِ رسولؐ اور عنایاتِ رسولؐ دیگر مدارِجِ تحریر و تقریر سے جُدا ہوتے ہیں......

اِن مدارِج میں، راستے نہیں، منزلوں کی قطاریں ہیں......اور یہ بھی ایک انوکھی بات ہے کہ مجوزہ منزلیں، نئے نئے راستوں سے متعارف کراتی جاتی ہیں......ہر تعارف اپنی ذات میں ایک نئے مفہوم، ایک نئے متن کا سراپا ہوتا ہے......اِن مفاہیم اور متون میں بھی تہہ داریاں ہوتی ہیں......یوں نعت گو کی زباں اور بیان کے ربط سے تسلسل کا ایک سماں بندھ جاتا ہے......وہ سماں خوشی، غم، دِید، آس، قُرب، توصیف، تعریف، عجز، نظر، کرم اور دعاؤں کا ایک جیتا جاگتا، روشن، پُر اثر اور پُر وقار مرقّع ہوتا ہے......

یاد رہے کہ وہ مرقع اپنی ذات میں بظاہر مکمل ہونے کے باوجود، بہ ہر صورت تشنہ اور نامکمل ہوتا ہے۔ کیوں......جس ممدوح کی مِدحت، خالق خود کرے، اُس کی مِدحت کا حق کوئی انسان کیسے کر سکتا ہے......یہی پیارے نبیؐ کے بے مثال کردار کی نِشان دہی کی ایک صورت ہے۔ اُس صورت کا نام ہے۔۔۔

''نعت''۔

ہستی میں سَجی نعت کو نُدرت کہیے　　اِس صِنف کے ہر شہر کو عِزّت کہیے
اِس صِنف کو نِسبت ہے نبیؐ سے یک سَر　　اِس صِنف کو تقدیر کی دولت کہیے

☆

دولت ہے عجب ، بڑھتی چلی جاتی ہے　　الفاظ ، معانی سے سجی جاتی ہے
دِن ، رات نبیؐ پاک کے واضح ، اِس میں　　بے مثل کہانی ہے ، کہی جاتی ہے

☆

بے مثل کہانی کا سراپا اِس میں　　بے مثل سے اوصاف کا چرچا اِس میں
دنیا میں جو کِردار نبیؐ کا ہے ، اُس　　شہہ کار سے معمور ہے عقبیٰ اِس میں

☆

عقبیٰ کے لیے ، نعت میں جذبے بولیں　　اِحساس سے منزل ، کبھی رستے بولیں
وارفتہ خیالات سے گویا ہوں دِل　　اَسرار کی توضیح میں ، پردے بولیں

☆

پردے ہیں نظر میں ، تو اُٹھائے رکھیے　　تقدیر کو تنویر بَنائے رکھیے
اِس صِنف کو ہے خاص نبیؐ سے نِسبت　　اِس صِنف کو سِینہ سے لگائے رکھیے

☆

سِینہ کو قرابت سے فراواں کیجیے　　تادیب سے آداب کا پیماں کیجیے

اِس دہر میں ، مہنگا ہے وفا کا سودا　　انمول یہ سودا ہے ، سو ارزاں کیجے

☆

ارزاں ہو اگر دِل میں نبیؐ کی اُلفت　　بھاتی نہیں پھر اور کسی کی اُلفت
جِس دِل میں بسے طیبہ سے دُوری کا غم　　سجتی ہے اُسی دِل میں خوشی کی اُلفت

☆

اُس غم کی خوشی جِس کو بھی مِل جاتی ہے　　اُس شخص کی تقدیر صِلہ پاتی ہے

عقبیٰ کے لیے جھومے ہے اُس کی قسمت　　اُس کے لیے یہ دُنیا بھی لہراتی ہے

☆

دُنیا ہی میں ہو جاتی ہے عقبیٰ روشن　　خوش بُو سے مہکتا ہے قلم کا آنگن
وِجدان بھی ، اِدراک بھی اس میں آزاد　　اس میں نہیں جذبات پہ کوئی قدغن

☆

جذبات کی تحریر سے فرحاں ہستی　　تقدیر کی تنویر پہ نازاں ہستی
جِس شخص کی ہستی میں ہوں شامل احمدؐ　　وہ شخص کِیا کرتا ہے شاداں ہستی

امریکہ میں نعت نگاری کا ارتقا اور ترویج

عابد رشید
شکاگو، امریکہ

امریکہ میں نعت کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ امریکہ میں برصغیر سے تارکینِ وطن کی آمد...... لگ بھگ چالیس سال سے نعت گوئی امریکہ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے...... جوں جوں شعراء کرام کی امریکہ میں آمد ہوتی گئی نعت گوئی بھی توں توں امریکہ میں اپنا مقام بناتی گئی......

وہ شعراء جو غزل لکھتے تھے اُنہوں نے خوبصورت نعتیں بھی لکھیں...... نعت گوئی آہستہ آہستہ گھروں کی محفلوں سے نکل کر باقاعدہ مشاعروں میں داخل ہوگئی۔

آج امریکہ کی تمام مرکزی ریاستوں میں شعراء نعت لکھ رہے ہیں اور مشاعروں میں اپنا کلام سنا رہے ہیں۔

تقریباً تمام ہی بڑے شہروں میں دینی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور اُن میں نعت خواں حضرات کے ساتھ ساتھ نعت گو شعرا بھی شامل ہوتے ہیں اور اپنی تخلیقات پیش کرتے ہیں...... نعت کی ادبی محافل یا نعتیہ مشاعرے بھی منعقد ہوتے ہیں۔

نعت خوانی کی تقاریب تو امریکہ ان تمام شہروں میں منعقد ہوتی ہیں جہاں اردو بولنے والے موجود ہیں لیکن نعتیہ شاعری کے مرکزی مقامات میں شکاگو، نیویارک، کیلفورنیا، ڈیلاس اور ہیوسٹن شامل ہیں...... امریکہ میں تقریباً ہر سال پاکستان سے نامور نعت خواں اور ترنم سے پڑھنے والے نعت گو شعراء کرام تشریف لاتے ہیں...... بڑی بڑی اور پروقار محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور حمد وثناء سے دلوں کو گرمایا جاتا ہے...... یہ محفلیں خاص طور پر ربیع

الاول کے مہینے میں منعقد ہوتی ہیں اور تقریباً تین ماہ تک متواتر اور سال بھر عموماً جاری رہتی ہیں۔

امریکہ میں چند تنظیمیں صرف تقدیسی ادب کے لئے مختص ہیں اور حمد و نعت کے فروغ کے کارِ ثواب میں مصروف ہیں۔

امریکہ میں یہ ادبی تنظیمیں سال میں ایک دو بار نعتیہ مشاعرے منعقد کرتی ہیں اور اِس نیک کام میں اپنا حصّہ ڈالتی ہیں۔

شکاگو میں نعت

شکاگو حمد و نعت کے حوالے سے ایک مرکزی اہمیت کا حامل شعر ہے...... یہاں کئی تنظیمیں ہیں جو باقاعدگی سے حمد و نعت کی محفلیں منعقد کرتی ہیں...... بزمِ نعت، گریٹر شکاگو انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ، مجلسِ قادریہ، فارابی سنٹر اور ایسی کچھ اور تنظیمیں دینی محافل منعقد کرتی ہیں جن میں حمد و نعت خوانی ایک لازمی جزو ہوتی ہے۔

شکاگو کی تمام ادبی تنظیمیں کسی نہ کسی انداز سے حمد و نعت کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہیں اور کبھی کبھار نعتیہ مشاعروں کا انعقاد بھی کرتی ہیں۔

حریمِ نعت شکاگو کی واحد تقدیسی ادب کی تنظیم ہے جو باقاعدگی سے حمد و نعت کے مشاعرے منعقد کرتی ہے اور اِن میں نعت گو شعراء کی بڑی تعداد بھی شامل ہوتی ہے اور اپنی تخلیقات خدا اور اُس کے نبیؐ کے حضور پیش کرتے ہیں...... اِن تنظیموں میں ''حریمِ نعت'' کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ وہ باقاعدگی سے زمینی اور آن لائن نعتیہ مشاعرے منعقد کرتی ہے اور امریکہ میں نعتیہ شاعری کی ترویج میں مصروف ہے......احقر عابد رشید اِس تنظیم کا بانی اور روحِ رواں ہے اور مارچ 2003 سے اِس کارِ خیر میں مصروف ہے......کووڈ 19 کے بعد مشاعرے آن لائن ہونے لگے اور حریمِ نعت نے امریکہ کا پہلا آن لائن نعتیہ مشاعرہ اپریل

2012 میں منعقد کیا......اب حریمِ نعت کے زیرِ اہتمام دوسرے تیسرے مہینے آن لائن یا زمینی نعتیہ مشاعرے کی باوقار محافل منعقد ہوتی ہے...... یہ محافل بہت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتی ہیں......حریمِ نعت کی محافل میں دنیا بھر سے نامور شعرا ِ کرام شرکت کرتے ہیں...... اِن مشاعروں کی رپورٹیں امریکہ کے مرکزی اخبارات میں شائع ہوتی ہیں...... امریکہ کی پہلی زمینی نعت کانفرنس 27 اپریل 2024 کو سبیل سنٹر شکاگو میں منعقد ہوئی...... اِس میں نعت کی عالمی ترویج وفروغ پر مقالہ جات پیش کیے گئے......حمدیہ نعتیہ مشاعرہ منقد ہوا جس میں امریکہ اور پاکستان سے شعرائے کرام نے شرکت کی۔

شکاگو ہی کی غوثیہ سلطانہ جو انجمنِ علم و ادب کی روحِ رواں ہیں اُنہوں نے دسمبر 2020 میں ایک روزہ آنلائن نعتیہ کانفرنس منعقد کی......جس میں دنیا بھر سے ممتاز شعراء اور سکالرز نے شرکت کی اور نعت کے حوالے سے اپنے مقالے پڑھے گئے...... اِس کانفرنس میں انڈیا سے کچھ ہندو شعراء بھی شامل ہوئے جنہوں نے اپنی نعتیں اِس عالمی فورم پر پیش کیں۔

امریکہ میں نعت کے حوالے سے کئی شخصیات کا بہت قابلِ ذکر کام ہے۔

شکاگو کی خوش قسمتی ہے امروہہ سے تعلق رکھنے والے جناب عبدالرؤف امروہوی مرحوم کے خانوادے کی ایک نہایت معتبر اور بلند پایہ شخصیت جناب حامد امروہوی تقریباً تیس سال سے شکاگو میں رہائش پزیر رہے......اُن کا 2022 میں انتقال ہوا...... وہ شکاگو کی نعتیہ محفلوں کی جان تھے...... اُن کے کئی نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر آچکے ہیں......اُن کا نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک بلند عالمی مقام ہے۔

ڈاکٹر توفیق انصاری احمد جن کا تعلق شکاگو سے ہے......شکاگو کی ایک مقتدر ادبی ہستی ہیں اور عرصہ چالیس سال سے زائد شکاگو میں ادب کی شمع جلائے ہوئے ہیں......اُن کا نعتیہ مجموعہ اورادِ ارادت 2019 میں منظرِ عام پر آیا......اُنہوں نے شیخ سعدی کی گلستان

بوستان کا منظوم ترجمہ گل بو کے نام سے کیا ہے۔

شکاگو کے دیگر غزل کے شعراء کرام جو نعت بھی کہتے ہیں اُن میں میں غلام مصطفیٰ انجم، ڈاکٹر افضال الرحمان افسر، ڈاکٹر منیر الزماں منیر، راشد نُور، محبوب علی خان، کاشف حیدر، لطیف سیف، ساجد چودھری، نذر نقوی، غوثیہ سلطانہ، سیما عابدی، محترمہ طاہرہ ردا، راز رنگونی، سید ین رضوی، سید شہاب الدین، سید سالم اور عابد رشید اور کئی دوسرے شعرا کے نام شامل ہیں۔

عابد رشید کے تا حال نعت کے دو مجموعے ''خیر الانام'' اور ''بعد از خدا'' شائع ہو چکے ہیں۔

شکاگو کے چند شعراء کرام کے اشعار قارئین کے تقدیسی حسن ذوق کے لیے حاضر ہیں:

حامد امروہوی مرحوم

کوئی کسی کے ساتھ ہے، کوئی کسی کے ساتھ
میں کتنا خوش نصیب ہوں میں ہوں نبیؐ کے ساتھ

عابد رشید

خواب کو کیسے کِیا کرتی ہیں نسلیں تعبیر
وقت نے آلِ براہیمؑ کے در پر جانا

ڈاکٹر توفیق انصاری احمد

کہیں بھی جسم رہے، جان ہو، مدینے ہیں
رہو ، مدینے میں، مقصد اگر، قیام کا ہے

ڈاکٹر منیر الزماں منیر

وہی اِک نقشِ اوّل نقشِ آخر بننے والا تھا
نبوت ختم ہوتی کیوں نہ پھر محبوبِ مولا پر

غلام مصطفٰی انجم

تخلیق جہاں آپ کے آنے کی خبر تھی
تکمیل جہاں آپ کے آنے پہ ہوئی ہے

کاشف حیدر

نعت کے الفاظ نکلیں شب میں جگنو کی طرح
قبر میں کوئی تو روشن دان ہونا چاہیئے

محبوب علی خان

جو شعورِ ذاتِ حیات ہے، یہ بھی نعت ہے
رہ عشق میں جو ممات ہے، یہ بھی نعت ہے

طاہرہ ردا

کسی مشکل میں ہوتی ہوں درودِ پاک پڑھتی ہوں
کوئی درخواست کرتی ہوں درودِ پاک پڑھتی ہوں

غوثیہ سلطانہ

رہِ رسولؐ سے جس کو حیات مل جائے
غمِ حیات سے اِس کو نجات مل جائے

ڈاکٹر افضال الرحمٰن افسر

عجب جانفزا ہے جمالِ محمدؐ
نہیں انبیا میں مثالِ محمدؐ

آرکیٹکٹ عبدالرحمٰن سلیم

نظر کرم جو آپ کی مل جائے مصطفیٰؐ
دنیا و دین سب ہی بدل جائے مصطفیٰؐ

سیما عابدی

محمد مصطفیٰؐ کی ذاتِ اقدس
مرے رب کی خوشی کا آئِنہ ہے

رشید شیخ

شکستہ ہو نہیں سکتا کبھی وہ
جو دل عشق نبیؐ کا آئینہ ہے

انور علی رومی

جو وجہِ سجدہ بنا تھا ملائکہ کے لیے
جبینِ آدمِ خاکی میں نور تیراؐ تھا

ساجد چودھری

جتنے بھی درماندہ ہو تم نعتیں لکھتے رہنا
ٹل جائے گی ہر اِک مشکل ساجد ٹلتے ٹلتے

سید سالم

میرے معبود نہ میں اِس سے زیادہ مانگوں
نعت گوئی کا فقط تجھ سے سلیقہ مانگوں

نیو یارک میں نعت

نیو یارک ایک بڑی تعداد میں اُن شعراء کرام کا مسکن ہے جو نعت بھی لکھتے ہیں...... سید شمیم رجز مرحوم کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے...... وہ باقاعدگی سے نعت، حمد منقبت اور سلام کے الگ الگ مشاعروں کا انعقاد کیا کرتے تھے...... اُنہوں نے کلام پاک کا منظوم ترجمہ ''آبِ رواں'' کے نام سے کیا اور احادیث کا ترجمہ ''میرِ کارواں'' کے نام سے کیا۔

اویس راجا نعتیہ مجموعہ نیو یارک کے تقدیسی ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

نیو یارک کے نمایاں شعراء کرام جنہوں نے صرف نعت یا غزل کے ساتھ نعت بھی لکھی اُن میں شہاب کاظمی، پروفیسر عبدالرحمٰن عبد، تنویر پھول، رئیس وارثی، مامون ایمن، خالد عرفان (آجکل پاکستان)، مشیر طالب اور محسن رضی علوی کے نام شامل ہیں۔

ریاست نیو یارک کے شہر نیو یارک میں نعتیہ مشاعروں کا آغاز 1992 میں ہو...... ڈاکٹر تقی عابدی، جناب کوثر چشتی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد اور جناب صلاح الدین ناصر صاحب نے نعتیہ مشاعروں کی بنیاد ڈالی...... اِس کے بعد مشاعرے مزید بڑے پیمانے پر ہونے لگے۔

نیو یارک میں انجمن تبلیغ الاسلام، مسجد خضریٰ سالانہ نعتیہ عالمی مشاعرہ منعقد کرتی رہی ہیں۔ تقریباً سال 2011 تک امریکہ کے نامور شاعر جناب صلاح الدین ناصر صاحب یہ نعتیہ مشاعرے منعقد کرتے رہے...... اُن کی ورجینیا میں منتقلی کے بعد یہ فرائض جناب کوثر چشتی اور اُن کے ساتھیوں نے سنبھال لیے ہیں...... کوثر چشتی صاحب ایک خوبصورت نعتیہ شاعر ہیں۔

مفتی اولادِ رسول چشتی جو مسجدِ خضریٰ سے متعلق ہیں خود ایک صاحبِ طرز نعتیہ شاعر ہیں اور نعتیہ مشاعرے کی آرگنائزنگ ٹیم کا حصہ ہیں...... نیو یارک کی ایک اور تنظیم دائرہِ ادب ہے جو 2022 سے باقاعدگی سے آنلائن حمد و نعت کے مشاعرے منعقد کر رہی۔

ڈیلاس ٹیکساس میں نعت

ریاست ٹیکساس کے شہر ڈیلاس میں جناب نور امروہوی 2003 سے اپنی آرگنائزیشن النور رانٹرنیشل کے تحت باقائدگی سے سالانہ نعتیہ مشاعرے منعقد کر رہے ہیں......جن میں دنیا بھر سے نامور شعراء کرام شرکت کر چکے ہیں...... مارچ 2022 میں کووڈ کے ماحول میں بھی اُنہوں نے کامیاب نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کیا......اُن کی امریکہ میں نعت کے حوالے سے خدمات قابلِ ذکر اور قابلِ ستائش ہیں......ڈیلاس میں حنیف افگر اور اقبال حیدر کا نام نعتیہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ہیوسٹن ٹیکساس میں نعت

ہیوسٹن کی ادبی تنظیم تقدیسِ ادب کے زیرِ اہتمام مشاعروں میں نعتیہ شعراء بھی اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔

ہیوسٹن میں بہت سے شعراء کرام رہائش پزیر ہیں جو حمد و نعت میں بھی امتیازی مقام رکھتے ہیں......سید ایاز مفتی نعتیہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت لحن کے نعت خواں بھی ہیں۔انہوں نے مکہ اور مدینہ کے قیام کے دوران قصیدہ بردہ شریف کا منظوم اردو ترجمہ کیا......اُن کا نعتوں کا مجموعہ ''رہبر و رہنما'' 2007 میں شائع ہوا...... جناب غضنفر ہاشمی بھی خوبصورت نعت لکھتے ہیں......امان خان دل جن کا ہیوسٹن میں قیام ہے، اُن کا دیوانِ غالب کی زمین میں نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔

کیلفورنیا میں نعت

کیلیفورنیا بہت سے قابلِ ذکر شعراء کرام کا مسکن ہے...... جناب اسلم قریشی، جناب تقی حیدر، جناب اشرف ِگل ،محترمہ شمسہ نجم ،عرفان مرتضی اور بہت سے اور شعراء کرام نعت کہتے ہیں......نعتیہ مشاعروں کا انعقاد بہت اہتمام سے کیا جاتا ہے۔

ورجینیا میں نعت

محترمہ نورین طلعت عروبہ جو ورجینیا میں قیام پذیر ہیں نعت کا بڑا نام ہیں......اُنکے تین نعتیہ مجموعے پاکستان میں صدارتی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں...... جناب نور جرال کا نام نعت گوئی اور نعت خوانی کے حوالے سے نمایاں ہے۔

میری لینڈ میں نعت

جناب ظفر نوری کا نام نعت کے حوالے سے قابلِ ذکر ہے۔مونا شہاب بھی قابلِ ذکر شاعرہ ہیں۔

اوہائیو میں نعت

عتیق حیدر، ڈاکٹر پاشا سعید،خرم سہیل غزل کے علاوہ نعت بھی کہتے ہیں۔

وسکونسن میں نعت

وسکونسن میں ڈاکٹر سلیم تو رانیہ اور شکیل سروش نعت بھی کہتے ہی۔

امریکہ میں حمد ونعت کے صاحبِ کتاب شعرا

مامون ایمن ۔ نیویارک

عرض (رباعیات) مدحتِ خیرالبشرؐ، امریکہ میں اردونعت (تالیف)، تحریمِ حبِّ رسولؐ

قمر بستوی ۔ ہیوسٹن ٹیکساس

یاایہاالمزمل، یاایہاالمدثر، یاایھاالنبی، یاایہاالرسول، یااکرم الخلق

تنویر پھول ۔ نیویارک

انوارِحرا، قندیل حرا، زبورِسخن، ارحم الراحمین

امان خان دل ۔ ٹیکساس

حرم تا حرم، شہہِ لولاک (غالب کے مصرعوں پر 63 نعتیں)، تجلیات

عابد رشید ۔ شکاگو

بعداز خدا، خیرالانام

ایاز مفتی ۔ ہیوسٹن ٹیکساس

قصیدہِ بردہ شریف اردو ترجمہ، رہبرورہنما

ڈاکٹر توفیق انصاری احمد

اورادِ ارادت

شہاب کاظمی جرولی ۔ مشی گن

سلام، مناقب، قصائد

رشیدہ عیاں حیدر ۔ کنساس

عشقِ رسول

سید اقبال حیدر۔ ٹیکساس

لاریب

میاں حیدر۔ نیو جرسی

عطائے رحمتِ عالمؐ

کوکب حیدر آبادی۔ نیو جرسی

گُل دستِ محبت، فردوسِ بریں

اویس راجہ۔ نیو یارک

متاع

منظور رضوی۔ نیو جرسی

زرِ خالص (تالیف)

باقر حسن زیدی۔ میری لینڈ

فراتِ سخن (مرثیہ)

عبدالرحمٰن عبد۔ نیو یارک

عرفانِ عبد

عارف افضال عثمانی۔ نیو جرسی

سعادت

خالد عرفان۔ نیو یارک (حالیہ پاکستان)

اعزاز

نورین طلعت عروبہ۔ ورجینیا

حاضری، زہے مقدر، ربّنا

سید اولادِ رسول قدسی ۔ نیویارک

آٹھ نعتیہ مجموعے

عاصم گیلانی مرحوم ۔ پنسلوینیا

وسیلہ، وظیفہ

صلاح الدین ناصر ۔ ورجینیا

چار نعت، غزل، حمد

وصی نقاش ۔ کیلیفورنیا

حصارِ دعا میں رہتا ہوں

سید قسیم واسطی ۔ نیویارک

مدحتِ سرکارِ مدینہ

نُو رامروہوی ۔ ڈیلاس ٹیکساس

دعائیں کام آتی ہیں

حامد امروہوی مرحوم ۔ شکاگو

زریعہ بخشش، مدحت کے پھول، خیابانِ ارم، جوئی بارِ بخشش، گلرنگِ تخیل، کوثرِ رحمت

شمیم رجز مرحوم ۔ کیلیفورنیا

قرآنِ پاک کا منظوم اردو ترجمہ ''آبِ رواں''

میرِ کارواں'' منتخب احادیث کا منظوم ترجمہ

گلستانِ فاطمہ'' مرثیے، نوحے''

شکیل آزاد مرحوم ۔ ورجینیا

سحابِ مدحت، راہِ فردوس

حنیف اخگر مرحوم ۔ ورجینیا

خلقِ مجسم

صفوت علی صفوت مرحوم ۔ کنکٹیکٹ

مثنویِ رسول

رشید وارثی مرحوم ۔ نیو یارک

خوشبوئے التفات

سخن الہ آبادی مرحوم ۔ نیو جرسی

اقلیمِ سخن

امریکہ کے کچھ شعرا کے نعتیہ اشعار تبرکاً قارئین کی نذر ہیں:

حنیف اخگر مرحوم ۔ نیو یارک

تمہی سے سب نے سیکھا ہے سلیقہ حمد کا یعنی
خدائے لم یزل کے سب سے بڑھ کر مدح خواں تم ہو

مامون ایمن ۔ نیو یارک

باغِ مکہ چھوڑ کر، بُوئے مدینہ چھوڑ کر
کیا کوئی جنت پہنچ سکتا ہے، زینہ چھوڑ کر

سخن الہ آبادی، نیو جرسی

مشکل یہ عجب ذہنِ رسا آکے پڑی ہے
وصفِ شہِ والا لکھوں منزل یہ کڑی ہے

نور امروہوی ۔ ٹیکساس

دلوں میں عشقِ محمدؐ اگر نہیں ہوتا
دعائیں لاکھ کرو کچھ اثر نہیں ہوتا

قمر بستوی۔ ہیوسٹن ٹیکساس

وجہِ سکونِ قلب و جگر آپ ہی تو ہیں
سب کچھ مرا اے خیرِ بشر آپ ہی تو ہیں

شہاب کاظمی جرولی۔ مشی گن

نعت رہتی ہے زباں پر مری کچھ دیر مگر
دیر تک اہلِ نظر میری طرف دیکھتے ہیں

تنویر پھول۔ نیویارک

بے مثال و بے عدیل و منفرد ہر وصف میں
جان لو تم بالیقیں بعد از خدا سرکارؐ ہیں

امان خان دل۔ ٹیکساس

پوچھا جو ہم سے غیر نے سیرتِ مصطفٰے ہے کیا
پڑھ کر کلامِ کبریا، ہم نے بتا دیا کہ یوں

سید اقبال حیدر۔ ٹیکساس

میں نے جن آنکھوں سے دیکھی ہیں سنہری جالیاں
آئنہ میں اب وہ آنکھیں دیکھتا رہتا ہوں میں

شمیم رجز مرحوم۔ کیلیفورنیا

جسے تربیت اُنؐ کی حاصل ہوئی
وہ دنیا میں اِک معجزہ ہوگیا

اقبال دانش۔ میسا چوسٹ

لکھنے بیٹھا ہوں میں توصیفِ نبیؐ ممکن ہے
عرش سے لوحِ و قلم مجھ کو مہیّا ہو جائے

باقر رضوی۔ نیو جرسی

ثنائے رحمت اللعالمیں ہے
تخیل کیوں نہ پھر معراج پر ہو

باقر حسن رضوی۔ میری لینڈ

گنجینۂ تخلیق کا شہکار یہی ہیں
مجبور ہیں سب، احمدِ مختار یہی ہیں

ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد۔ نیو یارک

زہے نصیب کہ پڑھتا ہوں میں سلام اُنؐ پر
جنہیں خدا کی طرف سے سلام آتے ہیں

جمیل عثمان۔ نیو جرسی

میں اُن فضاؤں میں پھر سانس لینا چاہتا ہوں
ہوا جہاں کی طہارت کا استعارا ہے

عارف افضال عثمانی۔ نیو جرسی

کبھی کبھی تو بہت ٹوٹ پھوٹ جاتا ہوں
شکستگی میں سہارا درود دیتا ہے

اویس راجا۔ نیو یارک

میں نے نبیؐ کی نعت کو لکھنا کیا شروع
سورج مرے وجود میں ہونے لگا طلوع

خالدعرفان۔نیویارک(حالیہ پاکستان)

میں نعتِ احمدؐ مختار پڑھنے والا ہوں
تُم اپنے ذوقِ سماعت کو باوضو رکھنا

نورین طلعت عروبہ۔ورجینیا

میں چاہتی ہوں درِ مصطفےٰؐ سے مَس ہوکر
کسی دعا کی طرح سے قبول ہو جانا

انورعلی۔نیویارک

وہ محروم ہوگا خدا کی رضا سے
نہیں جس کو حاصل رضائے محمدؐ

انوارقادری۔میری لینڈ

مدحِ احمدؐ میں اُٹھاتا ہوں قلم تو الفاظ
خودبخودکوثر وتسنیم میں ڈھل جاتے ہیں

سیداولادِرسول قدسی۔نیویارک

کھو گیا جب بھی اُنؐ کی یادوں میں
رحمتوں کو مری تلاش رہی

تقی کمال۔پنسلوینیا

مجھ سے عاصی کو بھی اذنِ حاضری بخشا گیا
لکھ رہا ہوں ڈرتے ڈرتے خودکو اُمّت آپ ؐ کی

صلاح الدین ناصر۔ورجینیا

قرآن پر عمل سے سنورتی ہے زندگی
قرآن غور وفکر سے پڑھنا ثواب ہے

وصی نقاش۔کیلیفورنیا

اِس لیے دل میں کسی کو نہیں رکھا میں نے
یہ مدینہ مرے سرکارؐ سے وابستہ ہے

نقشبند قمر نقوی۔اوکلاہوما

صفات اُنؐ کی بیاں کیں تو کیا سے کیا نہ کہا
خدا کا شکر ہے لیکن اُنہیںؐ خدا نہ کہا

رئیس وارثی۔نیویارک

دیکھتے ہیں یہ فرشتے مجھے حیرت سے رئیس
جب میں اللہ سے محبوب اُسی کا مانگوں

سید قسیم واسطی۔نیویارک

لکھوں جو نعت باعثِ صد افتخار ہو
خادم نبیؐ کے جتنے ہیں اُن میں شمار ہو

عتیق حیدر۔اوہائیو

کسی نے بھی نہ کہی ہو وہ بات لکھوں میں
مجھے وہ حرف عطا کر کہ نعت لکھوں میں

ڈاکٹر سلیم تورانیہ۔وسکونسن

مِرے ہر خواب کو تعبیر بس ایسی ملے اللہ
نگاہیں جب کُھلیں تو سامنے مکہ، مدینہ ہو

بابر نثار۔کیلفورنیا

تمنا یہی ہے مدینے کو جاؤں، وہاں عمر جاکے یہ اپنی بتاؤں
یہ خواہش ہے روضے کا دیدار کرلوں، مگر حوصلہ یہ کہاں سے میں لاؤں

امریکہ کے بہت سے شہروں میں نعت کے حوالے سے بہت قابلِ قدر کام ہو رہا ہے...... اِس مختصر سے مضمون میں اُس کا احاطہ ممکن نہیں...... یہ مضمون کچھ کتابوں، کچھ اپنی معلومات اور کچھ لوگوں یا داشت سے مرتب کیا گیا ہے...... کہیں ناموں کے حوالے سے کوئی غلطی، کسی شاعر کا ذکر رہ جانا، یا کوئی دوسری کمی بیشی سہواً ہو گئی ہو تو ناچیز معذرت خواہ ہے۔

ᘏᘎᘏᘎ

عہد بہ عہد نعت کا موضوعاتی پھیلاؤ — ڈاکٹر ریاض مجید

آزاد نظم میں نعت — ڈاکٹر عزیز احسن

اردو حمد و نعت میں ہیئتی تجربے — نسیمِ سحر

اردو نعت اور مابعد جدیدیت — ڈاکٹر شاہد اشرف

نعت نبیؐ کا بنیادی تصور اور اس کی اہمیت — ڈاکٹر توفیق انصاری احمد

اردو نعتیہ دیوان کا ارتقا — پروفیسر طاہر صدیقی

حقیقتِ محمدیہ اور روایتِ نعت — پروفیسر انعام الحق

دبستانِ سرگودھا کا گلِ سرسبد — ڈاکٹر شاکر کنڈان

صنفِ نعت، چند تاثرات — مامون ایمن

انگریزی نعتیہ ادب کا تعارف (۱۹۸۷-۲۰۲۳) — ڈاکٹر سلیم اللہ جندران

امریکہ میں نعت کا ارتقا اور ترویج — عابد رشید

facebook.com/saiwa.publications
+92 321 9445830 - +92 300 9445830